

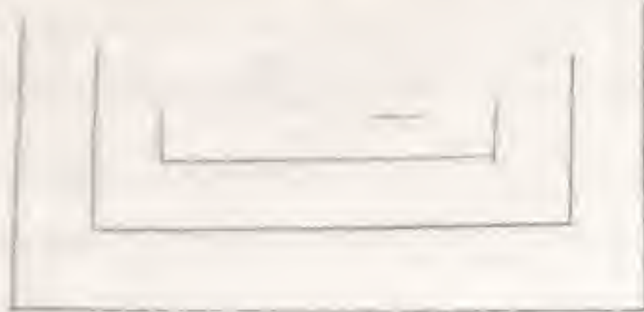
الْكَلِمَةُ الْعُلْيَا

لِإِعْلَانِ

عَلَمِ الْمُصْطَفَى
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَدَقَ الْأَفَاضِلُ عَلَّامُ سِرِّ مُحَمَّدٍ نَعِيمُ الدِّينِ الْهَرَوَازِمِيُّ الْإِسْطَرَّابِيُّ

قَادِرِي كُتُبِ خَانِهٖ، فَصْلَانِ اسْرِيَاكُو



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



الحمد لله الذي خلق السموات والأرض والذين آمنوا بالله واليوم الآخر وعلى العلمين بما كان وما يكون وأصحابه الذين اختارهم الله لعلومهم وصيرونهم **أما بعد** فبسم الله الرحمن الرحيم
المقبصم بحبل الشدة المتين محمد بن نعيم الدين خدام الله بعبادته واليقين من الفضائل الكمال
مولانا مولوی محمد مصطفیٰ الدین صاحب مآظنہ العالی مراد آبادی صاحبہا الشریعہ العالی عن کراماتہ
برادرانہ اسلام کی عالی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آجکل مسئلہ علم نبی کریم علیہ وسلم و آلہ و اصحابہ
افضل الصلوات والتسلیم علماء میں ایسا زیر بحث ہے کہ ہر طرف اسی کا ذکر سنا جا رہا ہے چنانچہ اسی بحث
میں جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب بیہوشی دام فیض نے حجاجہ فضلہ اہل سنت میں
سے ہیں ایک سالہ بھی **اعلام الذکین** تالیف فرمایا جس کی حالت مصنف عظام کی حالت
علمی کی شہرت کو باعث محتاج بیان نہیں۔ اس سال میں لکھا صاحب خوب صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم کیلئے علم کا کان دیا کیونکہ انہوں نے کیا ہے اور کانی ثبوت بخیر ہیں۔ بانیہ آپس کے ایک عالم مولوی
حافظ واحد نور صاحب نے اس سال کے جواب ایک سال لکھا جس کا نام علامہ کلہ الخنجر ہے۔ حافظ صاحب نے
اس سال میں لکھا شاہ سلامت اللہ صاحب دام فیض کی نسبت ایسی ہی سخت کلام کیا اور زیادہ گورنار کہ جس علم کی سزا
کو بعد میں مسئلہ متعلق ہو کہ ایک حق خلاصہ تقریریں کہیں عاقل فہم وغیرہ میں اس سے جو چیز ثابت عاقل صاحب

بالخصوص میں سب اہل محمد شریف صاحب ثانی کے اصرار سے حافظ صاحب کو مکہ کے سال کا جواب لکھا اور
اس کا نام **الکلمۃ العلیا کلامہ علیہ المصطفیٰ** لکھا۔ اگرچہ حافظ صاحب نے اپنے
رسالہ میں سخت کلامیوں کی تھیں مگر میں نے ان کے جواب میں کوئی سخت کلامی نہ کی اور اس
کلام کو انہی کی بہت اور جو صلہ برہم پڑا۔ کیونکہ زبان و رازی عجز کی نسبت انی جو۔ حافظ صاحب اور
ان کے ہم مذہبوں کے رسالے اکثر بزرگانوں سے بھرے ہوتے ہیں۔ غالباً یہ حضرات حضرت
کے اوقات اسی کام کی مہارت حاصل کر لے میں صرف کرتے رہتے ہیں جس طرح میں نے حافظ صاحب
موصوف کیساتھ کوئی سخت کلامی نہیں کی اسی طرح ان کی سخت کلامی زیادہ کوئی فضول نہ
کے جواب کی طرف بھی رخ نہیں کیا۔ البتہ مسئلہ کے متعلق علمی بحثیں کیں اور حافظ صاحب صوف
شہادت کو دفع کیا۔ اعتراضوں کے جواب میں اور جوابات میں تحقیق کر دیکھ کر رکھا۔ نا انصافی اہل
تعصب کو پاس آنے دیا حتیٰ الوسع یہ کوشش بھی کی کہ مخالفین کے رسالے جمع ہوں چنانچہ
سطرہ ذیل رسالے دستاب ہوئے۔ سب پر نظر ڈالی مگر تقریباً سب کی تقریریں ملتی جلتی ہیں
ناور کسی میں کوئی بات کم و بیش ہو۔ تاہم میں نے اس رسالے میں سب کے جواب دے۔ اللہ جل
اس کو میرے کفرانہ مشہات فرمائے۔ ناظرین سے دعا ہے کہ خیر خاتمہ رسول و نظر انصاف حاصل ہے۔

فخالفین کے وہ سالے اور فتویٰ جن کا ہم نے بعونہ تعالیٰ جواب لکھا ہے

تقریباً لایان۔ فیض المسلیس، مسئلہ علم غیب از مولوی محمد یحییٰ مصدق مولوی رشید احمد گنگوہی غیبی رسالہ
فتوے مولوی غلام محمد داند بری، فتوے علمائے دیوبند وغیرہ مجموعہ مطبع صدیقی لاہور کشف الظن
عن اراک الخفا مؤلف مولوی محمد سعید بن ابی شہم الغیب فی کب اہل الیمین لف مولوی عبدالحمد یوسف
رفاعی علی سلمہ بالحیف، تنزیہ التوحید مؤلف مولوی محمد غلام نبوی، براہین قاطعہ حفظ الایمان مؤلف
مولوی اشرف علی تھانوی تحقیق میں تقریر مولوی محمد ادریس صاحب علم غیب کا فیصلہ مطبوعہ مطبع
اہل حدیث امرتسر اہل حدیث کا مذہب مصنفہ ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری اعلا کلام الحق۔

قبل اس کے کہ مخالفین کی تحریروں کو جواب میں قلم اٹھایا جائے اور مناسب جملہ میں یہ لکھا کہ مندرجہ بالا
 تقریر مسئلہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے نبی محرم زکریاؑ سے نہاد مولانا محمد مصطفیٰ علیہ السلام
 تعالیٰ علیہ السلام اور اصحابہ وسلم کے جمیع اشیاء جملہ کائنات اپنی تمام ملکات و افعال و وہ غائبہ علم عطا فرمایا
 بدلائل بنی ائمہ ائیں آفرینش سے داخل حیات وہ دن تک سب مثل کعبہ دست ظاہر
 کر دکھایا۔ خود ارشاد فرمایا الرحمن علما القرآن اس آیت شریف سے صاف ظاہر ہے
 کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے سرور کائنات کو قرآن کی تسلیم نہرانی اور قرآن شریف میں تمام اشیاء کا بیان
 فرمایا علیہ السلام کتاب بنیانا لکل شیء میں جب کلام پاک میں خبر کا بیان اور سرور اکرم اس کے
 عالم تربے شہسور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ اشیاء کے عالم ہوتے حتیٰ کہ اس حوالہ کی کتاب
 الرحمان عن ابی بکر بن مجاہد ائذ قال ابو ما من شیء فی اللہ الا وہو فی کتاب اللہ فقل للہ
 فابن ذکر الخافات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان من خلقا دیو ناقہ و مسکونۃ ینہا
 صناع لکم فہی الخافات (القرآن صفحہ ۴۴) ابن سیراق نے کتاب الاعجاز میں ابو بکر بن
 مجاہد سے حکایت کی انہوں نے ایک روز یہ کہا کہ کوئی چیز جہاں میں نہیں ہے کہ ذکر کلام اللہ
 شریف میں نہ ہو کسی نے کہا کہ سرور کائنات کا ذکر کب ہے فرمایا اگر بت میں لیس علیکم جناح
 ان قد خلقوا الخافات اب ثابت ہو کہ تمام اشیاء کا ذکر قرآن پاک میں ہوا اور حضرت اس کے عالم
 تمام اشیاء کے عالم ہوئے۔ قولہ تعالیٰ خلق الانسان علیما الذی یعلم الذی یعلم
 قال ابن کثیر ان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیما الذی یعلم
 بیان ہوا کہ وہ اس کی کون (و فی التفسیر الحمینی) بابا و جہاد و محمد راہ پر موزا بنیدہ سے
 بیان ہو رہا ہے و باشد۔ آیت شریف کا مطلب ان دونوں تفسیر دینی ہو جوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ احسان
 نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک کے علم کا ان کا ہونا سرور اقدس ارشاد فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو
 سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ہم جمیع غیب غیر مقامیہ کا علم ثابت کرتے ہیں۔ جملہ معلومات
 الہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں خود کو آفتاب سے اور
 قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں تصور نہیں۔ کہاں غائب اور کہاں مخلوق ماضی
 و مساوات کا نوہ کر رہی کیا علم الہی کے حضور تمام مخلوق کے علم اقل دلیل یہ کہ کوئی کسی نہیں کہنے

لیکن بائیں عطفے اسی سے حضور نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع کائنات تمام اکان و ملک
مردم مائل ہیں۔ اور انہیں جمیع مائت مساوات کے قائل۔ عطا و اتقی اور انصاف احمدی و صلوات
علیہ وسلم کے منکر مخالفین کا الزام مائت مساوات ہم پر افترا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ کتب
میں عجیب پر آنحضرت علیہ السلام کی قدرت ثابت کرنے کیلئے ایسی چوٹی کے زور
لگائیں اور انہیں کو شیش کی جالیوں اور حضور کو جمیع اشیاء کا معلم عطا فرماتے سے عداوت عالم کو
عاجز کیا جائے۔ تعجب۔ انہیں سب سے بڑا نزع کو چاہت فرماتے۔

سر آید فالین لے کس دلیر جا سے حق سہا: تعالیٰ کی نسبت یہ جہود و کلمات کہہ ڈالے۔

تہ بکتہ کی خبر پہنچی اللہ کی شان ہے۔ خداوند عالم کی جناب میں تڑپ و دردا لفظ
کھٹے شرم آئی، افسوس۔ اس سے بڑھ کر اور ملاحظہ فرمائیے کھٹے میں کز غف کا وراں کج

اسے اختیار میں رکھ کر یہ ثابت کرنا ہے کہ اللہ کی شان بزرگ (تعالیٰ) الہیہ صفت

ان سادہ احوال کے خیال میں ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ علی شانہ کو بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

یا ایها الذین آمنوا اذبحوا الذبائح الذی الذبحتم لعلکم تتقون

معاذ اللہ کی نسبت جو پیروہ کلمات بعض کرتا: اللہ بیش لوگوں ذہنی میں کی نقل کر رہا ہے

وہو معاہدہ کیا گیا ہے۔ اس کو میں اللہ جل شانہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جہت میں اپنی

لجميع الشياطين في تلك النيات باوحدوه وبعدها يقرأ

عبداللہ سے پہلے نامت ہو گیا۔ پھر خدیجہ انسانی کیلئے ایک نیا راستہ کھولا۔

اور ان کے شریف اور اموات و اولاد کو سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

بہارِ شریعت میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مال کا نصف دینے سے انکار کرے تو اس کا مال اس کے لئے حرام ہے۔

فعل کیا جاتا ہے وہ شخص تہذیب اور تمدن ہے اللہ علی شہداء فرماتا ہے ۔ وعلیہم السلام

الحمد لله الذي جعل العلم منتهى النعمان

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بَخَّلَ عَلَيَّ الْغَيْبَ وَكَانَ اللَّهُ لَاحِظًا لِّمَا يَفْعَلُ

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُمْ عَلَيْهِمْ وَأَتَيْنَاهُم بِطَارِيقٍ فَالْمُنَافِقِينَ

کہ تم کو مطلع کر دے غیب ہوا لیکن انہوں نے شائد چھانٹ لیا ہوا ہے رسولوں میں سے جس کو
 چاہے نہیں ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان نہ ہو تو ہم اور ہر نبی کا یہی ہر تو
 تم کو شائد اس سے اللہ تعالیٰ بتو چھانٹ لیا ہو لیکن اللہ تعالیٰ الخفیہ المعروف
 یا جعل مطیع و مقصود جلد اول قصہ شمس میں ہے واللہ اعلم بالصواب
 لفظ من رسول من شاء فیظہر علی الغیب اور میں یہ جیسا کہ انہوں نے شائد چھانٹ
 لیا ہو یعنی ہرگز یہ کہتا ہے کہ رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے میں مطلع کرتا ہوں اس کو غیب
 آیت ۱۶ واللہ اعلم فیظہر علی الغیب احل الامم ان یظہر من رسول
 اللہ جلد اول الغیب میں کسی کو اپنے غیب پر ظاہر نہیں کرتا مگر میں کو مراد لے کر لے
 رسول میں سے۔ ابلی تم میں سے کہ لا یظہر علی الغیب علی احدی۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ
 اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ ظاہر غیب تو اولیائے کرام قدرت اسرار میں بھی ہوتا
 ہے اللہ تعالیٰ جبار و ادیب، علیم الصلوٰۃ والسلام ہم پر بھی ہوتا ہے۔ اے نبی یا اللہ تعالیٰ
 غیبہ احل۔ ابی غیب خاص کسی کو ظاہر غالب و مسلط نہیں فرماتا مگر رسولوں کو ان کو
 سر تسلیم میں کس فرق فہم ہے اور کیا امر ثناء یا علیم الصلوٰۃ والسلام کیلئے قوت عظیم و عظمت
 ہوا تعالیٰ ان بلداً یخضعون میں اسی آیت کی تفسیر میں ہے۔ قل ان من عندہ
 تعالیٰ لا یظہر علی الغیب الذی یختص بہ علی الامم لفظ الذی یکون رسولاً و
 یختص بہ بظہر علیہ غیر الرسول یعنی ابن شیح نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابی غیب میں ہر جو
 اس کے ساتھ نفس و رسول تفسیر کے ہوا کسی کو مطلع نہیں فرماتا اور جو غیب کہ اس کے ساتھ
 خاص نہیں اس پر غیر رسول کو بھی مطلع فرماتا ہے آیت ۱۶ واللہ اعلم بالصواب
 یعنی نہیں وہ غیب پر قبیل ہوا کہ مرید یا اللہ علی شائد ہے احضرت علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام
 اصحابہ علیہم السلام باقرین شریف ہر صورت میں ہوا مصلحت ہے۔ گناہی اللہ تعالیٰ میں سے
 قدر آیت ہر گفتار انہوں نے اسباب احوال شریف کا جملہ ذکر کیا ہے۔ حدیث ۱۶
 عروال نامہ فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام اخبرنا عنہا علیہ السلام
 اهل الجنة من انزلهم و اهل النار من انزلهم و حفظنا ذلك من حدیث
 صحیح

[illegible]

کہ یہ دیکھنا ہے کہ یہ جو شخص اس اسناد میں کا دعویٰ کرتا ہے اور صاحب انکالت الحفا کے ترجمہ
 کی تفسیر کہاں تک صحیح ہے۔ اہل نوہد ان کا خط صاحب ان نقل ہے۔ یہ دعویٰ بنا ہی
 نے احفظنا احفظنا کا ترجمہ جو ہر انظار الحق ان الفاظ میں کیا ہے کہ حضرت نے
 ہم کو یاد کیا اور بتایا انظار الحق میں کہیں اس کا ہند و نشان پر نہیں۔ جیسا انظار الحق
 کی عبارت جو اسی حدیث کا ترجمہ ہے جو از صغر نقل کی آپ کا خط فرمائیے اسی عبارت میں ترجمہ
 جو صاحب انکالت الحفا نے کیا تھا وہ بھی یہ بنا ہی صاحب ان نقل کیا۔ بنا ہی حاکم نے جو ترجمہ
 کیا انظار الحق میں اس کا ہند تک نہیں۔ ماننا بنا ہی حاکم نے صرف اپنی زبان کے ترجمہ سے
 ترجمہ نہ کر رہا تھا اور کوئی وجہ غلطی کی نہ تھی۔ نہایت عجیب ترجمہ ہے کہ خود ہی انظار الحق
 کا حوالہ دیا اور انظار میں اس کے ترجمہ میں جو بنا ہی حاکم نے جو انہوں نے اپنے دل سے
 گھڑا غلط ہے۔ جیسا ترجمہ عبد الحق محدث و بدی لغات شریف شکرۃ شریف میں فرمایا
 میں احفظنا احفظنا جو مثلاً انکالت الحفا کا مستطابا احفظنا و حجة انوار کربلا
 میں کہا ہے کہ انت کافضل نقاب کا ترجمہ نام کیا کیا ہے اس کے مقابل ہند ہی اکبر انکالت الحفا
 و عبارت پر اشارہ ہے اس کے ترجمہ کا ترجمہ ہی یہ مترجمی مخالف کے محدث کے ہاتھ میں
 یہاں سے مخالفین کے حاکموں اور محدثوں کی خوش لیاقتیاں انکار کیا کرتی ہیں۔ دیکھا
 حوالہ و لا خوف الا باللہ الصلی علیہ وسلم اب انظار الحق کا یہ ثابت منفقہ و کہیں خبری ہمارے
 ساتھ اس خبر کے کہ وہ منبریالی ہے قیامت تک یعنی وہ قلع اور حوادث اور عجائب و غرائب تھا
 تک کے لفظ لہرانے کے قابل اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔ حدیث (۳۱) عن عبد بن لہان
 قام فبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلقا ما تروا من شجر او کون فی حفاہ و قال
 انی قوام الساعة الا بعدت انک حفظ من حفظ و نسب من نسبہ من علمہ
 و ہذا فی ہذا و انک لو دہلک منک منک و قال و فاذا ذکر الرجل و جب الرجل
 اذا غاب عنہ ثم اذا راہ عرفہ متفق علیہ و انک شکرۃ شریف ص ۳۳ سطر ۱۱ کتاب
 فصل اول و عبارت جو مذکور ہے کہا کہ کھڑی ہو تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑی ہوئی
 خطبہ میں اور خطبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ ہر ترجمہ نہجی کی کہ ہر ترجمہ نہجی میں خطبہ

میں قیامت تک گھر کہ بیان فرمایا اس کو یاد رکھا اس کو اس شخص نے کہ یاد رکھا اس کو اس کو
 بھول گیا اس کو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بھول گیا یاد رکھا اور بعض نے اس کو بھول گیا کہ بعض
 یاد رکھا اس کو جو شخص کہ بھول گیا یعنی بھول گیا یاد رکھا اور بعض نے اس کو بھول گیا کہ بعض
 نہیں مانتے ہیں اس کو مفصل اس نے کہ اس نے اس کو بھول گیا کہ بعض نے اس کو بھول گیا کہ بعض
 ہے اور میں ہی (ہوئی) میں سے ہوں کہ جو کہ بھول گئے ہیں جیسے کہ بیان کیا ہے حال کہ وہ بعض
 شان یہ ہے کہ البتہ واقع ہوئی ہے ان چیزوں میں سے کہ خبر دی تھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے وہ چیز کہ تحقیق بھول گیا ہوں میں اس کو پس دیکھتا ہوں میں اس چیز کو میں دیکھتا ہوں
 میں اس کو کہ یاد رکھا ہے شخص چہ شخص کا یعنی بطریق احوال وہ ابہام کے جبکہ نائب ہوتا ہو اس
 اسلاف میں کہ تیری اس کو ماننا نہیں تحقیق کے ہر ایک دیکھتا ہو اس کو بہانہ میں اس کو شخص عیسائی
 ایسے ہی رہا وہ باتیں سخیل جو وہ ہوا ہوں لیکن جبکہ واقع ہوئی ہے کوئی بات انہیں جو کہ بہانہ
 لیتا ہوں کہ وہی ہے میں کی حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی تھی نقل کی یہ سنائی کہ میں
 نے دیکھا ہر حق صفت (مطرح) حدیث (۱۵) مشکوٰۃ شریف صفت (مطرح) تعامل سید المرسلین
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الناس
 قد فرغوا من الذنوب فوالبت مشرق فھا ومغاد بھا الذنوب بقدر الحاجة ورايت من ثوبان
 سے کہا کہ فرمایا حمل تھوڑے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے
 لئے زمین لکھی اس کو سمیٹ کر مثل نخلی کے کر دیکھا یا پس دیکھا میں نے اس کے مشرق
 مغرب میں کوئی تمام نہیں لکھی دیکھا ہر حق صفت (مطرح) حدیث (۱۵) مشکوٰۃ شریف
 صفت (۱۵) بابہ الصالحات عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رحمکم رب انیت فی غزوہ حل فی احسن صیوۃ قال فیم یختصم الذلۃ انک قلت انت اعلم والی
 فوالہ کہ میں کہتی فوجیت وروا میں مذکور فعلت عافی السفوت والاسرار فی دلائل
 وکذا قلت ترک ابراہیم مذکور السفوت والاسرار ولیکون من المذنبین ذلک
 ہیئت عبد الرحمن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا علیہ السلام
 نے کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو بھی دعوت میں دیکھا فرمایا اپنے گناہ کے گناہات

میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تیری خوب ماٹا ہے۔ فرمایا: صبر کرو اگر تم صبر نہ کرو
 علیہ السلام نے کہ ہر سید سے رب عزوجل سے اپنی رحمت کا اتنا سیرے نہ لیں شادان و صیوان
 دکھا میں نے اس کے رسول فیض کی سرودی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی ہیں
 جان لیا میں نے کہ کچھ کما سناؤں اور زینوں میں ہے۔ اور حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَفَى لَكَ الْآخِرَةُ یعنی ایسے ہی دکھائے
 ہم حضرت وبراہیم علیہ السلام کہ کما سناؤں اور زینوں میں ہو گا کہ وہ ہر جائز نعمت میں کرمیاؤں سے
 بیش کف کتاب ہے من فضل ربی فی تفضیل اے ایسا ہی فیض و عنایت کرم و استکرم و تامل
 انعام سے اور سرودی پاؤں یہ ہے واصل اثر فیض اور واصل محرم ہے۔ لہذا الحمد کہ اس وراثت
 شریف سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ ہمارے آنا علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ ہر چیز کا علم و رحمت
 پر اس خزانہ شریف مشکوٰۃ مبلد اول صفت میں ہے۔ فقالت ای بسبب واصل ذلک الفیض
 عالی السعوت والرحمن یحییٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ مما جہا من المشکک والاضحیٰ ویدرھا
 لحدادہ عن سعۃ علمہ الذی فتحہ اللہ بہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات الخ
 فی السعوت بل وھا فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج ولا ترفض ہی علیہ الخ
 ای جمیع مافی الارضین السبعہ بل وھا تحتہا کما افادہ اخبارہ علیہ السلام
 من الثور والحوث الذین علیہما الارضون کالہما یحییٰ ان افقہ اری ابراہیم
 علیہ الصلوٰۃ والسلام فرھا کوکب السموات والارضین وکشفل ذلک وفتحہ
 لہ اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ اس فیض کے ماحصل یہ کچھ ہے میرے وہ سب کچھ جان لیا میں نے کہ
 کچھ ہے ایسی جگہ اس کے علم فرماؤں جنہوں میں سے قرآن و کلام میں میری ماٹا گناہ شہا۔ وغیرہ
 میں سے و عمارت کے مطر کے رحمت علم سے ہم اللہ تعالیٰ نے حضرت پر کھول دیا۔ علی بن ابی طالب کہ ان کے
 سے سناؤں لگائے ہیں۔ یہ کی نام کائنات کا علم سراسر ہے جب کہ تھوڑے سے شعاع و نور سے کچھ کچھ
 تمام جزئی و سرائی جنوں میں لگاؤ ہے یہ بھی کچھ ہی سبب کلام پر گئی ہے کہ خدا کا وعدہ رحمت کی قبولیت میں ہے
 اس میں ہی اس کو علی بن ابی طالب نے سمجھ لیا کہ ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کائنات سناؤں اللہ تعالیٰ کے کمال
 اس کہ ان کچھ کمال سناؤں کہ ہر وہ آفتاب علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ فیض کے گروانے کھولے

حضرت علیؑ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر چیز کا علم و رحمت میں ہے کہ ہر چیز کا علم و رحمت میں ہے کہ ہر چیز کا علم و رحمت میں ہے

بہار شجرۃ الصالحین باب الثمین من مناقب ائمه اطهار علیہم السلام۔ حدیث ۱۸۰ عن ابی حمزہ قال
 ما من حبیب لی رافعی ظنہ فاحذ منہا شاة فظلمہ الراعی حلفہ انکرمہا منہ قال قصود
 اللہ انکرمہ منہ فافہی واستغفر اللہ فان عذبت الی ربہ قسرت علیہ اللہ الخ قد
 شراست منہ من فقال الرجل یا اللہ ان سرائیت کالبوم لرب وکتلمہ فقال الذی
 احب من ہذا اجل فی الخیرات من الخیرین یخبرک بما مضی وما ہو کائن فہن
 قال فکان الرجل یخبر بای ما الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فالتزم
 ما استوفی فی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ ہ۔ ما یصل بہ ایک ایک بھڑیا ایک
 گریو لک کے چہ انتہی کی طرف آیا انا اس نے بکر ایک۔ بھڑیا کی ایک بکر کی بکر کی پس چہ دے
 نے اس بھڑیے کو ڈھونڈا یہاں تک کہ اس بکر کی کو اس سے چھڑا رہا۔ کہا ابو حمزہ کہ
 بھڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دم اپنے دو نوں پاؤں کے درمیان کی دیکھ کر بیٹھ
 اس وقت کا ارادہ کیا جو اس نے لے لے بھڑیا ہاتھ اور میں نے اس کو لے لیا بھڑیا تو اس سے
 چلا آیا۔ چہ دے نے قہر سے کہا کہ خدا کی قسم میں تو آج کی صبح کسی بھڑیا کو ہم کرتے نہیں بچھا
 بیٹھے نے کہا کہ میں اپنے قہر سے ایک شخص کا حال پر م وہ سبقت ازلی کے درمیان کھڑا رہا وہ شخص
 اپنی رشتہ میں ہے کہ وہ شخص گذشتہ اور آئندہ میں چہ کہہ چکا اور جو آئندہ قہار سے لے ہو گا
 دنیا اور عقبی میں سب کی خبر یہ دیتے ہیں۔ ابو حمزہ نے کہا کہ وہ چہ وہاں اس پر وہی تھا۔ وہ
 واقعہ دیکھ کر خدمت اللہ میں گریہ میں آئے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور حضور کریم میں
 اس حال کی خبر دی اور اسلام لا با۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آلا اسوا بہ چہ
 وسلم نے اس خبر کی تصدیق کی۔

بسم اللہ جانے اور جانے والے میں بھی وہ شخص ہے جو حضور کریم عالم کا ان باہر کا شخص نہیں
 اور بہان کریم گمان کو ابھی تمہاری ہے۔ مدار علی تاری میں قیامہ الصالحین جلد ۱ صفحہ ۱۸۰
 میں بیخبر کمرہ مضی وما ہو کائن کی شہادت میں لکھا ہے کہ ہاں وہ اسی جسا
 حقیق میں خیر و اویں میں مذکور وما ہو کائن لکھا ہے کہ ہاں وہ اسی جسا
 میں حوالہ دہے ہیں فی عقبی اس کو صاف ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس سے پہلے

امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے کہ کتاب میں ہا دل رکھے اور دوسری
 یہ صریحاً کہنے کے لئے قرآن میں لکھ لے اور ایک آیت میں ہر قسم کے سر اس کے دروازہ کو کھلے اور میں ہر
 لئے ایسا ہی مرثیۃ الفاتحہ ص ۷ صفحہ ۲۳ میں ہے قال النور فی حقہ ویدہا بقولہ انما یسجد لہ
 سجدۃ عبادۃ من طہر فی القراءۃ وقرن دل الحدیث علیہ لان اللہ تعالیٰ بطوری الزمان
 میں مبتلا من عبادہ کہ بطوری امتثال یسجد وھذا باب التسلیل الی اللہ کیلئے البقیہ
 التوالی مرثیۃ النور الدین عبد الرحمن جامی نجات الانس فی حضرات القدس میں نقل کر رہی
 عن بعض المشائخ انہ قرأ بقولہ حیون استلما الحجر الاسی ووالرکن الاسمن الی
 حیون وصول عبادان باب الکعبۃ للشمیفة والقیۃ للشیعة وقد سمعہ ابن التیمیہ
 شہاب الدین بن السہروردی منہ کلیۃ صحتہ وحقائقہ من اولہ الی آخرہ قد مر
 فی تحقیق سورہ ص وبقیۃ باب بیکۃ النور من مشائخ کے منقول ہے کہ انہوں نے عجم اسود
 کے منہ سے دو بارہ کعبہ شریف پر پہنچے تک نام قرآن شریف پڑھا یا اور ابن شہاب الثمالی
 اسود سے کہے کہ اگر اور حرف حرف اول سے آخر تک پڑھتے رہے یا رکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے نیا سند تک پال ہو تو حضرت کہ ایک مجلس میں جہاد حوال کی خبر دیا گیا وہاں ہم کہ نصیحا
 سطر پر اس مسئلہ سے ہی اعادہ ہو گیا کہ اگر کسی غیر میں ہو جہاد کا راستہ فقہاء اسلام کی تصریح
 دیکھ کر کہیں اس کتاب پر بیعت ہے میں اپنے شخص سے نقل فرماتے ہیں یا قادی الاچا حادی وک
 رد حجتہ اللہ علیہ وعلیٰ نافعہ الودی حجب حقہا شر من العلم فی مطلعۃ حجتہ عروبہ
 وھو وہ مسئلہ وینا ویاخرۃ وفارۃ وجنتہ لانما جہاد ذلک خلق الاحیاء علیہ
 یصل فی غیر علیہ السلام خارق الوداع والمواد بالمرہا فعدۃ تمیز فی اجراء
 المنقوت من میں خلقت وھذا خلقت ولم خلقت والی ابن التیمیہ نے جرم کلی
 عمار وعدۃ تمیز فی حذیکہ کل سماء وامن خلقتوا حتی خلقتوا والی ابن السکیت
 وتمد علی اختلاف مرآۃ معنی ومنتفی من جامعہ حدیث علیہ السلام تمیز فی الجہاد
 السہین وھذا کل جہاد علی الصفتہ السابقۃ وھذا علیہ الصفتہ ام تمیز
 فی اجراء الامور اللہ تعالیٰ علیہ السلام وھذا علیہ السلام وھذا علیہ السلام وھذا علیہ السلام

علم کی عظمت کیا جائیں۔ جب حضور کے علم کی وسعت سنتے ہیں تو گھبرا جاتے ہیں اور بخواب گریں۔ ہر ایک
اللہ پاک کا علم اس سے کیا زیادہ ہو گا۔ پس خدا و رسول کو براہِ کرم یاد آئی نادانی ہرگز وہ علم
آتی کہ عالم میں کھنڈ خراب کریں۔ و علم خدایہ کی برابر شہادتیں۔ مسلمان ان دنوں نہیں صرف کہتے ہیں
حضور کے علم کو اس کی وسعت کیا تھا تسلیم کرتے اور عطاے الہی کا اقرار کرتے ہیں اور علم الہی کو
اس کی بے مثال عظمت کیا تھا۔ مخصوص بحکم مانتے پیرا حقیقت علم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا انکار کرنا یہ اے جواہرِ سنت پر مسادات ثابت کرنا کیا الزام لگاتے ہیں علم الہی کو تنہا ہی سمجھتے
ہیں مثلاً ہیں اور خداوند عالم کے علم کی مقیص کرتے ہیں اور یہ کہ اللہ عزوجل کے علم و قدرت سے
واقف ہونے تو حضور کے وسعت علم کا انکار نہ کرتے۔ حضور کے کلمات کا انکار ہی کرے گا
جو خداوند عالم کی قدرت و عظمت سے بخیر ہے۔ آمین یا اللہ و س۔ سورۃ فاتحہ سورۃ
تتفقوا انہ کما جرح علیہ ذلک فی شرح ما بسبب المذنبین من الامم محمد غزالی جو منقول ہے
النبوة عبادة عی الختص به السابق ویخلف به خیر وهو یختص بالوہاب من الخلق امر
انہ بعض حقائق الامور المتعلقة باللہ تعالیٰ و صفاتہ و ملکاتہ والاداء الخیر
علماء الفاعلین بہ بکثرة المعلومات و زیادة الکشف و الحقیق و تالیفہ ان اللہ
فی نفسه صفة بہا تہم الاموال الخارقة للعادة کما ان لنا صفة تہم بہا الحركات
المفرونة بالادنا وھی القدیرة تالیفات لہ صفة بہا یصل الی مدیکہ و
یشاہد ہم کما ان البصیر صفة بہا یفارق الاعی ان الیہ ان لہ
صفة بہا یدلک ما سبکون فی الغیب ثبوتہ اس غیر سے عبارت ہے کہ جس کے
ساتھ نبی مختص ہے اور غیروں سے ممتاز ہے۔ ایک یہ کہ جو امور اللہ علیہ السلام کی صفات
اور فضائل اور آخرت کے ساتھ متعلق ہیں۔ جن ان کی صفات کا وارث ہوتا جو اللہ عزوجل کی صفات
اور فضائل کے کشف و تحقیق میں اس کے کچھ بہت نہیں۔ وہم یہ کہ ان کی ذات میں ایک الیہ وصف ہے
جس سے افعال غارۃ عادت ظاہر ہوتے ہیں جس طرح کہ میں ایک صف قدرت کا الیہ وصف
ہے کہ جس سے ہمارے حرکات اعداد ہوتے ہیں۔ شرم یہ کہ نبی کو ایک الیہ وصف حاصل
ہے جس سے لگا کر دیکھتا ہے اور اسکا شاہد مکرنا ہے جس طرح کہ نبی کو ایک صف مایل ہے

جس کے عارف و متابین سے ممتاز ہے۔ چہ اہم کیا ہے جو ایک ایسا وصف حاصل ہو جس سے وہ غیب
 کی آفتابوں کا عالم کھلے۔ اس عبارت سے صحت معلوم ہوتا ہے کہ اہل عقل و شائستگی نے انبیاء
 علیہم السلام کو فائق ہونے کا علم حاصل کیا اور ان کی عظمت و جلالت کو کشف تحقیق میں
 ادراک کیا۔ ممتاز قرار دیا۔ افعال و احوال کی اس صفت و طاقت پر ان جیسے میں حکمت و تدبیر ایک
 کرم و جہاں میں حکمت کریمہ ایسی ہی ہے۔ ان کے افعال و احوال پر ان کی۔ ایک صفت دی
 جس سے معلوم کیا کہ اس طرح و کیفیت میں۔ ایک صفت غیب کی ایسی عزت و جلالت کہ جس
 سے غیب کی آفتاب باتیں جلتی ہیں۔ حال علی قاری حرر فرمایا: المانع جلد ۱ ص ۵۵
 میں تحریر فرماتے ہیں: ان غیب صافی و واضح ضیاء و علما بعلم علیہم و ملاحظہ حق و باطن
 و مصلیہ انما یطعن فیہ فی الظہر و اللہ تعالیٰ علی بعض احبابہ لوحہ علمہ منور
 بقرائن من الغیب المطابق و سائر غیب انما یؤدات از قسوت الروح القدس
 و انوارہ اختصارا و اشراقا۔ اہل عقل و شائستگی نے ان کی عظمت و جلالت کو کشف تحقیق میں
 ادراک کیا۔ ممتاز قرار دیا۔ افعال و احوال کی اس صفت و طاقت پر ان جیسے میں حکمت و تدبیر ایک
 کرم و جہاں میں حکمت کریمہ ایسی ہی ہے۔ ان کے افعال و احوال پر ان کی۔ ایک صفت دی
 جس سے معلوم کیا کہ اس طرح و کیفیت میں۔ ایک صفت غیب کی ایسی عزت و جلالت کہ جس
 سے غیب کی آفتاب باتیں جلتی ہیں۔ حال علی قاری حرر فرمایا: المانع جلد ۱ ص ۵۵
 میں تحریر فرماتے ہیں: ان غیب صافی و واضح ضیاء و علما بعلم علیہم و ملاحظہ حق و باطن
 و مصلیہ انما یطعن فیہ فی الظہر و اللہ تعالیٰ علی بعض احبابہ لوحہ علمہ منور
 بقرائن من الغیب المطابق و سائر غیب انما یؤدات از قسوت الروح القدس
 و انوارہ اختصارا و اشراقا۔ اہل عقل و شائستگی نے ان کی عظمت و جلالت کو کشف تحقیق میں
 ادراک کیا۔ ممتاز قرار دیا۔ افعال و احوال کی اس صفت و طاقت پر ان جیسے میں حکمت و تدبیر ایک
 کرم و جہاں میں حکمت کریمہ ایسی ہی ہے۔ ان کے افعال و احوال پر ان کی۔ ایک صفت دی
 جس سے معلوم کیا کہ اس طرح و کیفیت میں۔ ایک صفت غیب کی ایسی عزت و جلالت کہ جس
 سے غیب کی آفتاب باتیں جلتی ہیں۔ حال علی قاری حرر فرمایا: المانع جلد ۱ ص ۵۵
 میں تحریر فرماتے ہیں: ان غیب صافی و واضح ضیاء و علما بعلم علیہم و ملاحظہ حق و باطن
 و مصلیہ انما یطعن فیہ فی الظہر و اللہ تعالیٰ علی بعض احبابہ لوحہ علمہ منور
 بقرائن من الغیب المطابق و سائر غیب انما یؤدات از قسوت الروح القدس
 و انوارہ اختصارا و اشراقا۔

علم غیب کی صفت و طاقت
 ان کی عظمت و جلالت کو کشف تحقیق میں
 ادراک کیا۔

ان کی عظمت و جلالت کو کشف تحقیق میں
 ادراک کیا۔

صبح صغیرا طرح منگن ہو جاتی ہے جیسے آتش میں صورت اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے وہاب
 یلیوں پر طبع ہوتے ہیں۔ علم میں ترقی کرتے ہیں، بلکہ خود من جن بظاہر ان کے دلوں میں ترقی ہو رہی ہے
 جیسے نزدیک نور انبیاء (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور الیاء (قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم) ہیں اللہ جل شانہ
 کے وہاب میں ہیں اور یہ ہے جس کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر یہاں ترقی کا وہ غلیل ہے جس میں ہر شخص کا حصہ ہے۔
 یہی وہ شہدائے کونگونی کے مسئلہ میں ہے۔ شیطان کا ملک ظلمت کو یہ صفت ہے جس سے ظاہر
 اعلیٰ حق تعالیٰ کی وصیت علم کو اس میں نہیں ہے۔ عبادت میں طرہ و پاک کو ظہور رکھ کر یہ عبادت ہے جس سے
 ترقی ہو کر میں ہوتا ہے کہ اس قول کے تعلق کے نزدیک وہ صاف اللہ کے شہدائے کونگونی کے وہاب میں ہے
 تیسری میں اس میں ہے جس کو حاصل ہوتا ہے۔ اگر میں تو شیطان کا ملک ظلمت اللہ جل شانہ کے وہاب
 میں ہے جس کی وصیت علم کی ہے اس سے ثابت ہے اس صفی اللہ الصلی العظیم۔ علامہ علی قادری کی عبارت سے
 صاف ظاہر ہے کہ یہ علم جس شہدائے کونگونی اپنے دوستوں کو ظاہر کیا ہے اور یہاں ترقی کا وہاب میں ہے
 کہ شیطان کا ملک ظلمت کی وصیت علم کی ہے اس سے ثابت ہے تو یہ ایک صفت اور شہدائے کونگونی کے
 دوستوں میں کہیں نہیں۔ استغفر اللہ شیطان یمن و یمن خدا اور رسول کیلئے اثبات علوم کرنا
 اور یہ علم جس کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ علم کا یہاں کہتے ہیں منکر یہ جاتا کیا ایمان ہے
 مولانا رحمہ اللہ کیلئے ہی کیا خوب لکھا ہے یہ

صبح صغیرا طرح منگن ہو جاتی ہے جیسے آتش میں صورت اس نور پاک سے اللہ جل شانہ کے وہاب

از بوی بختی که دیو و قوم او از دلاسان ازان آکا و نیست چو شایمین بایید بکے خویش پس چرا جاتو بکے دشمن و چو در سبایت کمتر از دیوان شد دیو و دیوانه شوئے گردون بود آن در شک و جھالت دل پسند تو اگر شکی و شک و کور و کور شرم دارد و لاف کم زن جان من	شہرند از حال انساں غیبیو زانکہ زین محسوس و غیر اشیا و نیست و انقدر از متر ما و فکر و کیش بجز با شند از حال انساں و جب اگر غیب بر گزاف زدند از شہاب او عرق و مطعون شود از ملک شاں سرگون می انگشتند این گساں بر رو جھالت مدبر کہ بکے جاسوس بہت از سو کے قن
---	--

حق الیک علم و اس کے علم کے لئے کہ جس کی طرف اشارہ ہے

علم لوح میں قیامت تک کے امور ہی تو کچھ ہیں بلکہ علم علی قاری کی طرف اللہ تعالیٰ نے شرح البروق میں
فرماتے ہیں۔ وكون علوما منها من علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه تشتمل على
الکلیات والجزئیات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات و
علمها يكون نضرا من بحور علم موجودات من سطور علمه یعنی علوم لوح و قلم کہ آپ کے
علوم میں سے ہو کر بیان یہ ہے کہ آپ کے علوم متفرع ہوتے ہیں کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف
و مدارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے منہ و طرف ہیں
سے ایک شہرہ آپ کے علوم وسیع کی سطور میں سے ایک حرفت ہیں علامہ ندائی شرح سوانح اہل بیت
میں فرماتے ہیں۔ وقد اتوا تواتر ما أخبروا تفقت معانيها على اطلاع صلى الله عليه وسلم
على الغيب ولا ينافي الايات الدالة على انه لا يعلم الغيب الا الله لان
المنفى علمه من غير واسطة اما اطلاع عليه باعلام الله فحق بقوله تعالى
الا من انقضى عهد رسول اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امتواتر میں اس کے معنی یہ ہیں
متفق ہو گیا کہ اسے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں اور یہ عنوان آیت الدالہ فیہ
میں غیر اللہ کے متافی نہیں کیونکہ جہاں نفی ہے وہ اہل حق کی ہے جو یہاں سطور پر لیکن حضرت سید عالم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعلان الہی مطلع ہوا تواتر میں بعضی سے رسول سے علم ہے اور یہ بیان میری
وقد افقد الاجماع على ان خبر حصل الله عليه وسلم اعلما الخلق و انفسهم
جنس پر اجماع ہو گیا ہے کہ جہاں نبی کریم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم تواتر سے نہادہ علم و صفیات
رکھتے ہیں۔ علامہ علی قاری شرح شفا جلالہ ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں فیصل و من یؤمن انہ الباطن
ای آیاتہ الظہرۃ و ما جہد اللہ من المعارف ای الخیرۃ و العلوم ای الکلیات
و المذکرات الظہریۃ و الباطنیۃ ای الاسرار الباطنیۃ و الالوار الظہریۃ و خفیۃ
من الاطلا علی جمیع معارف الدنیا و الدین ای ما یتو بہ اسرارہا و امور الدنویۃ
و الاخریۃ حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ نبی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کے علم میں جو ذات اور
ظاہر اہمیت میں سے وہ ہے جو اشیاء میں شائد آپ کے لیے معارف یا معارف جزئیہ علوم علیہ السلام
غیر یقینیہ انداز اسرار باطنیہ و انظارہ میں سے اور آپ کو فیضان الدین کی تمام صفتوں پر اطلاع کے

تکرار علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام کے علم و انفس خلق ہر صف پر علم

سابق خاص کیا اور جہاں بیان جامہ الشیخ میں ہے وہی الحدیث سابق رہا ہے
 یا تاثر المذہب یا جہاں غلط استظہار عجیبہ ہو ضرور یہ میں کہتی ہوں کہ یہ یقیناً ولا تعدیل ہی
 میں قدیم القیم ہے کہ مذہب عن الراجحہ فی حدیث میں مآخوذ شیخ علی الاکابرین کا ہے
 ولفظی طور پر مآخذی وعلیہ ایضاً محمد اعلیٰ کہتے ہیں وہی علم لا یقدر علی حدیث غیری
 وعلیہ حدیث غیری وعلیہ علم لا یستطیع ان یشی فیہ انی الخ اص و الامم عن امتی جیہا بالنس
 والحق والاطلاق کہ انی انسان العیون شیخ عبدالحق بکایت دہلی میں جو کہ علیہ مدح الہیہ
 میں اس حدیث کا مضمون یوں اور فرمایا ہے۔ پھر یہ لازم ہے کہ وہ کہ میں جسے میں نے خود انجم کیا
 گو ہمیں منہایت حدیث غیریہ میں ان حدیث میں ہے تکلیف ہے نہ کہ میں یا فہم ہیں اس اور سید
 خود میں یہ اور علم الہی میں و آخر میں تعلیم کروا کر اجماع علیہا علی کہ حدیث میں کہتے ہیں کہ
 انہما کس انجم میں کہیں نہ ہوا اس میں انہما کس میں جیہ کہ کہیں انہما کس میں انہما کس میں ان
 علی یہ کہ انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 سید اگر علی انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 کہ یہ انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 و تکلیف کہیں یہ حدیث میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 میں لے دو میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 جس کے چہاں یہ حدیث میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں انہما کس میں
 جس کا ہے اختیار دیا۔ اور ایک وہ علم جس کی تبلیغ کا حکم فرمایا کہ میں اپنی امت کے ہر فاضل و مہتمم کو یہ حدیث
 اور حدیث کی امت انسان اور میں اور فرشتے ہیں۔ ایسا ہی انسان العیون میں ہے۔ تفسیر
 بباب التاویل فی معالم التنزیل مطبوعہ مصر جلد الرابع ص ۳۷ میں ہے و قولہ من اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم فی موضع میں کہتی ہے حدیث ہر دو حدیث میں حدیثی قولہ ان المراد
 بالبدن النہ و الرجحہ و ذلک شایع فی لغۃ العرب فیکون معناه علی ہل الاخبار
 بالکلیۃ اللہ تعالیٰ آیا و النعام علیہ بان شرح ص ۱۷۷ اور نور قلبہ و عرفہ کلا لیرقم

میں نے اس کو دیکھا ہے۔

[illegible]

ازید کا قعدہ اور امام شعرانی کی کبریٰ میں احمر کی عبارت اور حضرت محبوب جانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 کے قصبہ حمر کا شعر آئندہ آیت کریمہ کذلک جعلناکم امةً اُحَدِّثُ لَکُمْ بَیِّنَاتٍ مِّنْ لَّدُنَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَعْلَمُونَ
 شاہ ولی اللہ صاحب محض و طہوی رحمہ اللہ تعالیٰ الطاف القدس میں فرماتے ہیں
 چوں رفتہ رفتہ سخن بمقالق غامض افتاد اترال سماعت بتر مژے ہا بدگفت چوں آب از سر گذشت
 چہ یک نیز و چہ یک مشت کمال عارف از تجربت بالاتر میرود و لغض کلیتہ بجلت جس عارف می شود
 ذرات عارف بجلت روح او ہر عالم رابطہ بالمسلم حضوری در خود میند - ان عبارتوں سے تو
 اولیاد اللہ تعالیٰ کے لیے تمام جہان کا علم ثابت ہوا - مگر لطف تو جب ہے کہ منکر اقرار کیے ،
 مخالف مان جلے - اب ذرا مرقطہ استقیم مطبوعہ مطبع مجتہبی سید علی علیہ السلام جو کہ اس میں
 امام الطائفہ مولوی اسماعیل و طہوی لکھتے ہیں افادہ (۱) میرے کشف ارواح و ملائکہ و سفار آسمانی
 و سیما مکملین و آسمان و جنت و نار و اطلاع ہر لوح محفوظ شغل دورہ کنندہ و طریش در فصل اول محفوظ
 مذکور شد پس باستفاہت پہل شغل ہر لوح محفوظ ایک از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہ منوجہ مشہور
 سیراں - تمام نماید و احوال آنجا دریافت کنندہ رہا اسیں اس مقام مقامات سادہ - ان فتوح العالین
 امام المنکرین مولوی اسماعیل و طہوی کی عبارت سے تو محال العین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں
 نہکی ہوئی جاتی رہی گی کہ جس چیز کے ثبوت کا نام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ارتجار
 کر ہی ہے اسی کو امام الطائفہ نے عام لایا ، کیلئے یوں نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے
 ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات اور مکمل زمین و آسمان
 جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے -
 اب بقدر انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوتا جس میں
 ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم ﷺ و مریم حبیبہ خاتمہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا
 علم نہ ہو - انہوں دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے سریدوں متقدموں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا
 علم ثابت کرنا اور شیعہ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کرنا ہوا کہ جس کی ایمانی قوت کا کام ہے
 پہلے صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ بارگاہ سلم کے لیے
 ثابت کیا تھا مفسرین کے نزدیک شرکت شرک ہے وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

امام الطائفہ مولوی اسماعیل و طہوی کی عبارت سے تو محال العین کو پسینہ آگیا ہوگا اور شرم سے آنکھیں نہکی ہوئی جاتی رہی گی کہ جس چیز کے ثبوت کا نام قوم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ارتجار کر ہی ہے اسی کو امام الطائفہ نے عام لایا ، کیلئے یوں نہیں بلکہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے ثابت کر دیا اور اس تفصیل سے کہ کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات اور مکمل زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے لیے دورہ کا شغل کرے - اب بقدر انصاف کیجیے کہ دورہ کا شغل کرنے والوں کو تو لوح محفوظ پر اطلاع حاصل ہوتا جس میں ہر شے کا علم موجود اور نبی کریم ﷺ و مریم حبیبہ خاتمہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوح محفوظ کا علم نہ ہو - انہوں دورہ کا شغل کرنے والوں اپنے سریدوں متقدموں تک کیلئے تو لوح محفوظ کا علم ثابت کرنا اور شیعہ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے انکار کرنا ہوا کہ جس کی ایمانی قوت کا کام ہے پہلے صاحب یہ وہی لوح محفوظ کا علم ہے جو کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ بارگاہ سلم کے لیے ثابت کیا تھا مفسرین کے نزدیک شرکت شرک ہے وہی علم دورہ کا شغل کرنے والوں کے لیے ثابت کیا جاتا ہے

سادہ عالم کے حالات بتائے اسی مجلس میں بارہ ائمہ مستورین میں جن میں مقتدا کا نام ہے بیان
 کے لیے سادہ عالم سرور بن آدم نے کہا کہ یہ مصلحت ہے کہ اللہ تعالیٰ عظیم سے سورہ بطور میں جو عظیم فی
 القادح میں ہے وہ میں نے اپنے ہر ایک کو دوسرا سمجھا ہے کہ ان حالات میں ہے جس خاصہ میں
 معجزات کا انبیاء علیہم السلام کے اور کمالات کا ادلیا اعظام کے ہے مثلاً ملائکہ و ملائکہ انہی جہ
 صاحبان عقل و فہم اس عبارت میں فرمایا میں اور مصلحت کہیں کہ مولوی جب فکر ہم جنکی
 عبارت میں علم تھا کہ یہ مصلحت اللہ تعالیٰ علیہ علی آکر اور مصلحت کے لیے منکر میں گریں اس علم
 سے مجھ کو کراہت سے اقرار کرتے ہیں کہ علم ماکان و ماکون اور جزئیات و کلیات کا اور
 علم خواطر و خیالات کا جو کہ اللہ تعالیٰ نے معلوم کر لیا اسی وقت میں ہوا اور جس مجلس میں
 سادہ عالم کے حالات پیش آئے اسی مجلس میں رطب و یثرب کے ایک صاحب افراد ہے گھر جو کچھ
 منکر میں سے چیز اس وجہ سے ایک جیل بھی کر گئے کہ وہ جیل نہیں رہتا اور بیرون دنیا ہی
 ہے اس پر کہ لایسبل نہ شاید مگر یہی ہو چکے کہ آپ سے کہاں تقریب پائی کہ علم عطا فرما کر
 پھینک لیا جائے وہ لایسبل بعض اقصیٰ سے یہ کہہ دیا کہ یہ نہیں رہتا میں کہتا ہوں کہ جب
 آپ نے اقرار کر لیا تو حضور میں دیر کیلئے مگر اس سے آپ کے غیب کی سب تلو بود ٹوٹ گئی
 کیونکہ جب اکابر نے انہی علم ماکان و ماکون پر کیا کہ شرک بتایا اور آپ نے وہ حضور میں دیر کیلئے
 ثابت کیا تو آپ کا عاید ہو گیا کہ حضور میں دیر کیلئے تو شرک ہو سکتا ہے میں انبیاء و اولیاء و مصلحت
 خدا میں سکتے ہیں استغفر اللہ اسے حضرت تو ہر گز اگر علم ماکان و ماکون کا اثبات کسی مخلوق کیلئے
 بتایا تو شرک ہوتا تو ایک کھٹ کیلئے بھی شرک ہوتا اور جب آپ حضور میں دیر کیلئے مان رہے ہیں
 تو عید کے لیے تسلیم کرنا بھی شرک نہیں ہو سکتا۔ پھر کسی طرح ممکن نہیں کہ آپ نے ثابت کر سکیں کہ وہ علم
 حضور میں دیر کے بعد جاتا رہا اور اگر ممکن ہے تو خدا تو اب وہاں تک کہ وہ تو عیب تھا کہ آپ کو سب
 اعجاز کا یہی حال ہے کہ انہیں ایسا نہیں ہوتی۔ کیا خوب! ابھی جیاب کو معجزات کا حال معلوم نہیں
 یہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ علی آکر و احباب ایک وسلم کا سایہ نہ تھا تو آپ کے قاعدہ کے بموجب تو
 حضور میں دیر کے لیے یہ مجبوز رہنا چاہیے تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر بھی یہ مشق
 تھی ملاحظہ ہو عارک التشریل مطبع مدینہ معر صفحہ ۳۳۱۔ ان عسمر صلی اللہ تعالیٰ علیہ

لایسبل کہ جس سے حضور میں دیر کیلئے مگر اس سے آپ کے غیب کی سب تلو بود ٹوٹ گئی

قال رسول الله عليه الصلوة والسلام انا قاطع بكذب المنافقين لان الله عصمت
من خروج الذباب على بجلده لان الله يقع على الخفاش وفيه ايضا قال عثمان ان الله
ما اوقع ظلك على الارض الا يرضع انسان قد منه على ذلك الظل - اب آيات و
احاديث واقوال الكاثيرات اور مخالفين کے اقراروں سے نبی کریم رؤف و رحيم صلی اللہ علیہ
عليہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے لیے علم ہا کان و ما یكون ثابت ہوگا اور یہی مدعا تھا والحمد لله
رب العالمین والصلوة والسلام علی بہ المرسلین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین -

بجہ اللہ تعالیٰ مسئلہ تو بے راحت تاہم نہایت مدلل کما گیا اب میں عاقبتاً واحد خود خدا
کے رسالہ اعلیٰ و کلمہ حق کا شروع کرتا ہوں و باللہ التوفیق و بیدہ ازیت الخفیس۔

مولوی حافظ واحد نور صاحب کے رسالہ اعلا کلمۃ الحق کا اردو

قولہ الحق ہو الاول والاخر والظاهر والباطن وھو کل شیء علیہ وسلم کی شان
جہ ہمارا سچا ایمان ہے (اور عاشیہ پر ہے) اور مؤلف اعلام الاذکیا نے اپنے رسالہ کے آخر میں
یوں لکھا ہے و علی اللہ علی من ھو الاول والاخر والظاهر والباطن وھو کل شیء علیہ وسلم۔
مقولہ مؤلف الذکر الحق نے گویا یا عتر من کیا کہ مؤلف اعلام الاذکیا رابعی جناب مولانا سیدی
محمد سلام اللہ صاحب نے جناب صاحب کتاب علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ھو الاول والاخر والظاهر
والباطن جناب حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے ایسے مخفی نہ ہے کہ یہ کلمات جناب صاحب کتاب
علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ایمان کرنا نہ شرک ہے نہ گناہ جیسا کہ عیالہ مخالف نے سمجھا

سلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتاب میں
 موز کیا کہ تمہیں ہے کہ میں نے اسے اپنے کتے میں ڈال دیا ہے کہ اس کو کھو جائے یا تمہیں ہے کہ تمہیں
 ہے یا تمہیں ہے کہ تمہیں ہے۔ سلم یہ جواب دیا کہ میں نے اسے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ
 اللہ تعالیٰ اس کتاب کا سایہ زیر پر نہ ٹھہرے لیا کہ میں ایسا نہ ہو کہ اس پر میری ہے۔ سبحان اللہ ۱۳

تفسیر: - مخالفین کے خلاف اور بھی جا رہا ہے جو کہ تمہارا خداوند نہیں ہے۔ یہاں تک کہ تمہارے خداوند کو پہچان لیں گے۔

بلکہ ایسے کلمات وصف جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اس کا بڑا دوست کا طریقہ ہے
 ہوتا ہے جو علیٰ حق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا آج النبوة کے خطبہ میں فرماتے ہیں یہ صحاح اول
 والآخر والاعصار والباطن وھو الکلی فی ہذیم امیر کلمات انما ازکات جو مشکل پریشانی الہیہ است
 تعالیٰ و آقدس کہ اگر کتاب یہ خطبہ کبریٰ فی خود غلامہ وہم تکفون لغت رسالت پناہی است
 کہوئے بختہ انوار ابد الہیہ و توصیف لہ وجود۔ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ جناب رسالت صلی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا توصیف میں یہ الفاظ کتنا درست اور خدا کے اُمت کا طریقہ ہے بلکہ خود
 حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توصیف میں یہ کلمات فرمائیں
 پس آپ انگریز جو ان کلمات کو جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں لکھا جائے تو
 خطبہ کبریٰ میں لائے ہم پر کیا اعتراض نہ کریں گے کہ اُس نے خود حضرت کی شان میں یہ کلمات فرمائے
 لیکن کلام جناب الخراج مولانا المولوی احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی مقلد نے
 اپنے رسالہ میں لکھا کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ سے منکات میں نقل فرمایا علامہ محمد بن احمد بن محمد بن محمد بن
 ابی جبر میں مرقع کسالی شرح شفا شریف میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
 سے دہلوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہوا کر مجھے یوں
 سلام کیا السلام علیک یا اقل السلام علیک یا آخر السلام علیک یا قاضی
 السلام علیک یا باطن میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کیا تم بھی ملائکہ
 میں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں؟ جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر
 یوں سلام عرض کروں اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر
 ان سے مقدمیت بخشی اپنے نام دو وصف سے حضور کے نام دو وصف مشتق فرمائے وہما بعد بالاول
 لانک اول الانبیاء خاتمہ و ساد بالآخر لانک آخر الانبیاء فی العصر و خاتمہ الانبیاء الی
 آخر ۱۰۔ حضور کا اول نام لکھا کہ حضور سب انبیاء سے آخر پیش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر
 نام لکھا کہ حضور سب انبیاء سے زمانہ میں کو آخر و خاتمہ الانبیاء و نبی امت آخرین ہیں۔ باطن نام لکھا
 کہ اُس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی شہرے نور سے سابق عرش پر پرفروش نام
 علیہ سلوۃ و السلام سے دو ہزار برس پہلے اب تک لکھا پھر مجھے حضور پرورد و سمیع کا حکم دیا میں نے

مفسرین پر ہزار سال اور بھی اندر ہزار سال پہلے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔
 انہی شیطانی روایتوں اور مذہبات اور مذاہب کا طریقہ آئے حکم سے بکاتا اور جگہ جگہ اسوج حضور کو ظاہر تمام
 احاطہ فرمایا اس لئے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و مطلب یا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام
 اہل ملت و ارض پر ظاہر و آشکار کیا تو کوئی ایسا ذرا جس نے حضور پر تو پروردہ نہ کیجے ہوں۔ اللہ
 حضور پر ہر طرح سے فطرت محمود و ربیب الاول والاخر و الظاهر و الباطن و انت الاول
 والاخر و الظاهر و الباطن ہیں حضور کا رب محمود ہے اور حضور کا رب محمود۔ حضور کا رب اول
 والاخر و الظاهر و الباطن ہے حضور اول والاخر و الظاهر و الباطن ہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی آلہ و
 اصحابہ و اہلک و سلم نے فرمایا الحمد لله الذی فضّل علی جمیع النبیین حسنہ
 فی اسمی و ملکی سب طریقوں اللہ عزوجل کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت عطا فرمائی
 یہاں تک کہ میرے نام و صفت ہیں۔ انتھتے

قولہ۔ اس علم غیب کے باب میں وہ فرماتے ہوئے ہیں سے عوام اطمینان میں نہ کیجئے۔ ایک کہہ کر وہ
 تورات و انجیل و قرآن و احادیث و کتب معارف کے موافق ہے وہ کہتے ہیں کہ علم غیب
 جس کو ایک شخص اس واسطے سے علم ہذا اللہ تعالیٰ بخش ہے۔ سدا و سرا گزیر وہ ہو گا ایسا و حق
 کی قرینہ میں ان کو کئی کئی حکموں سے مدد میں اپنا خیال و اگر کوئی ظاہر کیا یعنی سوائے
 سب احزاب و جماعت کے لئے بھی علم غیب کے قائل ہوئے۔

اقول۔ یہ موافق احادیث و کتب الحق نے دونوں فریقوں کے اعتقادیان کرنے میں انصاف کا حق
 حاصل کیا ہے سیدنا نبی کا عقیدہ پورا ظاہر نہیں کیا، غیب میں دونوں فریقوں کے اعتقادیان کیا ہوا
 غرضت اقل یعنی وہابی جسکو جانب مخالف یعنی موافق احادیث و کتب الحق نے صاف صراح کے
 موافق بتایا ہے اس کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم شیطان اربعین کے علم سے
 کچھ کم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ اضافہ میں جہاں فریق کی مایہ ناز کتاب ہے جس میں موجود ہے
 کہتے۔ شیطان ملک موت کو یہ دستاویز ہے کہ اس نے علم کی کونسی حصہ نہیں ہے
 کہ جس سے تمام حق کو دور کر کے ایک شریک ثابت کرتا ہے۔ اسے حضرت جانب مخالف صاحب
 آپ نے اپنے حلف و موافق کر وہ کے عقیدہ میں اس کی یہ تقریر بیان نہ کی

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔

اب خدا انصاف تو فرمایا کہ شیطان اور ملک الموت کیلئے وسعت نفس سے ثابت مان لی اور خود تو علم
 حاصل تھا نہ مال علیہ السلام کے اس وسعت کا قائل ہو یا شرک بتا دیا اس کے یہ سنی گوشتی و خیالی
 یہ وسعت خود خدا کے لیے تو جو کرنا اور مان لینا شرک ہے تو بھلا شیطان اللہ کے ملک الموت کے لیے تسلیم
 کرنا کیوں شرک نہیں اور اس پر فترت ہے کہ نفس سے ثابت کہہ دیا ہے اس سے مطلب ہے کہ شرک
 نفس سے ثابت ہے (سکاۃ) اب جانب مخالفت سے حوالہ دے گا کیا اور اپنے اس سلف صالح
 کے موافق کو مسلمان کہیں گے جس نے نعوذ باللہ خدا کے پاک اور قرآن مجید و رسول کو شرک کر دیا
 علم ہے کہ شرک نفس سے ثابت بتایا۔ اگر سلف صالح کی موافقت اس کا نام ہے اور آپ کے سلف
 صالح ایسے ہی تھے تو فساد کو اور سب مسلمانوں کو ان کی موافقت سے محفوظ رکھے۔ اور سب
 کا کہ جانب مخالفت نہ دے۔ اس علاقہ کفر الحق کے فرق میں کھاتے کہ حضرت محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق ہیں اس میں مخلوقات میں سب سے بزرگ عالم میں کیونکہ یہ بات
 اولاً اجمال سے ثابت ہے۔ اقول اب میں پوچھتا ہوں کہ جانب مخالفت صاحب کے حق پر یک
 شیطان اور ملک الموت مخلوقات میں ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں کہیں تب تو کیا ممکن ہے کہ وہ
 اگر کہیں کہ ان مخلوق ہیں تو ہر آئین تامل کی عبادت مکرر کے اعتبار سے شرک ہے جسے کہ صاحب
 براہین کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کی برابر وسعت ثابت کرنا بھی شرک ہے اور حضرت تو
 سب خلق سے زیادہ وسعت ثابت کر رہے ہیں اور سب سے بڑھ کر عالم شاکہ ہیں تو اپنے سلف صالح
 کے موافق نہ کرو گے تو یک سوچے مشرک ہوئے اب جانب مخالفت سے یہ سوال ہے کہ وہ اپنے سلف
 صالح کے موافق نہ کرو گے ملک کے بموجب اپنا شرک ہونا تسلیم کر گئے یا ان کے سلف صالح کے
 موافق ہونے سے انکار۔ صاحب انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولف اعلان کھنہ الحق کا مرقع اعلیٰ کو
 سلف صالح کے موافق کہہ دیا اور فریق ثلاثی یعنی اہل سنت کو بڑا ہوا ایک انصاف کی گونج بھری
 پھر رہا نہیں ہے۔ ابھی اتنے ہی سے کہ گھبراہٹے بلکہ اپنے سلف صالح کے سروفتہ اور میرے اسوہی
 اسمعیل و ملوی کی خیر مناسبت اور گن کا قول انصاف کی میزان میں تول کر خود اپنے انصاف پر
 آفریں کیسے کہ آپ کے گروہ کے معلم اعلیٰ اسوہی تفصیل تفسیر الایمان میں دیکھتے ہیں۔ پھر وہاں
 کیجی کہ یہ بات انکوائی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دیشے سے مگر اس عقیدے سے ہر طرح شرک

یہ بات تو شرک ہے اور اس کے خلاف ہے

یہ بات تو شرک ہے اور اس کے خلاف ہے

یہ بات تو شرک ہے اور اس کے خلاف ہے

ثابت ہوتا ہے۔ اور آفرین بخوان ونا مطہر و محبت الی۔

جناہ صاحب علیہ السلام یعنی ابو علیہ فیہ کے علم الہی کی بنا پر ہونے کے انکار میں تو محال ہے
ایک حق تعالیٰ بتائیں۔ کتب جیسے فیج ہر کو خدا سے پاک کے لیے جائز نہیں الہی سنت کو منکر قدرت
قہر اور میں۔ معاف اللہ اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں اللہ جل شانہ کو تسلیم پر
تاورہ جائیں اور آگلیں بدل کر صاف کہ جائیں کہ اللہ کی تسلیم سے جس حضرت محبت سے ملے
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم نہیں ہو سکتا جسکے معنی کہ بالورہ مقام الہیہ تسلیم پر تاورہ نہیں لفظ اللہ
یا اسکی تسلیم میں یا قص کہ جسکو تسلیم کرے اسے علم نہیں اسکتا معاف اللہ۔ یہاں تاہم مخالف صاحب
کہن سب باتوں کو سلف صالح کے موافق رہا ہے میں، واما وہاں سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی
کے قول کے بموجب یہ ثابت کریں کہ اللہ کے بننے سے بھی شرک ثابت ہوتا ہے یعنی اللہ لا یملک یا میں شرک ہو
چسند تو صاف بتا رہے کہ صاحب نقویہ الایمان کے نزدیک علم الہی بھی و نفوذ باللہ عطا فی
یعنی کسی کی تسلیم سے ہے اس لیے کہ شرک تو جب ہی لازم آئے گا کہ اللہ جل شانہ کا علم میں
قائل نہ ہو، ورنہ اسکا جزا فرق ہونے پر کیے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو ہم رسول مکر صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہاں صاحب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تحقیق
علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ ہے جسکے آئندہ سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی
کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ نقویہ الایمان میں یوں
لکھتے ہیں۔ سو طرح کا فہم کہ جو وقت جاے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس
سے انھیں ہر شے اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں بلکہ جب بھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے
معلوم کر لیتا ہے۔ اب نہ اہم یہ کہ اللہ خود کریں کہ انھوں نے انصاف کا ٹھون گیا یا نہیں کہ جو

فہم کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ ہو، ورنہ اسکا جزا فرق ہونے پر کیے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو ہم رسول مکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہاں صاحب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تحقیق علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ ہے جسکے آئندہ سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ نقویہ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ سو طرح کا فہم کہ جو وقت جاے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے انھیں ہر شے اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں بلکہ جب بھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے۔ اب نہ اہم یہ کہ اللہ خود کریں کہ انھوں نے انصاف کا ٹھون گیا یا نہیں کہ جو

فہم کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ ہو، ورنہ اسکا جزا فرق ہونے پر کیے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو ہم رسول مکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہاں صاحب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تحقیق علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ ہے جسکے آئندہ سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ نقویہ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ سو طرح کا فہم کہ جو وقت جاے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے انھیں ہر شے اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں بلکہ جب بھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے۔ اب نہ اہم یہ کہ اللہ خود کریں کہ انھوں نے انصاف کا ٹھون گیا یا نہیں کہ جو

فہم کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ ہو، ورنہ اسکا جزا فرق ہونے پر کیے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو ہم رسول مکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہاں صاحب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تحقیق علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ ہے جسکے آئندہ سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ نقویہ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ سو طرح کا فہم کہ جو وقت جاے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے انھیں ہر شے اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں بلکہ جب بھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے۔ اب نہ اہم یہ کہ اللہ خود کریں کہ انھوں نے انصاف کا ٹھون گیا یا نہیں کہ جو

فہم کہ اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ ہو، ورنہ اسکا جزا فرق ہونے پر کیے شرک ہو سکتا ہے۔ ابھی تو ہم رسول مکر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں کلام تھا اور ہاں صاحب مخالف اپنے سلف صالح کی موافقت میں تحقیق علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ ہے جسکے آئندہ سلف صالح مولوی اسماعیل الملوکی کے نزدیک اللہ جل شانہ کا علم بھی قائل نہ (خدا کی پناہ) چنانچہ وہ نقویہ الایمان میں یوں لکھتے ہیں۔ سو طرح کا فہم کہ جو وقت جاے معلوم کر لیجئے اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ اس سے انھیں ہر شے اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت تمام چیزوں کا علم نہیں بلکہ جب بھی کسی چیز کا علم چاہتا ہے معلوم کر لیتا ہے۔ اب نہ اہم یہ کہ اللہ خود کریں کہ انھوں نے انصاف کا ٹھون گیا یا نہیں کہ جو

وہی اللہ جل شانہ کے علم بھی ناقص نہا ہے اس کو سلف صالح کے موافق نہاوا۔
فرق ثانی۔ یعنی اہل سنت کا اعتقاد ہے کہ حضرت سر اجت جلی اللہ علیہ وسلم کو جبروتی
جس کا سات ہو علم ہے۔ اور وہ علم آپ کے درجائے عظیم کا ایک نظر ہے۔ جنانہ بخیر و نیکو
معاولہ اس شائع ہو چکا ہے۔

فرق اول میں۔ وہاں اس کو شرک کہتے ہیں۔ ہاں مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک
کہنے کے معنی ہیں کہ جو بعض صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں بہت گہنی توفیق حضرت یعنی
وہاں کے نزدیک (سعادۃ اللہ) خدا کا علم بھی تعلیمی ہے اور خدا کا بھی کوئی نہ کوئی ضرورہ سنا
ہے جس نے اس کو تعلیم کیا وہاں استغفار کیا گیا تا جب مخالف کے نزدیک فرق اول سلف صالح
کے موافق ہے جو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اور اس کے حبیب معظم محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کے
علم کا انکا کرنا ہے جس کے نزدیک خدا کے لئے شاگردین اگر علم سیکھا ضروری ہے۔ سہل
کے لئے ہر طرح کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ احوال و لاتوہ الا بالاسد علیہ السلام تعلیم آپ
جواب مخالف اور اس کے فرق کو ہدایت فرما۔

حق لہ۔ اور بعض اہل علم نے غیب کی بریں تعریف کی ہے کہ غیب ہر جہاں ہر وقت
معلوم نہ ہو سکے اور حضرت حق سبحانہ نے کسی کو اس پر اطلاع دی ہو خاص بات حضرت
ہی کو معلوم ہو۔ خبر کو قول آپ کی بیانت میں بھی قابل تعریف ہو۔ وہ بعض علم میں سوزیں
جنوں کے غیب کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ سوائے سب الحروف کے اور کوئی اس کو نہ جانتے اور
حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی کو اس پر اطلاع ہو۔ لہذا بعض اہل علم بھی دیکھے ہی ہونگے
جیسے وہ آپ کے سلف صالح کے موافق ہو۔ وہ دیکھے تھے۔ اکثر جہلا یہ کہہ کر رہے ہیں کہ جب
نے تعلیم کیا تو وہ غیب کہاں رہا۔ غلطی ایسی باعث ہے ہوتی کہ یہ لوگ غیب کے معنی کو نہ جانتے
آپ غیب کے معنی سے تفسیر فرمادیں کہ ہر وہ الحروف والی لایں کہ الحس
ولا نقضہ بل اذہ العقل میں غیب اس پر مشبہ ہے کہ اسے جس میں اس کا کسماقی
اور ہر عقل پانہیں ہوتی اس میں یہ کہیں اگر نہیں کہ اس کی تعلیم نہیں ہو سکتی یا تعلیم ہو
غیب کا اطلاق نہیں ہوتا۔ یہ مخالف صاحب نے اپنی طرف سے بے ثروت بعض غیب کی تعریف فرمائی

وہی اللہ جل شانہ کے علم بھی ناقص نہا ہے اس کو سلف صالح کے موافق نہاوا۔

فرق اول میں۔ وہاں اس کو شرک کہتے ہیں۔ ہاں مخالف انصاف کریں کہ اس کو شرک

کہنے کے معنی ہیں کہ جو بعض صفت خاص خدا کی تھی جو بندہ میں بہت گہنی توفیق حضرت یعنی

در کتاب مغیرہ کی طرف اشارات کیجا۔ انوس پر دینی مسائل میں یہ چہ اندہ بال فی الجہت
وہاں اچھا اور کثرت فضا اسلام میں فضا علماء کی نظر میں پچا۔ طرز عمل کی کیا وقعت۔ دیگر کچھ
غیر کچھ ملاحظہ ہو۔ آیت کریمہ یوحیون ہا الغیب کے تحت، علوہا، قول جملة الغیب
اس غیب ہوا لہذا ہو کون غائب عن اعلم ہذا الغیب ینفسہ الی ما علیہ دلیل
وہاں ما علیہ دلیل یعنی جوہر مغیرہ کا قول ہے کہ وہ غیب ہے جو حواس سے غائب ہو۔ پھر
اس غیب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ میں پیدائیل نہ ہو جس غیب کی دلیل ہو وہ غائب عن حق
حقانی کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ غیب میں پیدائیل ہو وہ مخلوق کے ساتھ خاص کیر کائنات
عالم کو کسی میں یا تعلیم کا محتاج ہی نہیں ضرورت میں قسم کا غیب بندہ دل کے ساتھ خاص ہوگا
بہرہ پیکر غیب کا قول کہ میں سہانہ نے کسی کو اس پیدائیل نہ دی ہو کہ اکھدا باطل کو کھینچے
اور میرے مقررین کے خلاف چر کیا آپ کے نزدیک خداوند عالم غیب کی تعلیم چہ قانون پیدائیل میں
کی کو غیب میں قرار سکے آپ تو حافظ ہیں قرآن پاک سرور بافت کھینچے کہ اللہ سہانہ انجربان کہ
غیب کا علم نہ ہے واپس۔ خدا قرار ہے۔ وہاں ان دفعہ لفظ غیب کے غیب و انکس
اللہ غیب میں و علمہ من یشاء۔ دیکھئے اس آیت میں کیا اصاف قرار دیا کہ غیب میں علم
غیب میں قرار ہے اس مضمون کی باتیں لگی جائیں تو ذخیرہ ہو جائے گا انوس آپ خدا
تعالیٰ کے حق میں قرآن پاک کا خلاف کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور اب تو لڑائی کے غیب بنایا
ہوئی بات نہیں لڑا صاف خط قرمے

نہیں ہو سکتا تھا ازل تو ازل میں شانہ لا محلا نام آئی تھی، غرض اللہ شانہ لا محلا ہی رہا۔
 اکان اللہ فی مطلعہ لکھ علی الغیب، لیکن اللہ مختص من وسیلہ من بشاء اور اگر یہ
 اللہ الغیب خلا بیظہر علیہ عیسیٰ احد الامن ارتقا من رسول کے ہاں اللہ
 کی گواہی آئیں گے غیب ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے کسی مرتضیٰ سے لیں کہ غیب مطلع
 فرما دیتا ہے۔ جو کہ کہنا کہ صحیح ہو گا کہ علم تعلیم آپ ہی جامع میں ہو گا ضروری ہی مشکک کا
 یہ وہی ذات و اشکال سے کہی غیب نہیں جانتا اور نہ تعلیم آپ ہی نہیں بلکہ علم جانتے ہیں
 یہاں اللہ مبادی، ہم الباقی روح الغیب شرح جامع منیر میں تحریر فرماتے ہیں۔
 فاما قوله لا یعلمہا الا هو فمفسر بانہ لا یعلمہا احد من الملائکۃ و من فرادی الان
 ہو لیکن قد یعلمہ باعلیٰ ما لا یقال فان ثمة من یعلمہا وقد وجدنا ذلک بغیر
 احد کما مر اما جماعۃ علما معنی ہو لوف و اعلموا اعلیٰ الارجاء و حال حمل لواء
 اقدس یعنی یہ احمد و الہی کی تفسیر ہے۔ مقرر غیب کی کوئی خود بخود سزا خدا تعالیٰ کے
 نہیں جانتا اور اس کی تعلیم سے یقیناً جان قیاس اور ہم نے اس جامعہ کی کونجا کہ جنہوں
 جان ہا کہ کہاں میں گئے اور حالت محل میں اور اس سے پہلے یہ علم کر دیا کہ عورت کے پیش میں
 ہے شریک یا شری۔ کیجئے اب بھی آیت کے معنی معلوم ہوتے یا کہ رد و باقی ہے۔ آپکا آیت کو
 مذکور آیت کے معنی تک: پہنچے کا فرو تھا، پہلے ہی تخلص کر کے معنی سمجھ لیتے ہوئے نہ دست
 خرمنہ گئی نہ جہنی، لیکن خیال باطل کی تابندہ و غیب سرود کی حمایت آپ کو...
 میں ایسے اعتراض پیش کرنے پر مجبور کہتے تو تعجب نہیں اس لئے مناسب کہ میرا یہ جواب
 الطیبات والوں لفظ فرمائیے تفسیر محمدی، اُس میں ہے، واک ان تقول...
 الخیرۃ و ان کان لا یعلمہا احد الامم لیکن یحییٰ فان یعلمہا من بشاء من
 عہد و ادب اللہ بقرونہ قولہ تعالیٰ ان اللہ علیہ خبر یحییٰ الخیر من بشاء من
 ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ اپنے نہیں اور اولیاء میں سے میں کہ جیسے اور نہ کہ علم ہی تعلیم فرماتے
 انفرض معنی آیتوں میں یہ مذکور ہے کہ کوئی غیب کو نہیں جانتا سب میں ہی مفسر دیکھو کہ
 بے تعلیم آپ ہی نہیں جانتا لفظ ہر صبح الباقی بلی بدائع و النایہ۔ علامہ شوقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ

فیہ ہر صبح الباقی بلی بدائع و النایہ

علی الباقی بلی بدائع و النایہ

قولہ میں اس بیان سے یہ امر عجب ظاہر ہو گیا کہ جناب رب العالمین مخلوقا علیہم السلام الغیوب سے ہے اور
مخلوقین کو باطلہ و تعالیٰ بعض مقیسات کا علم عطا ہو گیا ہو ورنہ ان قائلین تو فخریہ کا علم طاقین اللہ بآب
کے علم کے مساوی اور برابر نہیں ہو سکتا۔

اقول اول۔ حافظ ابن کثیر نے فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں نے جو اس با عقل کو معلوم
ہو چکے وہ حضرت عیسیٰ سے کسی کو اس کا علم عطا ہوا ہے اور خاصاً وہ نبی اللہ کو معلوم ہوتا ہے کہ
آپ یہ کہتے تھے کہ میں نے یہ کہ فلاں کو باطلہ و تعالیٰ بعض مقیسات کا علم عطا ہو گیا ہے جب
غیب کا علم خاص نبی اللہ کے ساتھ ہو کر رہتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی کو باطلہ و تعالیٰ نہیں
دیتا تو فخریہ کو بعض مقیسات کا علم کس طرح عطا ہوا ہے؟ مثلاً بعض اقوال جناب کے کہ بعض
شعرب فرماتے ہیں اعدان دونوں میں سے صاحب حق کو کس قول کو سمجھاؤ کہ کس کو جھوٹا قرار دے؟
گواہت یہ ہے کہ آپ کا یہ قول کہ غیب وہ ہے جس کو ناپا یاد جائے، اس درجہ صریح ابطال
اور ہر دم اخلاق آپ خود بھی اس برف نام نہ ہو سکے اور حق کے مقابل تعصب سے حب کا
میاں بآب سے فریبی انجام ہو گئے۔

ثانیاً اسی آبی ظاہری نامی سے حضور قدس علیہ الصلوٰۃ کے غیب جاننے والے کا کفر کا حکم
سنائے کہ جس اور بیان خلاف کچھ بعض حبیان کے علم کے خود قائل ہوئے تو فرماتے ہیں کہ
میں جناب کا ہی معصوم ہوں، اگر میں اس محرومی کا یہ بیان نہ کرتے
اللہ ہی پرانے باد کا غیب ہوتا ہے، آئی آپ اپنے نام میں ضیاء آگیا
اب فرمائیے علامتی نامی علم ذاتی کے اعتقاد پر کچھ فرماتے ہیں یا عطائی کے
یہ کہ فلاں حق پر عائد ہے۔ ۱۵۱ جناب ان اور کثرت ہو کر

ثالثاً اگر حقیقت آپ کو یہ خبر ہو کہ حضور قدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بطلنے آجی ہوا شاید
علم حاصل ہو اور اس کو بعض مقیسات سے تعبیر کرتے ہیں اور علم انہی کے مقابلہ میں یہ بیٹ قلیل ہو
اگرچہ حیات خود نام کموت طوالت و ارض گنت مسیح ہے تو تسلیم حالہ شکل نہ ہے کہ آپ کا گروہ
علم کی عظمت سے بالکل ناواقف ہے جناب بعض کچھ صحیح الشہادہ کا علم ثابت کیا اور آپ کے گھر
افعالی ہذا کو اقلات و کثرات ہر کتاب خدا سے آگے علم اسی نہ دیکھتے ہیں، اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا

علم حق کے ساتھ جمیع اشیاء کے علوم نہایت قلیل ہیں تو آپ کو فکر کیے ان کے ثابت ہونے پر
 غیر ادریش نہ ہوئی اس آپ اس کو علم حق کے مساوی نہ کہے لیکن آپ اس علم پر ایمان ہی کے علمی
 شہاد میں تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ قال بالحدیث انما اولت جنتک وبیشلک عن الیوم
 الا انما وعاجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ بنہ انما احضار الیہم رفاقہ
 بلغنا انک لقول وعاذہم من العلم الا قلیل نعم السلام نومک فقال علیہ الصلوۃ
 والسلام انک قد عرفت قالوا لست نملوا انما جانتک انما انما انما انما انما انما انما انما انما
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فی علم حق قلیل الخ یعنی حضور میں سے نہایت کتب نہ کر رہے
 ویشلک عن الیوم کہ مکر میں داخل ہوئی اور حضور مشہور عالم علیہ الصلوۃ والسلام
 نے ہر طریقہ کی طرف ہجرت لہرانی آپ کی خدمت میں علم کے یہود کے حاضر ہوا کہ عرض
 کیا کہ علم کے لئے اللہ علیہ السلام اس میں شہر چھپی ہے کہ آپ فرماتے ہیں وعاذہم من العلم
 الا قلیل یعنی تم نہیں دیکھتے کہ علم کے لئے اللہ علیہ السلام اس میں شہر چھپی ہے کہ آپ فرماتے ہیں
 انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما
 انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما انما
 آپ چاہیں شہر کے کہ ہم کو رہت چھا ہوئی اس میں ہر چیز کا علم ہے حضور نے فرمایا کہ وہ علم
 آپ کے حضور قلیل ہے۔ فرمایا کہ اب بھی آپ اللہ سبحانہ کے علم کے نہایت کو جمیع اشیاء میں اللہ
 حضور کے حضور راقہ میں علیہ الصلوۃ والسلام کہتے جمیع اشیاء کا علم نہایت کہنے والے کو یہ وہ علم
 وہ کہنے کے کہ اللہ حق کا علم خالق کی برابر کر دیا۔ کیا اب بھی علم آپ کی عظمت سے آنجہیں نہ کر رہے
 علم آپ کی جمیع اشیاء کی ہمارے برابر کی میں حدود کھسا کس قدر باری ہے اور شہر میں علم سرور عالم
 علیہ السلام کو نہاد ہی اور خدا کی برابر کر دیا کہ انہی کے لئے اللہ سبحانہ نے ہر چیز کا علم نہایت کہنے والے کو یہ وہ علم
 ہر اللہ حضور کہ خدا کی برابر نہ کیا مگر آپ نے علم حق کو خدا کو رسول کی برابر کر دیا اور اللہ
 سے بھی کم کر دیا کہ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کا علم ہی اس حد میں حدود نہیں عبارت آپ سے
 اس میں اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی رحمت میں کے ساتھ قلیل ہیں اور حضور کا علم ان کے
 میں اکثر و افضل ہے۔ تفسیر خازن جلد ۱ صفحہ ۱۰۱ میں ہے وقلت ملکوت السموات
 والارض من بعض آیات اللہ ایضا والایات اللہ ایضا والایات اللہ ایضا والایات اللہ ایضا

کہ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام

کہ اللہ علیہ الصلوۃ والسلام

ہے اہل بتائیں آپ شیخ ہی کو اس مثبت بتائیں اور آپ کا یہ قول کہ وہ علم محیط نہیں رکھتے جس
 میں ہرگز آپ گمان کرتے ہیں بالکل باطل ہے اور اس مدعا پر ہم اس قول آپ کے شاہ عبدالعزیز
 صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے کیا ہے وہ آپ کی بے احتیاجی اور بجا تصرف کا منہ ہے
 بے احتیاجی تو یہ کہ شاہ صاحب کی مہارت فاضل ہے آپ نے اردو نگہی اور نسبت شاہ
 صاحب کی طرف کر دی اور بجا تصرف یہ کہ بے سبب نقل کی اس سے مراد غلط نگہی شاہ
 صاحب کی مراد یہ ہے کہ علم آپ ہی کو کسی فہم کا علم محیط نہیں رہے اصل اگر وہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم کے علم پر محیط کا اسلاف درست ہے چنانچہ تفسیر روح البیان جلد سولہ صفحہ
 ۱۰۰ مطبوعہ مصر میں ہے وکذا اصلا علمه محیطا لجميع المعلومات الغیبیة الملوکونیة
 کما جاء فی حدیث اختصاص الملئکة اند فال موضع کفہ میں کنفی فوجہ بدوھا
 میں مذکور تعلیمت علیہا والہن والآخرین ولفہ وادایہ علیہما کانت وما سبکون
 حاصل اس مہارت کا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام خفیات ملکوتیہ پر
 محیط ہوا۔ چنانچہ حدیث اختصاص ملکہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر دور و گاہ کے اپنا
 کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے
 واصل فیض کی سروری اپنی دونوں چاتریں کے درمیان پائی۔ پس مجھے اولین و آخرین
 حاصل ہو گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ گزشتہ و آئندہ کا تمام علم حاصل ہو گیا۔
 مرقاة شرح مشکوٰۃ شریف جلد خیم صفحہ ۱۰۰ پر تحت حدیث الی لا یعرف احد ما
 محمدا سماء یا آسمان والوان خیر لہم مقرر ہے فیہ معکونہ من المہررات
 دلالت علی ان علیہ صلوات اللہ تعالیٰ علیہ و سلمہ محیط بالکلیات والجزئیات
 من الکائنات وغیرہا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس خبر سے میں
 باور و یقین ہونے کے اس پر بھی دلالت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم کائنات
 وغیرہ کے کلیات و جزئیات پر محیط ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے
 اسے اجماع شریعہ مشکوٰۃ میں حدیث اختصاص ملکہ کے جملہ تعلیمت ہائی السعوی متا
 والا حواشی کو شریعت میں فرماتے ہیں۔ پس اس ستر پر محدود۔ شاہ صاحب ہر صحت پر

علم کے علم پر محیط کا اسلاف درست ہے

اس خبر سے میں باور و یقین ہونے کے

مہارت است از حاصل تمام علوم جزوی و کلی و اعطائے آن اور ماسبق شریف کر نصیب فرمایا
 پس در سے علی باشد علی علم و ادب است بر سب چیز از شیوہ ثبات ذات و صفات حق و اسماء و افعال
 قائمہ کسج علوم ظاہر و باطن و اول و آخر اعطائے نمود و است و مصداق فوق مشکل و ذی
 علم علیہ تر و نصف کچھ۔ چار گواہ کم نہیں۔ وہ سب سگنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو حضرت حق تعالیٰ نے کائنات و غیرہ کے تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر
 جزوی و کلی پر عطا کر دیے مگر میں کے دل میں انصاف اور حق طلبی کا مادہ ہی تھا اس کے
 لئے پڑا ہی کم میں۔ آپ نے جو آیہ شریفہ و کلمات بطون و شریقہ میں علوم الایضا
 شکر نقل فرمائی وہ بالکل حق ہے مگر فہم نصیب اعداد آپ نے اُس کا ترجمہ کیا کہ نور
 ہے نہیں دیکھا۔ آیت جبرائیل فرمادی ہے کہ وہ علم الہی کا عارف نہیں کر لیتے اور
 مہارت تفسیر کبیرے جانب فراموشی نقل کی ہے اس میں بھی ہوا ان بعد علم و علم
 کے ظاہر ہے کہ حق اعطائے علم ہر کسی سبب و توفیق کی ہے۔ یہ عین ہما مذہب ہے کہ علم الہی
 بطورے عطا نہیں۔ آپ کا یہ فرمانا کہ ملاقا کا علم تسبیل ہے۔ یہ بیان ہر عباد کے عباد
 باری و عزائم کے سامنے تمام مخلوقات کا علم تسبیل ہے اور وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو
 مذہب کو آفتاب اور ظہور کو مسند کے ساتھ ہے مگر آپ نے آیہ شریفہ و ملاقا تسبیل
 من العلم فی نقل فرمائی ہے اور نیز عباد تین نقل کی ہیں اور بخاری شریف میں جو
 و حصصہ عن حرف السعیدۃ فخص من منقار فی البحر فقال لخص و لم یخص و ما
 علمت و علی و علی الخالق فی علم اللہ تعالیٰ الا مقدر ما غس من العلم العصف
 و عقل الخدیج حاصل یہ کرکشی کے کنارے پر ایک جہان کے بھگوانی جو شیخ و یامین
 شریک ترمضت لخص علیہ السلام ہے سبکی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا اور
 تمام خلق کا علم برابر ہے۔ یہی تمہارے کے علم کے سامنے الیہام ہے جیسا کہ ان کے مقابلہ
 میں اس میں کیا کرکشی کرکشی۔ امام محمد فرمائی رحمہ اللہ کہ یہاں کے سعادت میں تھکتے ہیں۔ و شیخ
 علیہ السلام نے یہاں کہ یہ خدا کا علم ہر شیطان و آسمان و زمین علم من اجزاست و ہر اللہ
 کہ علم و توفیق و علیہ الصلوٰۃ والسلام عباد آسمانی اور زمین کے علم تسبیل شام

ان کے علم و توفیق و علیہ الصلوٰۃ والسلام عباد آسمانی اور زمین کے علم تسبیل شام

کے لئے علم کا ایک قطرہ ہیں۔ چنانچہ علامہ متفاتی حراشی بخاری المصنوعی نے نقل کیا ہے
 ان معالومات اللہ تعالیٰ لا نقایة لہا وغیب السموات والارض وما
 بینہ و ما یکفونہ قطعاً متعاقباتہ علم اتہی تمام غیب سموت و
 ارض کو قلیل کہا جائے تو بیشک بجا ہے لیکن ان غیب کو بجاے قلیل کہنا کثیر و
 جہل یا ناسب خالی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اتہی سے ایک قطرہ عطا
 ہوا اور خفائی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ غیب سموت و ارض علم اتہی کا ایک قطرہ تھا
 پھر اس جاہل پرانوس پر جواب بھی علم اتہی سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم اتہی کے سوا ہی کچھ
 تمام غیب سموت و ارض کا علم ہو کر بھی کوئی خداے تعالیٰ حل شائے علم کی بہا نہیں
 ہو سکتا بلکہ وہ نسبت بھی نہیں رکھتا ہے جو قطرہ کو سموت و ارض کی نسبت بھی نہیں
 و قد قال عطاء اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرات فی حلقی قططہ فعلمت
 ما کان وما سبکون و ما عارث سعراجہ آمداست کہ در پیر عرض قطرہ و علم اتہی
 دیکھ کر فعلمت ما کان و ما سبکون۔ ان عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے صحن میں ایک قطرہ ٹپکا یا گیا۔
 اس کے فیضان سے مجھے ما کان و ما سبکون کا علم حاصل ہو گیا۔ اب یہ معلوم ہونا چاہیے
 کہ ما کان اور ما سبکون کا علم بھی علم اتہی کا ایک قطرہ ہے اور اس صحن سے اسکو بعض یا
 قلیل کہہ سکتے ہیں۔ پس جہاں کہیں تقاسیر و غیرہ ہیں بعض یا قلیل کا لفظ یا اس کا
 ہم معنی استعمال ہوا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ علم جناب باری تعالیٰ کے سامنے
 تمام مخلوقات کا علم گو کتنا ہی ہو قلیل ہے اور قلیل کے لفظ سے ان کے کچھ
 اشیاء کے عالم پر ٹپکا انگار کرتا ہے حالت و مقامات ہے۔ انہیں ہمارے اجاتے توجہ
 محض نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ اشیاء کے عالم پر ٹپکا عقار و کھر
 شرک کا تہنہ دیا اور یہ خیال کر لیا کہ صاف خدا ہی کو ہے انھوں نے فی کرم علیہ التحیۃ
 والنسبہ کے ہی علم میں نقصان نہیں کیا۔ بہت کہا جاتا ہے کہ صاف ہی قصور عاؤ کر و یاد خواہ
 ہاؤ سن و کسا اور اس کے علم عظیم کو اتنا ہی سمجھ گئے۔ حالانکہ معلوم ما کان و ما سبکون

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اتہی کا علم

و اسی علم کا نام ہے جو ان کی تعالیٰ میں ہے

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ علم اتہی کا علم

اور محبوب ملوث و ارض میں کے سب اس کے علم عظیم کا ایک فطرہ و حبیب کہ فقیر کی منقولہ عبارت کو ثابت
ہوا۔ کاش یہ حضرات بھی توجہ فرمائیں اور ان عبارات پر غور کریں تو ہرگز مسلمانوں پر شریک کا قریبی
وے کو شریک نہ بنائیں۔ خدا یا ہم کر اور ہمارے بنی نوع کو اپنے میدان سے راستہ ہر پہلے کی ہدایت
کر اور توفیق مرحمت فرما۔

اس فقرہ کے بعد شریف اعلیٰ بھڑا الحق نے توحید کے معنی بیان کئے ہیں اور مہم شریفی و
غیر شریفی کا بیان بقدر اپنی لیاقت کے کچھا ہے اور حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب
شریف اعلیٰ اور لیاہ کی نسبت سب عادت اپنی جہت کے موافق کلمات کچھ ہیں ہم کو ان
سے بحث نہیں البتہ انھوں نے مسئلہ پر بحث کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے علم شعروہ نہیں کیا۔ اس میں عا پر آئیکریہ و ما اعلیٰ عنہ و الشرح
و ما جہنمی لہ سے استدلال کیا ہے۔ اور ملاکات الہ میں کاشفی کی تفسیر ہے
نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک میں شعر کیا نہ سوا
نہ کرتی تھی۔ اسی فقرہ کے آخر میں اپنی اجتہاد و غلط زاوے سے قیاس ایجاد کیا ہے حق لہ
بعد جو علم کے سراسر شریفے ہیں ان کی قیامت اور ہوائی شرع شریف میں ثابت ہے جیسے
علم عمود و مسلم اللہ کہاوت و فیروہ۔ ان علوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صفات
کیونکہ نصف ہو سکتے ہیں۔ پس میں لوگوں نے جو دعویٰ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
سب شہاد اور محبوب کے عالم ہیں۔ کیا کیا ثابت اللہ شہی سے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کہ ان مسلم کے ساتھ نصف کرنا چاہتے ہیں کہ جو شان ثبوت کے بالکل مٹانی بلکہ
فلس ارباب کے ہیں ضد ہیں۔

اقول جانب مخالفت اپنی کتاب کے معنی میں خود فرامیگی ہیں کہ ہر کس و نا کس نام حق
شہاس کا قیاس اصولی میں سے نہیں ہو سکتا۔ پھر کس طریقہ ان کا احتساب و تسلیم کریا
ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علم عمود کہاوت سے غافل ہیں۔ لہذا ہم انہی سے
وہ ثابت کرتے ہیں کہ کیا ان کا یہ قیاس قابل قبول ہے؟ اگر ہے تو کہیں؟ کیا مجتہد جبریکا پڑھتا
ہے۔ علامہ ربیعہ ان مبارک کا ولان شعر کیا نہ موافقت نہ فرماتا انھوں نے کس طبع ہیں

نقل کیا ہے۔ آری خیال ہے کہ یہ فن شعری عدم واقفیت پر دلیل و برہان ہو چکا ہو گا۔ اگر وہاں
 ہے تو وہاں باطل ہے۔ کتنے موضوع و قرائن کے ہاتھ ملنے فن شعری کے اہل چاہے ہیں کہ وہ ان
 شعر کے معنی و اکرے پر قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان شعری کے ردی و جیدی غیر
 دہون کے قواعد و عظمت سے غیر ہوں۔ ہاں شعری کوئی کالم نہیں علم سے بہت مرتبہ
 ملکہ مراد ہوتا ہے۔ ہمارے روزمرہ کے محاورے ہیں کہ فطرت عالم نکھنا نہیں جانتا۔
 اس کے یہی نہیں کہ عالم ازیم الفاظ و حروف کی صورت و ہیئت اور قواعد کی اس کو نہیں
 سب کہہ جاتا ہے۔ گئے تھے کالم نہیں۔ آپ روٹی پکا کر نہیں جانتے اس کے
 یہی معنی ہیں کہ پختہ کالم نہیں۔ اور نہ جانتے خوب ہیں کہ کس طرح بجتی ہے۔ تیرہ
 کہتا ہے کہ میں خبر اندازی جانتا ہوں۔ آپ نیرکان و گہر کی طرح نشاندہ تھے اور کسی
 طرح نشاندہ دگا کے تو یہی کہا جائے گا کہ نہیں جانتا کہ وہ نیر اندازی کے معنی و معنی
 کا خوب واقف ہے لیکن یہاں مراد تو علم سے ملکہ ہے۔ کہ ہمارے ہی محاورات پر شعر
 نہیں چڑھا۔ اور ہر زبان میں علم یعنی کلمہ بکثرت مستعمل ہے۔ بطوریکہ میں کہوں کہ تسلیم اس
 لادلائل لا یفقد العلم علی التعلیل و الخصوص فان احسن ملکہ یفقد من بعد اعطایا ان
 جنئیات الاحکام و مطلق العلم علیها شائع فی العرف کقولہم فی تغریب
 العلوم علی کذا فان المحققین علی ان المراد به هذه الملكة ویقال لها
 الصاعقة البضال نفس الاذہن الی سلم الثیرت میں ہے واجب ہانہ لا یفقد العلم
 لان المراد الملكة مراد عبد الحق غیر آدمی اور ملکہ نہیں ہے بل علیہا اپنی اپنی شریک
 فرماتے ہیں۔ لان المراد بالعلم الملكة مدو الخافین مراد فی بشیر الدین اپنی شریک
 کشف البہم میں لکھتے ہیں لان المراد بالعلم فی قولہم العلم و احکام الملكة انہ
 آپ کو معلوم ہوا ہو گا کہ علم ملکہ کے شائع و ذائع ہے۔ احادیث میں بکثرت علم معنی ملکہ
 آتا ہے۔ منہ الفروا میں ہے بکر بن عبد اللہ بن ریح سے مروی ہے عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ اولادکما احبوا الرواہ و علی بنے جابر بن عبد اللہ سے ہیں الفاظ و روایت کی غلطی
 منہ کہ الرواہ فانہ فکایتہ العدا و منہ اولاد کہ قراقرانی اور شادانہ غیر کہ روایہ حکم فرما رہے

کیا بجانب محافظت شاعری اور تیر اندازی کے مطہم یعنی کاہن نشین مگر تار اور زبانی طور پر اس کی
 پر رقی کیفیت سننا اور کہا دینا اور تیر انداز کے اندازی کرنے والوں کا دکھانا بنا تمہیل ادا کیا کہنے کا
 بھنے ہیں وائش وائش کر کے تیر اندازی اور شاعری ہر فار کر دینا اور لیتے ہیں۔ فرما ہے ہر
 حکم ہر راہ پاک اور ہر حق قرآن پاک میں اور ہے۔

علتہ صحتہ دیوس وکے نصرت کے من باس کے فضل انور میں کون فرما ہیں
 آیت میں لکھ مراد ہی یا صرف اور ک۔ آیت و علمناہ الشعر میں بھی علم سے لکھ مراد ہے اور لکھ
 ہی کی نفی ہے نہ یہی کہ حضور کو شعر کا علم ہی نہ تھا۔ نقاسیر آیت کے معنی میں لکھ ہی کی نفی کر رہی
 ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے۔ ای ما یسہل لہ ذلک وما یعصی عنہ بحیث لو اسراف قطع
 شعر لعمریات لہ ذلک تفسیر لکھ میں ہے ای جعلناہ بحیث لو اسراف قطع الشعر
 لعمریات لہ والعمریات تفسیر کبیر میں ہے قال قوم ما کان متافی لہ و آخریون ما یسہل
 لہ حقا لکان تخیل بیت شعر سمع عنہ و احقا اسرار السور اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں
 وما یسہل الشعر ولا یتافی لہ لو طلب ای جعلناہ بحیث لو اسراف قطع الشعر
 لعمریات لہ۔ تمام تفسیر بن آیت کی ہی تفسیر فرما ہے میں کہ حضور پر شعر کی نظم و ادا و سرار
 نفی ایضا لکھ تھا اور آیت میں لکھ کی نفی ہے یہ کسی نے نہ کیا کہ حضور کو شعر کا علم و ادراک تھا
 اس کے صحیح و سقیم رہی و جہد کرنا ہلکتے تھے بلکہ اس کے بولنے کی تصریح فرمائی۔ تفسیر روح
 البیان جلد ثالث صفحہ ۳۳ میں ہے و فی النحل یب البقی من انما یسہل لہ لکان
 السلام بحسب الشعر و لا یقولہ ولا یفہم لہ لکان احب لہ و لکان لکان یحیی بہن
 جب الشعر و سہل و لعل المراد بہن الموزون منہ و غیر الموزون۔ اس سے معلوم ہوا
 کہ حضور شعر میں وہی اور سہل و غیر سہل میں مستیاد فرماتے تھے۔ فرمائی آیت
 میں علم شعر کی نفی کہاں ہے اور کس تفسیر نے بیان کی۔ یہ آپ کو کہیں نہ ملے گا اور اس کے
 خلاف تفسیر میں کی تفسیریات کثیرہ آپ ملاحظہ فرما ہے ہیں۔ اس سے اور واضح تر
 ہا خط لکھ تفسیر روح البیان جلد ثالث صفحہ ۳۳ میں ہے و اما لکان الشعر ما
 لا یسہل لہ لکان السلام لہ لشیء من النبی علیہ السلام لکان لکان التمام

الاشارة الى ما كان بغیر قصد منه وکان کل کمال بشوی تحت علمه الجامع
 وکان یجیب کل فحید وبلغ وشاء وشاء وکل قبیلہ بلغانهم وعبارة قصه
 وکل معلما الکتاب علما الخط واهل الحرف حرفتهم ولذا کان رحمه العالمین
 یعنی چہ کہ شراخبار کی شان کے لائق نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 سے بطریق انشاء صادر نہیں ہوا۔ الا بلا قصد اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہر بشری کمال کے
 علم جامع کے تحت میں ہے۔ اسی وجہ سے حضور ہر فصیح وبلغ اور شاعر و شاعر و ہر قریب
 کو ان کے کمالات اور انہی کی عبارات میں جواب دیتے تھے اور کاتبین کو علم خط اور اہل حرفت
 کو ان کی حرفت تسلیم فرماتے تھے اسی لئے نور محمد العالمین میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم اب تو کچھ اتنے قصائے کرتی پر وہ و محاب مذہب اور مراد کلام قریب و واضح
 کثایت میں ملتی ملک کی ہے علم کی انہیں۔ شعریہ کے علم کا انکار بجانب مخالف کا تراشیدہ و طبع
 اور تمام تفاسیر سہرہ کے خلاف ہے۔ عبارات مذکورہ سے ثابت ہو گیا کہ ہر بشری کمال
 حضور کے تحت علم ہے۔ کچھ بھی ہو تو استدلال بجانب مخالف کا اطلاق براہین شرعیہ تک
 مخالف کے خلاف میں کوئی دوسرے باقی ہو تو رفع کیجئے۔ تفسیر بدیع البیان مدنی
 صفت میں ہے۔ والظاهر ان المراد عما یتبعی لدفع حدیث یقوزہ وصدق وکیفیت
 ان یقول الشعر لان العلم من عند الله لا یقول الا حقا وصدق الاما ان کو نہ ہے
 نفسه فادرس علی النظر والنقرویدل علیہ قبوزہ میں جدید الشعر مذہب ای
 موزون و غیر موزون خطے ما سبق و من کان حیرا کیف انیکہ فادرس علی
 النظر فی الالہیات والحکم لکن القدر ان لا یستلزم القدر فی ہذا الباب صواعق
 اطلاق لفظ الشعر والاسماء الذی یلحق ہذا الخیل والکذب وقر کانت ہر معجون
 فصاحتہ ولامعنا وعلوۃ لفظ وحق کو نہ منطوق وحق و سرود و الحاصل ان
 کل کمال اعانہ ما خولعہ یعنی یہ ظاہر ہے کہ حق کی آیت کے۔ ہر کس کو کہتے حقیقت
 نبی اور صادق بیان ہر خطے کے شعر گوئی صاحب حال نہیں۔ کچھ کہہ ان کے منکھا ایہ
 کہتا ہے من ہی کہتا ہے اور یہ آپ کے لی نفس ظلم و شرہ قادر ہوئے سالی نہیں اور

اس پر حضرت کا شعر کے مجدد و ہی اور موزوں و غیر موزوں میں تمیز فرمانا دلالت کرتا ہے اور
 جو مہینہ کہہ کر ہیکل الہیات و حکم میں نظم بہ قرار نہ ہو گا لیکن قادر ہو مافصل یعنی شعر گوئی کر کے مینام
 ہیں ہر لفظ شعر اور شاعر کے اطلاق سے اس میں ہے کہ یہ لفظ تمیز و کتب کا مہم ہے
 اور ہیکل عرب آپ کی فصاحت و بجاغت اور پاکیزگی الفاظ اور شیریں گفتاری اور
 غزل و دوش کے عارف تھے اور حاصل یہ ہے کہ ہر کمال آپ ہی سے ماخوذ ہے۔ نعم الفین
 اب تو خاموش ہو گئے۔ تفسیر راجع الیہا ان سے شعر کا علم و کتاب کلام موزوں اور حضرت کی فصاحت
 کے صریح الفاظ میں ثابت کی۔ مگر مخالفین آیت میں کر کے سے پہلے تفسیر و تفسیر کلام ہر
 کا مطلب سمجھتے تو انھیں ہرگز اس آیت کے پیش کوئے کی جرأت نہ ہوتی جو کس طرح آگے
 نہ مگر ثابت نہیں کرتا۔ اب دوسرے طریق پر کلام کر دیا وہ یہ کہ شعر و دوش میں
 مستقل ہے اول کلام موزوں میں ہر وزن کا نصف کہا گیا ہے تفسیر کہہ رہے ہیں۔ اشعر
 هو الکلام الموزون الذی قصد الی وزن۔ یہ تو سنی عربی ہیں دوسرے معنی منطوق
 قرار دیا۔ حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا رکن نہیں ہے بلکہ رکن شعر صرف
 مقدمات نمونہ کا اقرار ہے توجہ قیاس کہ مقدمات نمونہ سے مرکب ہوا اس کو شعر کہتے ہیں
 اور بعض علماء شعر منطوق اس کو کہتے ہیں۔ مقدمات کا وہی مرکب ہے تفسیر و بیان
 مبدئات ملت میں ہے والشعر عند الحكماء القوافی ووزن و قافیہ و لا الوزن
 و القافیہ رکن فی الشعر عند أهل الرکن فی الشعر ابرار المقامات المخبیة فحسب فیہ
 ایضاً قال بعضهم الشعر ما منظم وهو المولف من المقامات الکلاویۃ اب کہنا ہا
 کہ قرآن پاک میں جو لفظ شعرہ ارد ہے اس سے منطوقی معنی ہی مراد ہے کہ قرآن پاک کا اسلوب
 شعر و شاعر اس سے پاک اور عظیم ہونا ایسا میں ذہن ہر ہے کہ اس میں کسی بے زبان
 چلی کر گئی نہ رہیں ہو سکتا۔ ہر جاسیک عرب کے یقیناً اور فن شاعری کے ماہر اس کو
 اس میں کہیں کہیں کسی طرح معقول نہیں ہے لہذا شعر سے اس کے معنی منطوق مراد ہوتے
 اور کف و عذرا شاعر بھیجے گا وہ کہتے تھے اس کی قرآن پاک کے نقل فرمائی ثوابت
 کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شاعر بھی لکھنا ہے ان کی شان کے

باتیں جو نئے نئے غرضی ادب پر حقیقت و واقعے نقش کیا کرتے ہیں اور ان کا کلام و مہیات
 و اخراج سے ظلال نہیں جوتا چنانچہ عرب میں مشہور ہے احسن الشعر اکذبہ اس لئے
 حق سمجھانے فرمایا کہ یہ کلام پاک کچھ شاعروں کی سنگسرت اور سادہ گوئی نہیں بلکہ
 یہ آسمانی کتب ہے اس سے حضور اقدس میں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قواعد شعریت و واقف
 ہو کر بلا غلط کرنا یا غلط کرنا سادہ لوحی و نڈال ہے حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الامام ہر
 اس نیت کی تعبیر میں فرماتے ہیں کہ شعر اجمال اور معانی پر موقوفیات اور زیادات کا
 محل ہوتا ہے لا محالہ مطلب کہ مخالف اسکی اگر کوئی نہ کہے یا کہے کا کچھ سمجھ جائے۔ اشد تعجب
 فرماتے کہ ہم نے جو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے رزق و لغز مقرر کیا جو فرمایا ان کیلئے
 درجہ فیلہ اس طرح ارشاد کیا کہ حضور نے ہمیں یا کہے کا کچھ سمجھ جائے یا نہیں تو قبح الی بیان
 جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ میں ہے قال الشیخ اکبر قدس سرہ الامام طہوفی قولہ لیس لے
 ویا علینا الشعر اعلم ان الشعر محل للاجمال والغرض التوریقہ ومارضنا
 لحرر صلی اللہ علیہ وسلم شیئا ولا الغرنا ولا خاطبنا لاشی وخن نریب مثینا
 ویا اجد لہ الخ خطاب حیث لہ ایضہ ما انتہی اس سے تو حضور کا اور کمال علم معلوم ہوتا
 ہے کہ قرآنی پاک تحمیں نہ معلوم ہیں اور جو چیز کا بیان واضح ہے و نزلناہ لیلہ ان کتاب
 نقیاً ما نکل شیئ اسکو ان شہما کئے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے لغز و معانی و اجمال
 کیا کہ ہم میں نہ اس طرح کیو اگر حضور پر اسکا عدم بغیر پر شکاف ہوئے۔ یعنی تعلیم قرآن
 شعر کے فائدہ نہیں ہے کہ جمیع دشمنان کے علوم کا بیان اس میں ہر سبیل اجمال و معانی اور
 دشمنان مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ اگرچہ قرآن پاک اہل علوم و ادب و حبیب کا
 بیان ہے لیکن ہے تو رز و معانی میں ممکن کہ کوئی بات کہ میں شہد یا کچھ کہیں گئی ہے اس
 دشمنان کو ان پر کھینچ کر دی کہ ہم نے قرآن کی تعلیم مع اجمال کے ہر ایہ میں شاعرانہ طریق پر
 بطور کلی بلکہ علوم قرآنیکہ حضور کے لیے واضح اسبب محاب کہ اگر ہوشم کلمہ سورج عالم علیہ السلام
 کہ علم بغیر حاصل ہو گیا و الحمد للہ علی ذلک۔ شیخ اکبر تو اس آیت سے یہ کہے اور خدا المبین ہے کہ
 حضور کے شعر کا علم نہ تھا شعر میں غلطی نہ ہو سکتا تھا۔ حق ہے بعض یہ کہندے اور

جس کی بے شکندہ راہ۔ بلکہ جانب مخالف کا یہ وہ حکم و علم و شہادت نبوت کے ضعف بلکہ نفس و ایمان
 کی کمی کا ہے۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اگر اس کے عالم نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے
 کہ آپ کے اس راہکار کا باعث ہے کہ آپ کے نزدیک وہ علم نہایت وسیع کی حیثیت رکھتا ہے
 اور اپنی حیثیت کی وجہ سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم و شہادت میں آپ کی
 تقریر سے ظاہر ہے۔ اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ علم و شہادت میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی ذات پاک کے لائق نہیں تو باوجود اس حیثیت کے قیاساً آپ ضرورتاً حق سبحانہ تعالیٰ کے
 علم میں سے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا وہ پاک ذات ایسے خبیث علم کے ساتھ کیسے ضعف پہنچا
 کہ مہاشان نبی کے علم و شہادت پر نقص پڑا؟ کیا علم الہی کا ہمیں ایسا ہی سامنا کرنا چاہیے؟
 کیا انہی سے انصاف ہٹا رہی گیا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کے انکار میں
 تو کفر کا عالم ہوتا ہے تو یہ قرار دیا جائے کہ افضل کے پاک علم کے لیے یہ عیب ثابت کرتا ہے تو کفر کا عالم
 استغفر اللہ عنہما علیٰ العبادیم۔ و ہم آپ کا یہ نہیں کہ یہ علمی غیب مذموم ہے قطعاً غلط اس لیے
 کہ کوئی علم فی نفسہ مذموم نہیں ہوگا کسی طرح کا ہو۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس مسئلہ کے
 تفسیر میں اس عزیز پر بلا لیا اقول مسئلہ میں فرماتے ہیں۔ و در دنیا با وجود آنست کہ علم فی غیب مذموم
 بہت ہرچہ کہ است۔ البتہ علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور ناقابلیت ہے۔ یہی شاہ صاحب
 موصوفہ اس تفسیر میں مذکور فرماتے ہیں۔ و ہم کہیں اس علم اگرچہ فی حق حضرت عباس علیہ السلام
 ہیں مگر اس سبب قصور و استعداد و فائز اس علم یا کئی فوائد دریافت و حصول ابد قائلوں کا ترسید
 و حیل و کرب و کد و شد و خوف کا ہوا ہے کہ تصور استعداد و قابلیت و حیل و کرب و کد سے
 سخت کیلئے یا مگر نہ حضرت کیلئے اس علم کا عالم ہونا نہ شان نبوت کے لحاظ نہ غلط واقع
 جبکہ جانب مخالف کا مذموم ہے۔ تفسیر کے عزیز پر بلا لیا اقول مسئلہ میں ہے (مسئلۃ الخامسة)
 فی ان العلم بالحق غیر قسیم بل العلم بالحق المحققون بالعلم بالحق من العلم بالحق
 لا یمنون والحق العزم قولہ تعالیٰ هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
 ولا من استعمل اولہ علیٰ علیہا لما أمکن الفرق بین و بین العجز والعلم بكون المعجز
 معجزا واجب وما یوقن ہوا واجب علیہ فرمود واجب فہذا یعقون ان یكون فحصل

علم الہی کا ہمیں ایسا ہی سامنا کرنا چاہیے؟

کیا انہی سے انصاف ہٹا رہی گیا۔

کی شان نہیں کہ اس قسم کے علوم کی تبلیغ فرمائیں اور لوگوں کو سکھائیں اور ایسا کہ غیروں
اور کم استعداد والوں کے لیے یہ علوم متناہی کی گمان کو ان کی وجہ سے منسوخ نہ ہوں گا کہ
غیر ان کی نایابیت کا اعتقاد اور طوائف اس شان کی تاثیر سے غفلت نہ ہوں۔ اس صورت میں
مثلاً علوم فلسفہ ریاضی طبیعات کے ان علوم کا ضرر کچھ نفع سے زیادہ ہو گا اسی وجہ
سے انہیں تعلیم و تدریس و وفائت یا وجود جائے اور علم جو ان کے ان علوم سے کم نہ
فرماتے ہیں اور لوگوں کو نہیں سکھائے ہیں۔

قوله :- نبيك آفترت علي الصلوة والسلام كما سطر استغفر في علمك وحقك يا سيدي
صفت شاعر جب رب العالمين کی ہے کہ یہ تو یہ صفت ہے۔

اقول کہ اس لیے کہ جو الفاظ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس میں ہیں
وہ جانب مخالفہ کے بعد میں نقل کیے ہیں اُن سے یہ ظاہر ہو رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قطعاً اہل بیت اہل علق اس میں نہ شامل فرمائیے بلکہ صرف اہل بیت اہل بیت میں داخل ہوئے ہوں
کے داخل ہونے کے ساتھ احوال نقل کی جاتی ہیں۔ بالتفصیل یہ پہلے ہے ہیں اہل بیت اس میں جو ہے
وہ ان کے پاس ہے جس کے جواب سے عاجز ہو کر جانب مخالفہ کے خلاف کے مسئلہ میں صریح طور
دیا ہے کہ قرآن شریف سے اس مسئلہ کی تفسیر ہو گا کہ آپ کو کوئی امتیاز ہے کہ کلام اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے جہاں نہیں ہوا اور یہ بالکل غلط اس واسطے کہ قرآن مجید کے کلام تفسیر و تائید ہو
وہ صریح آیتوں و روایتوں سے اس مسئلہ کی تائید ہے اور کہیں اس کی مخالفت نہیں۔ مطلقاً واقعی
ہیں ہے۔ ولما اخبروا بالحق من غزوہ الظاہر و الغیور الفرس من تحت علیہ لای بالحقین
بل یقاتل علیہ العلماء الا بعد مسلم القیوت میں ہے ولینا شاعر و غیرہ صریحاً جو
مسلک و خلفائے اہل بیت میں غیر تکبیر و آپ کا مسئلہ اول اصل الذکر لکل فردا و دراستہ
کے خلاف اسوجہ سے ہے کہ آپ نے اسکا ایک جہد تھا آپ کے مسئلہ کے خلاف تھا ہمشیر اور
ان کے نام کے اہل علموں کے میں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ سوال نہ اس کے مخالفت میں ہوتا
ہے۔ مگر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انما شفاء اہل السؤال
ایک کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تاریخ آیتوں سے بھی اختلاف غرض۔ جیسا کہ آپ نے کہا اور

حسب مضمون "ممدوح گویا حافظہ نباشد" خیر آپ ہی اس علت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔
زید کے لیے لادنا بتا رہے تھے چنانچہ آپ شریفہ و ما علیہا السلام استدلالت کیا اور یہ بھی
جیسا کہ ظاہر ہو چکا۔

قولہ - وعلمت ما لم تکن تعلم کے معنی اس کے معنا کے موافق تسلیم کر لے جاویں تو
لایزم آتا ہے کہ دوسری آیت وعلمت ما لم یعلمہ انسان ما لم یعلمہ سے تمام مراد تھیں صغیر و کبیر
برتاؤ میرزا عالم ہو یا جاہل۔ شہرستانی ہو یا دیہاتی۔ ہر ایک علوم خیر متناہیہ کے ساتھ
موصوف ہو جائے اور ہر کس و تا کس کا علم جناب رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے علم کے مساوی اور برابر ہو جائے۔

اقول مافوس کہ آپ نے کچھ ہی غور نہ فرمایا اور یہ خیال کیا کہ انسان علما کا انسان میں
معروف بالاسم ہے اس سے فرق کیا مل شخص معین مراد ہے پس اس تقدیر پر جب مقتضائے دیگر
آیت قرآنہ اس نقطہ سے تھوڑی سی امتداد علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ تفسیر معالم التنزیل میں
آیہ وعلمت ما لم یعلمہ کے تحت میں ایک قول یہ بھی لکھا ہے وقیل انما یعلمہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ما نہ وعلمت ما لم تکن تعلم یعنی کہا گیا ہے کہ
یہاں انسان سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں اور اس کا بیان آیہ شریفہ
وعلمت ما لم تکن تعلم ہے اور ایسے ہی آئے شریفہ خلق الانسان علمہ البیان میں بھی
انسان سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں چنانچہ اجماعی تفسیر معالم التنزیل
میں اس آیت کے تحت میں فرمایا ہے قال ابن کثیر ان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان مآکان و ما یكون تفسیر حینی مراد بالوجود
اور محمد راویا معزانی۔ و ما یکان آیت پروردگاہت و باشد صاحب ثابت ہو گیا کہ
آپ کریم و علم الانسان ما لم یعلمہ میں انسان محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مراد ہیں، پس وہ اعتراض جو جانب مخالف نے کیا وارد نہیں ہو سکتا اور نہ آیہ شریفہ
وعلمت ما لم تکن تعلم کے معارف ہوتا ہے، بلکہ یہ دونوں آیتیں ایک ہی مضمون
کی ہیں جیسا کہ اوپر تفسیر معالم التنزیل سے ظاہر ہوا۔

بشرط ان کا جواب۔

آیہ علم ما لم تکن تعلم سے حقائق کے

بشرط ان کے علم انسان ما لم یعلمہ میں انسان سے مراد ہوا۔

ایک نئے مہربان کا پیاسہ ہے

مشہدہ و مقبرہ شریف میں سوا گرام آباد تھا تعلیم علیہ السلام کی نسبت درجہ بہ درجہ و اعلا کمال
لہذا توفیق اعلیٰ و اعلیٰ تعلیم و علم تکون م و مقبرہ میں تعلیم فرماتے ہیں جنکو ان
نہیں جانتے تھے اس آیت میں بھی نازید و علم علیہ السلام توفیق اعلیٰ علیہ السلام کی طرح کلام و احکام ہے
نویہ ثابت ہوا کہ ہر ایک عالم الایہ ہیں ۔

جواب: قطع نظر اس سے کہ آیت میں مخالفین کی عبارت ہوا ہے اور اگر مخالف نہیں ہوں تو اس سے
ثبات ہوتا ہے کہ سب عالم الغیب ہیں، البتہ اگر یہ تصور کر لیں کہ ہر شخص کا عالم جمع شراعت و حدیث و علم
میں اختلاف ہے تو علم کے تمام حاضرین کو ہم کچھ وہ مذہبات تھے بتایا اور ثبات تک کا احوال بتلایا تو بھی
کوئی معنی نہیں بلکہ یہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سلم نے کھینچ کر دیکھ کر قیامت
تک یہ نواہی نہ سب بتایا کہ جو کچھ یارسطو اور ارسطو بتول گیا قبول کیا۔ پھر بھی سب ایک نہیں
ہیں کوئی ایسا ہے وہ دنیا عالم ہے اور قبول کیا وہ تو قبول ہی چکا یہ حدیث مشکوٰۃ شریف
کتاب الفتن کی فصل اول مسئلہ ۱۱ میں بخاری اور مسلم سے مروی ہے عن حذیفۃ قال
قال فیما یرسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہا ما تروہ شیئا ما یکون فی معاد
فلاک الی قیام الساعة لا یحفظہ من حفظہ ونبیہ من نفسیہ اتفقوا یتحدوا
قولہ و ما نزل اللہ علیک الکتاب ای القرآن والحکمۃ تعری ما فی القرآن
من الاحکام و عرفاء الحلال والحرام و علیک ما یوحی من الغیب خفیات
الامور ما لم تکن تعلم فلاک الی وقت التعلیم اس تفسیر میں دو جگہ سے
پہلا بیان کے واسطے اور دوسرا تبیین ہے کہ مطلب یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے آنحضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن اور جو قرآن میں احکام نازل کئے ہیں اور بعض غیب
اور امور مخفیہ جو اس تک آپ کو معلوم نہ تھے تعلیم فرمائے۔

اقول ۱۔ وہاں التوفیق۔ ترویج البیان کی اس عبادت کے ثقل کرنے سے جانبِ حق کا
یہ مطلب کہ جنابِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابتدائے آفرینش سے

ایک جوت اور روش میں داخل ہونے تک سب کا علم نہ تھا جس کا نزدیک و دوری کرتا ہے اور
 یہ بات فقیر ریح البیان سے ثابت نہیں بلکہ نزدیک کا معنا بخوبی لاہوت ہے۔ جب جانی تھا تو
 کوئی معرکہ طاقتوں کے بقول تھے کہ وہ بہت کوشش کا سپارہ بہت ہے من کو
 پکڑ لیا اور من سے ہمارے کو تجھ پر تادیا۔ خدا اس ذی ہوش سے کوئی نہ پوچھے کہ پہلے
 من کی کیا بات ہوئے کہ ان قرینہ کا ہم سے کسی نہیں پھر وہ اس پرانیس کا کتہ غیب کہہ دیا ہاں
 مثال ہی ۱۵۵ کی ہے مگر بابت عکس کو زیادہ ہوش آورہ پہلے من کو کسی قویہ پر پکڑ لیا
 گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نام انعام شریف کا بھی علم نہ تھا اور خدا کا کوئی
 آن کے قہر صلابان کو پکڑ لیا مگر اب ہم اس موقع پر بیان کے من کا تبغیب یا مینا یہ ہوتا
 تھے البیان ہی کے قرینہ پر موقوف کرتے ہیں کہ دوسرے مقام پر کیا کہہ رہے ہیں۔
 لا حظ ہو ریح البیان جلد ۶ صفحہ ۲۲۴ و کذا اصل علی محیطاً بحسبہما العلویات والغیبیہ
 الملکوتیہ کما جاء فی حدیث انعام الملکوتیہ انہ قال فوضع کفہ یمن یتوکل وجد
 ۲۰ یمن فلیس فعلت علیہ الا ولین والاخرین فی روایۃ علیہما کانت
 و ما سیکن یعنی ہاں یہ کتاب علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم تمام معلومت غیب
 ملکوتیہ پر محیط ہے جیسا کہ حدیث انعام الملکوتیہ میں آیا ہے لکن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ جب اب سب ہرگز نے اپنا کف دست فیض و رحمت میرے دونوں شانوں
 کے درمیان رکھا میں نے اس فیض کی مدد سے اپنی چھاتیوں کے درمیان میں پائی واپس
 کچھ علم اولین و آخرین حاصل ہو گیا اور ایک صفایہ میں ہے کہ علم باطن اور مابینوں شریف
 اور جوت انہو گیا۔ اب خوب ظاہر ہو گیا کہ صاحب ریح البیان سید حسن جان صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا وہ علم کو نام معلومت غیبیہ ملکوتیہ کا عالم تعلیم انہی جلتے ہیں لہذا انکی
 حدیث میں ہرگز من تبغیب نہیں ہو گا کسی علم باطن و کائنات علی اللہ تعالیٰ علیہ السلام
 و علم باطن کے اسباب کا مفہوم اجتہاد نہیں بلکہ ہم سید صاحب پرانیس کا لیا یہ شانوں کا طلب
 اور شکستہ علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جل شانہ نے آپ پر کتاب یسینی
 قرآن شریف و حکمت یعنی انعام کہ قرآن شریف میں ہیں انزال فرمائے اور حال انعام

هذا المجلد من كتاب طبقات علماء الهند في القرن الثاني عشر

دین کے امور میں یعنی کتاب اور سنت اور ان کے اسرار و حقائق اور دوسرے یہ کہ وہ
 سلسلہ سالہنک شد سے ان میں کے اخبار و امور میں اور منافقین کے کفر اور حیلوں پر اطلاع
 اقول کہ یہ تقریباً آپ کے دعا کو ثابت نہیں کرتی اسی تفسیر کہ یہ اس کے سوا اور کتب
 کثیر میں ملتا اور نہ رفاقی شیعہ سوا سب وغیرہ میں تصریح کیا ہو کہ قرآن عظیم ذی وجہ ہو اور
 ہر چیز پر کتب ہے یہ وہ نہیں کہ تعالیٰ نے اپنے دل سے نکالیں یہ بھی ممکن ہیں اور اسی حال
 اطلاق میں داخل ہیں جیسے دنیا اوستا و تہذیب و تمدن و فی الکونین و فی الارض و فی البحر و فی السموات
 کی تین سو تفسیریں کی گئیں اور وہ سب اسی اطلاق لفظت میں داخل ہیں ایک دوسرے
 کی اضافی یا مستقر زیادتی کی نافی مگر لطف تو یہ ہے کہ آپ کا اس عبارت سے استفادہ
 بے اعتبار ہے مطلوبہ کے پورا نہ ہو۔ تعجب تو کیجئے گا کہ یہ کونوں بہت سے شیعہ اس لئے
 کہ آپ اللہ عزوجل اور دنیا سے علم ماکان و مایکون کی نفی چاہتے ہیں اور یہ جیسا کہ ماکان
 و مایکون کا علم ہی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ دیا گیا ہو کہ اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کو یہ علم دیا گیا تو یہ حضور کے فضائل جلیلہ سے ایک فضیلت تہنیتی اور حضور کے معجزات جلیلہ
 سے ایک معجزہ اور حضور کے فضائل و معجزات قطعیہ عظمیٰ اسودہ سے ہیں اور ان کا علم عینک
 امور و فیہ کا علم ہے اور امور و فیہ کا علم تم خود تسلیم کرتے ہو تو حضور و حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ علم بھی دیا گیا کہ حضور کو ماکان و مایکون کا علم ہے مال اگر یہ ثابت ہو جائے
 مساویہ حضور کو علم ماکان و مایکون نہیں تو البتہ اس کا علم امور و فیہ سے نہ ہوتا کہ اس مبارک
 سے استفادہ ممکن ہو سکے لے آپ کو اپنے دماغ سے استفادہ کی حاجت ہوگی اور
 یہی مساویہ علیہ السلام ہے اور فضول و لغو کہ دعویٰ اگر خارج سے ثابت ہے تو اس
 عبارت کی کیا حاجت اور ثابت نہیں تو حدیث بھی بعض بیکار و اجنبی تعجب خیز امر تو یہ ہے
 کہ آپ خود مقرر فرماتے ہیں کہ اس سے دین کا امور میں اور پھر باجائے انکار کرتے جاتے
 ہیں کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آج اسٹانہ کا علم نہ تھا آپ نے جس طرح علم
 نبی علیہ السلام کو کم کہہ لیا کہ اسی طرح ان کے امور کو بھی چھوڑنا سافہر میں کر لیا ہے
 چھوڑنا کہ انہی میں نہیں کہ جو وہ دین کے امور میں سے ہو تو انصاف علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

و اصحابہ وسلم کو جمع معلومات غیبیہ ملو تے کہ ظلم و طاقت و اہل باطن مجبور کے دین ہی کے امور
 میں سے ہے چنانچہ اس کے قبل مرقاۃ شریح مشکوٰۃ شریفین جلد ہفتم کے نقل ہو چکا ہے کہ
 اخیر فی المجلس الواحد یکمیر احوال المخلوقات من المبدء و النعاش و المعاد
 و قیسوا و اودع ذلک فی مجلس واحد من حوادث العادة امیر عظیم اس کا نظام
 یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں مبدء اور معاش
 اور معاد و مینج و دنیا و آخرت سب کی خبر دی اور یہ خوارق عاده میں سے ایک امیر عظیم ہے
 بخاری شریف کی ایک حدیث جو مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۹ میں روایت ابو ہریرہ مروی ہے
 جیکہ میں مضمون ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے چلو صدقہ فطر کی محبت فرمائی پر اس وقت فرمایا۔ میں اس معاملہ صدقہ کی محبت فرماتا
 تھا کہ ایک شخص انکا اس کھانے میں سے لپ بھر کر لھانے لگا میں نے اسکو ٹھکرایا تو اس
 نے مجھ سے کہا کہ میں محتاج اور عیالدار ہوں کھانا کھتے ہو تمہارے مول میں سے اس کو چھوڑ دیا کھا کر
 فوت ہوئی تھی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے انھوں نے فرمایا کہ اسے ابو ہریرہ روایت ہے
 قیدی کے کیا کہا میں نے عرض کیا کہ حضور اس کے کثرت عیال اور شدت احتیاج کی شکایت
 کی مجھے تم آ رہے ہو اسکو چھوڑ دیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور میں بد ظن ہوا کہ اس
 تم سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ اسکا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس نے مجھ لیا کہ بیشک میرا کچھ
 اس کے لئے حضور نے فرمایا ہے قصہ مختصر اسی حدیث کے تحت میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
 میں تحریر فرماتے ہیں۔ لہذا احیاء اربعۃ الغیب معجزات اب ثابت ہو کہ ظلم و الغیب ہی کو ہم علیہ
 علی الدوامی السنۃ و التسلیم کا معجزہ ہے اب جانب حق العین اپنے دہلیں الصانع کریں کہ جو ہر
 دین میں سے ہے اور یہ یورین کا ظلم جانب حق اللہ کو بھی تسلیم ہے۔ روایا کچھ ایسی ہیں کہ بار و حرکت
 اور ان کے اسرار و حقائق اس میں ملتی ہیں۔ آگے اس سے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کلام اللہ کی
 شان میں ارشاد فرمایا ہے۔ و انزلنا علیک الکتاب مبشرا کل شیء یعنی اسے جو کچھ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم نے تم پر کتاب کو نازل فرمایا کہ جو ہر چیز کو بیان کرتا ہے پس جب کتاب کے

تک ایک ہی سبب علم الخلق ذات معلیٰ شدہ فی صلب علم کو کائنات پیدا و خلقت اور انسان کے اسلوب
 و اسرار تفسیر فرمائی گئے کہ اعداد علم نبوی۔ کو کسی شے یا چیز پر لگائی نہ معلوم کہ آپ نے تفسیر کب
 کی میرا ہے یہاں نقل و قریب۔

قولہ یہ اور تفسیر کے ضمن میں اور ذوق ملک سے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت سے علم کی
 نسبت ہو رہی ہے بلکہ حق تعالیٰ نے کسی مخلوق کو سوائے خدا تعالیٰ علم کے نہیں عطا فرمایا۔

اقول۔ تفسیر کو کسی مخلوق کو حق تعالیٰ نے خدا تعالیٰ علم کے سوا نہیں عطا فرمایا بلکہ تفسیر
 عطا اور تفسیر میں اختلاف ہے۔ اولاً قلیل اور زیادہ ہے اور سب کا علم جناب باری تعالیٰ کے علم
 کے ساتھ قلیل ہے۔ میرا کہ چنانچہ دروازہ ہذا میں مذکور ہو چکا لیکن علم ہی اگر ہم علیہ الصلوٰۃ والسلام
 اگر ہم بتدریج علم ہی کے قلیل ہے کہ جو کچھ نور الیسا وسیع ہے کہ کوئی شے اس کا احاطہ سے خارج ہو
 چکا ہو۔ تفسیر کے اس عبارت میں جو آپ نے نقل کی ہے اس میں اشارہ ہے۔

وہی جامع الیہ اقلیہ حیث قال قل من انما الدنیا قلیل اس سے ظاہر کہ جمیع امور
 کے ساتھ تمام دنیا کی متاع کا قلیل ہے، اسی طرح جناب حق سبحانہ کے علم کے ساتھ تمام

محسوسات کا قلیل ہے لیکن طرح کہ ہم اپنے نزدیک نامہ دنیا کو قلیل نہیں پاتے اسی طرح
 تمام مخلوقات کا علم ہی ہم سے نزدیک قلیل نہیں اگر ہم اس کو فی انفس قلیل جانیں تو پوری

واقعہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے اپنے وزیر کو خوش ہو کر شہر لگاؤں
 عطا کیے نہ بادشاہ کی سلطنت اور رعایا کے ساتھ تو کچھ نہیں۔ سب کاؤں انہماک ہی قلیل

ہیں مگر نفس نہایت سے پہنچنے جس نے پیسوں کے سوا کچھ نہیں دیکھا ہی نہیں اور تو
 ہر گاہ کہ اس کو متاع سلطنت کچھ گا اور عجب سے کہیگا کہ بادشاہ نے ہرگز وزیر کو ہر گاہ

دیکھے ہو گئے نہ وزیر بادشاہ سے کس بات میں کم دل۔ اب اسے ہر چند سمجھائیے کہ
 بادشاہ کے سامنے ہزار لاکھ کیا چیز ہیں اور وزیر کو چند لاکھ ملنے سے بادشاہ کی

کسی شے نہیں داخل اس کی نظر ہو گئی تو دیکھے ہیں تو معلوم ہے کہ خیال کرنا چاہیے کہ اگر
 حق تعالیٰ جل شانہ کے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع مشاہد کے علوم تعلیم فرمائے تو
 ان کی بارگاہ رسول حق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ جل شانہ پر ہو گئے معاذ اللہ بل شہاد

یہاں تفسیر کے تحت میں اور ذوق ملک سے حاصل ہوئے ایک علم کی غایت سے علم کی نسبت ہو رہی ہے بلکہ حق تعالیٰ نے کسی مخلوق کو سوائے خدا تعالیٰ علم کے نہیں عطا فرمایا۔

کے علوم اور تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب اللہ جل شانہ کے علم کے تحت ہے ایسا ہے
 علامہ شہاب الدین خجندیہ کا بھی ایسا ہی ہے جس سے ناقل ہیں ان علومات
 اللہ تعالیٰ لا تنہایہ لہا وغیب السموات والارض وعلیہ وندہ ویکون قعرہ منہا
 یعنی اللہ جل شانہ کے علمات کی کوئی نہایت نہیں اور آسمانوں اور زمینوں کے غیب
 اور جو ظاہر کرتے اور چھپاتے ہیں سب تو علم الہی کا ایک قطرہ ہیں۔ ہاں بہت کچھ نہیں
 سمجھتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو تعلیم فرما دیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ پر کیا
 معنی تو اس کے علم کے سمندر کا ایک قطرہ ہے ابھی تک علم الہی کا دست بھی علوم
 دہی اب دانا نہیں جس کی پھر ان عقیدوں سے پوچھو کہ اگر اللہ جل شانہ ہوتا تو
 صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے غیوب تسلیم فرما دے تو اس کے علم کا
 ایک قطرہ ہر اس کے علم کے سامنے مثل ہر باتیں لیکن بھائے خود ہر عقل نہیں فقیہ
 مدارک الشریعہ میں مروی ہے کہ ابن اخطاب قتال فی کتابہ ومن یؤمن بالحکمت فقد
 ادلی عقل کثیرا ثم یقول وما اذیتم من العلم الا قلیلا فنسب لہ منہ لیس لہ منہ
 معاد الکفایت دلی الامیہ یعنی مذکورہ بالا خبر کو نہ سمجھتا کہ قطرہ میں کچھ نہ ہو
 تعالیٰ المرصی بن اخطاب نے کہا کہ تبارکی کتاب یعنی قرآن ایک کتاب ہے کہ جس کا
 حکم نہ کسی خبر کو نہ کسی پھر تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ جس علم پر آیا اگر ہر حرف تو بہت
 نادر ہوتی تو کان ایچو مذا انکست علی نقلا البحر الامیہ خلاصہ یہ کہ یہ خبر کثیر و جلیہ
 ہے لیکن اللہ جل شانہ کے کلمات کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اب خوب ظاہر ہو گیا کہ یہ علم
 بیشک کثیر اور الہ جل شانہ نے خود کثیر قرآن فرمایا لیکن اللہ جل شانہ کے علم کا ایک قطرہ ہی اور
 اس کے سامنے کلیل تفسیر روح البیان وغیرہ میں یہ قال فی حق الامامۃ العباسیۃ علیہ السلام
 فی الرسالۃ الرحمانۃ فی بیان الکلمۃ العرفانیۃ علیہ السلام لا یداہ من الا لیسہ بملک
 قطرۃ من سبعة اجور وعلیہ السلام من علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ
 یحذہ المنزلۃ وعلیہ السلام من علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ علیہ
 شیخ عام نے زمانہ ماضیہ میں اس راوی کا روایہ اور علم الہی کے علم سے اس نے

علامہ شہاب الدین خجندیہ کا بھی ایسا ہی ہے جس سے ناقل ہیں ان علومات

علامہ شہاب الدین خجندیہ کا بھی ایسا ہی ہے جس سے ناقل ہیں ان علومات

رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سو روں سے ہوتی ہے اور ایسا کہ علم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے علم سے بھی آیت لکھتا ہے۔ الغرض تمام مخلوقات کے علم کا بقایا بارہی تعالیٰ خلیل ہونا
 مسلم اور فرقی مخالفت کو اس سے کہہ فائدہ نہیں اس لئے کہ وہ خلیل بھی کثیر ہو کر اس کے
 تقاضے پائل کا قوی کرنے میں وسیع نہیں کرتا پس اگر یہ علم سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تعالیٰ کے وہ علم عظیم ہے اور تمہم بالان و ما یکن
 الی یوم القیمہ کو عادی جانتے مخالفت نے غیب کی بعض مقامات کا خلاصہ لکھا جو ان کو مشرق
 یہ جانتے سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیر میں غل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے
 کہ محض کشف غلاف صواب ہیں تفسیر ضیائی من خفیات الامور و من امور
 الدین و الشہادۃ تفسیر مدارک (و علمت ما لم تکن تعلم من امور الدین و الشہادۃ
 و من خفیات الامور و ما ترون انکوب تفسیر نازن و ملک ما لم تکن تعلم
 یعنی من احکام الشہادۃ و امور الدین و قل ملک من علم الغیب ما لم تکن
 تعلم و قل معاد و ملک من خفیات الامور و ملک علی ما ترون انکوب و ملک
 من احوال المتنفین و کید حصہ ما لم تکن تعلم و کان فضل : اللہ یریک مقیمہا
 یعنی و طرز فی فضل التفسیر یا محمد علیہ السلام ان عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ سرور
 اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے فیض عظیم سے احکام شرع
 الامور دین الامور غیب اور خفیات امور و ما ترون انکوب وغیرہ جن کو جب حضرت محمد
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم نہیں جانتے تھے تعلیم فرماتے اور یہ اسکا فضل ہے
 اور تفسیر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحابہ وسلم اسکا فضل ہے۔
 تفسیر غنی میں ہے و ملک ما لم تکن تعلم الخیر و کی کہ خود ذاتی از خفیات امور و کائنات
 و جمہور کشف اندک آن علم است بلویت حق سبحانہ و جلالت و شہادۃ عودیت نفس قد رمال او
 مدبر الخالق سبحانہ کما ان علم کان و ما یکن است کہ حق سبحانہ تعالیٰ و شہادۃ عودیت
 علی الصلوٰۃ والسلام عطا فرمود چنانچہ و ما ترون انکوب و ما ترون انکوب است کہ در زیر عرش قطرہ در خلق
 من رحمہ لعلت کان و ما یکن پس و التسمیہ بود و الخیر و ما ترون انکوب و ما ترون انکوب است کہ خفیات امور و

علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تعالیٰ کے وہ علم عظیم ہے اور تمہم بالان و ما یکن
 الی یوم القیمہ کو عادی جانتے مخالفت نے غیب کی بعض مقامات کا خلاصہ لکھا جو ان کو مشرق
 یہ جانتے سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیر میں غل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے

علم الہی کے سامنے قلیل ہے مگر قطع نظر اس تعالیٰ کے وہ علم عظیم ہے اور تمہم بالان و ما یکن
 الی یوم القیمہ کو عادی جانتے مخالفت نے غیب کی بعض مقامات کا خلاصہ لکھا جو ان کو مشرق
 یہ جانتے سے بعید ہے اب اس آیت کی تفسیر میں غل کرتا ہوں تاکہ خوب واضح ہو جائے

کہو تا کہ جو قوم دجاستے تھے چنے تعلیم فرماتے اور جو بظفر میں نے کہا ہے کہ وہ پوپت
 و جلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور ان کی تقدیر حال کا پہچاننا ہے اور جو بظفر
 میں فرماتے ہیں کہ وہ ہمہ کان و ہمہ سیکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب و نوح
 میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ احادیث
 صحیحہ میں آیا ہے کہ عرض کیے نیچے ایک قطرہ حیرت علی پیکار کیا کہ اس کے وہ رفیقان
 سے ماکان و ما سیکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب سواک عالم ہو گیا۔ اس کے بعد
 جانب مخالف نے کہ یہ ممکن نہ ہو گا کہ ائمہ و مسلمانوں کو انصاف اللہ التام و
 لیکن الرسول علیہ السلام شیعہ اگر میں سے است محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب
 سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیامت میں دوسری آیتوں پر گواہ ہوتا نہایت ہی اور تفسیر
 نے رحمت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اکی نسبت و گنا
 ہے قولہ اگر اس آیت پر کیا دوسری مطلب ہو تو نہ کہ اجتہاد ہو تو نہ کہ آیت ہے کہ یہ جس نے آیت
 کے نزدیک میں ایک راہ غامض فرمائی کی مگر تعجب نہ یا وہی نہ کی حاکم الشیوب ہو جائے۔
 اقول۔ جانب مخالف کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر شیعہ کا نقطہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی وصیت علیٰ ہر ذی ذی ہو تو یہی نقطہ شک و تہمت اللہ میں تمام امتیازات حصصی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے آل و صحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہو وہاں ہی اگر تمام امتیازات کے دست علم ہر ذی
 تو لازم آئے کہ سب عالم ماکان و سیکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب
 جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس لئے والوں کا خود جانب مخالف کے نزدیک ناقص
 و ضعیف نہایت ہو مطلب یہ ہے کہ قیاس سب سے پہلے تعریف قرآن و احادیث میں لیجئے اور اس کو دریافت
 کر لیجئے کہ اس آیت میں وصیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وراثت سے یا نہیں اسلحا حدیث تفسیر
 معالم التسلیم کہ اس میں بھی اس امام نبوی رحمت اللہ علیہ اس آیت کے تحت میں یہ حدیث از سعید بن مسعود
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قال قال عامر بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومنا بعد
 الصلوٰۃ و ما تروا شیئاً الی یوم النبیۃ ما ذکرک فی مقامہ حدیث حتی اعدا لانت الشیخ
 علیہ رؤس النخل و اطراف الجحش قال ما ادری من من الدیایا فیما یضی عنہ

کہو تا کہ جو قوم دجاستے تھے چنے تعلیم فرماتے اور جو بظفر میں نے کہا ہے کہ وہ پوپت و جلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور ان کی تقدیر حال کا پہچاننا ہے اور جو بظفر میں فرماتے ہیں کہ وہ ہمہ کان و ہمہ سیکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب و نوح میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ عرض کیے نیچے ایک قطرہ حیرت علی پیکار کیا کہ اس کے وہ رفیقان سے ماکان و ما سیکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب سواک عالم ہو گیا۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کہ یہ ممکن نہ ہو گا کہ ائمہ و مسلمانوں کو انصاف اللہ التام و لیکن الرسول علیہ السلام شیعہ اگر میں سے است محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیامت میں دوسری آیتوں پر گواہ ہوتا نہایت ہی اور تفسیر نے رحمت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اکی نسبت و گنا ہے قولہ اگر اس آیت پر کیا دوسری مطلب ہو تو نہ کہ اجتہاد ہو تو نہ کہ آیت ہے کہ یہ جس نے آیت کے نزدیک میں ایک راہ غامض فرمائی کی مگر تعجب نہ یا وہی نہ کی حاکم الشیوب ہو جائے۔ اقول۔ جانب مخالف کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر شیعہ کا نقطہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت علیٰ ہر ذی ذی ہو تو یہی نقطہ شک و تہمت اللہ میں تمام امتیازات حصصی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و صحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہو وہاں ہی اگر تمام امتیازات کے دست علم ہر ذی تو لازم آئے کہ سب عالم ماکان و سیکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس لئے والوں کا خود جانب مخالف کے نزدیک ناقص و ضعیف نہایت ہو مطلب یہ ہے کہ قیاس سب سے پہلے تعریف قرآن و احادیث میں لیجئے اور اس کو دریافت کر لیجئے کہ اس آیت میں وصیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وراثت سے یا نہیں اسلحا حدیث تفسیر معالم التسلیم کہ اس میں بھی اس امام نبوی رحمت اللہ علیہ اس آیت کے تحت میں یہ حدیث از سعید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قال قال عامر بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومنا بعد الصلوٰۃ و ما تروا شیئاً الی یوم النبیۃ ما ذکرک فی مقامہ حدیث حتی اعدا لانت الشیخ علیہ رؤس النخل و اطراف الجحش قال ما ادری من من الدیایا فیما یضی عنہ

کہو تا کہ جو قوم دجاستے تھے چنے تعلیم فرماتے اور جو بظفر میں نے کہا ہے کہ وہ پوپت و جلال حق کا جاننا اور اپنے نفس کی عبودیت اور ان کی تقدیر حال کا پہچاننا ہے اور جو بظفر میں فرماتے ہیں کہ وہ ہمہ کان و ہمہ سیکون کا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے شب و نوح میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ عرض کیے نیچے ایک قطرہ حیرت علی پیکار کیا کہ اس کے وہ رفیقان سے ماکان و ما سیکون یعنی گذشتہ اور آئندہ کے سب سواک عالم ہو گیا۔ اس کے بعد جانب مخالف نے کہ یہ ممکن نہ ہو گا کہ ائمہ و مسلمانوں کو انصاف اللہ التام و لیکن الرسول علیہ السلام شیعہ اگر میں سے است محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیامت میں دوسری آیتوں پر گواہ ہوتا نہایت ہی اور تفسیر نے رحمت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے تحت میں بیان کی ہے اکی نسبت و گنا ہے قولہ اگر اس آیت پر کیا دوسری مطلب ہو تو نہ کہ اجتہاد ہو تو نہ کہ آیت ہے کہ یہ جس نے آیت کے نزدیک میں ایک راہ غامض فرمائی کی مگر تعجب نہ یا وہی نہ کی حاکم الشیوب ہو جائے۔ اقول۔ جانب مخالف کا یہ دعویٰ ہے کہ اگر شیعہ کا نقطہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وصیت علیٰ ہر ذی ذی ہو تو یہی نقطہ شک و تہمت اللہ میں تمام امتیازات حصصی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آل و صحابہ وسلم کے لئے استعمال کیا گیا ہو وہاں ہی اگر تمام امتیازات کے دست علم ہر ذی تو لازم آئے کہ سب عالم ماکان و سیکون ہوں۔ جانب مخالف کے اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ سب جانب مخالف کا قیاس ہے اور قیاس اس لئے والوں کا خود جانب مخالف کے نزدیک ناقص و ضعیف نہایت ہو مطلب یہ ہے کہ قیاس سب سے پہلے تعریف قرآن و احادیث میں لیجئے اور اس کو دریافت کر لیجئے کہ اس آیت میں وصیت علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر وراثت سے یا نہیں اسلحا حدیث تفسیر معالم التسلیم کہ اس میں بھی اس امام نبوی رحمت اللہ علیہ اس آیت کے تحت میں یہ حدیث از سعید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے قال قال عامر بن عبد اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومنا بعد الصلوٰۃ و ما تروا شیئاً الی یوم النبیۃ ما ذکرک فی مقامہ حدیث حتی اعدا لانت الشیخ علیہ رؤس النخل و اطراف الجحش قال ما ادری من من الدیایا فیما یضی عنہ

[illegible]

خود ہی کافی ہو اور کسی دوسری شہادت کی محتاج نہیں ان سے قطع نظر کہجے اور یہ غور فرمائیے
 کہ ایک ہی لفظ کے معنی ہر شخص کی نسبت سے ایک ہوا ہونے ضرور نہیں بلکہ کبھی ایک لفظ کے
 معنی ایک شخص کی نسبت سے کچھ ہوتے ہیں اور دوسرے کی نسبت کچھ اور چنانچہ مسطورہ آیت
 و علیہ السلام مختلف القول مختلف معانی میں متعمل ہوتے ہیں اور انکی بھی کوئی تفسیر نہیں بلکہ
 تمام الفاظ مختلف مواقع پر مختلف معانی میں متعمل ہوتے ہیں۔ کریم و مکر اللہ میں ایک
 ہی لفظ کریم ہے جو ایک جگہ کفار کے لئے اور دوسری جگہ حق تعالیٰ کے لئے استعمال کیا گیا
 ہے اور ایک جگہ معنی کچھ میں اور دوسری جگہ کچھ اور حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت آدم
 علیہ السلام کی نسبت کلام اللہ میں لفظ ظلم وارد ہے فرمایا آلہ الذاریات ائت سبحانہ اللہ
 کت من الظالمین و قولہ تعالیٰ ائت سبحانہ اللہ کت من الظالمین و قولہ تعالیٰ ائت سبحانہ اللہ کت من الظالمین
 یعنی ترک اولی ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ماکان یقول
آیت کہ علی کہیں ہر دو بزرگ نمود و نسبت مذکورہ اللہ ظلم حق بنمود بلکہ ترک اولی۔ دوسری آیت
آیت ذال عہد الظالمین میں ظلم کے معنی تقبیح و فسق میں مراد ہیں چنانچہ یہی شاہ صاحب
اللہ تعالیٰ تفسیر میں آیت ذال عہد الظالمین کی نسبت فرماتے ہیں۔ و آیت الظالمین حق
است کہ فسق است۔ غرض کہ ایک جگہ ایک لفظ سے کچھ مراد ہوتی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور
 اسی لفظ شہادت کو نہ دیکھ لیجئے کہ یہاں آیت کے لئے بمعنی گواہی متعمل ہوا اور واللہ
 علی کل شئی شہید میں بمعنی ظلم کے۔ اگر جانب مخالف کے قاعدہ کے بموجب تفسیر شریعی
 ظلم ہو ہی نہ سکے تو اس آیت سے اللہ جل شانہ کا ظلم ہونا بھی ثابت نہ ہو سکے گا معاذ اللہ
 پس جانب مخالف کو یہ خیال کر لینا تھا کہ ہاں نہ ہے کہ آیت کی نسبت جو لفظ شہادت متعمل ہوا
 وہ اور معنی میں ہوا اور سرور اکرم کی نسبت جو متعمل ہوا وہ ظلم کے معنی میں ہو جیسا کہ سرور
 فرمایا ہے۔ حضرت مولانا مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی جنکو جانب مخالف حضرت
 ابوذر گنجنے میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں بلکہ متیوں گفت کہ شہادت و شہاد بمعنی
 گواہی نیست بلکہ بمعنی اطلاع و نگہبانی است تا از جادۂ حق رسوں زد و چنانچہ اللہ جل شانہ
 شہاد و از قول حضرت علی کہ گفت علیہم شہدا ما دعوتہم فہم علیہم شہدا و تفسیر کنش انت المرعوب

علیہم وقت علی کل شیء شہید و چون اس نگہبانی و اطلاع طریق نقل شہادت است
و نقل شہادت کہلے اولے شہادت می باشد و در احادیث اس شہادت را بگو ای روز قیامت
تفسیر فرمودہ اند میاتلہ اصل المعنی لا تفسیر اللفظ پس اب بخوبی ظاہر ہو گیا کہ لفظ شہادت
جو امت مرحومہ کے لئے استعمال فرمایا گیا ہے گواہی کے معنی میں ہے جیسا کہ اوپر تفسیر سے
نقل کیا گیا ہے اور اس موقع پر کہ جناب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت لفظ
ہو ہے اطلاع اور نگہبانی کے معنی میں ہے چنانچہ واللہ علی کل شیء شہید اور کنت علیہم شہید
میں کلام اللہ میں ہی اسی معنی میں استعمال ہوا ہے چونکہ نگہبانی اور اطلاع طریق نقل شہادت
کو روز قیامت کی گواہی سے تفسیر فرمایا اور یہ حاصل معنی کا بیان ہے نہ الفاظ کی تفسیر میں
زیادہ کا دعویٰ ثابت ہو گیا اور جانب مخالف کو کوئی عمل اعتراض نہ رہا۔

تائید جانب مخالف کو یہ بھی مسلم نہیں کہ مفسرین نے آیہ شریفہ - و کذا اللہ
جعلناکم امة وسطا لعلکم توعظون شہداء علی الناس و یكون الرسول علیکم
شہید اسے کیا مراد اولیٰ ہے اس لئے کہ ان کا یہ خیال ہے کہ شہید دونوں جگہ
ایک ہی معنی میں ہے اور جہاں امت کے لئے ارشاد ہوا ہے اس سے تمام امت مراد
ہے اگر ہم اس موقع پر جانب مخالف کے فرمایکے بموجب فرض بھی کر لیں کہ لفظ شہید
دونوں جگہ ایک ہی معنی کے لئے ہے تو بھی ان کا مقصود ثابت نہ ہو سکیگا اس لئے کہ تمام
امت اولیٰ سے ہر ایک سب کا گواہ ہونا مراد نہیں ہے جو جانب مخالف نے اعتراض کر کے
کہ جس کے لئے علم غیب کا ثبوت لازم آئے گا بلکہ یہاں امت سے مہاجرین اولین
اور انصار سابقین یا علماء مجتہدین مراد ہیں کہ جن کا اجماع غلط ہو ممکن نہیں وہ حضور
العالین میں شہادت کے لئے منظور فرماتے تھے میں اللہم ادرقنا ایتاعہم و احسن
معہم چنانچہ شاہ صاحب موصوف اسی تفسیر میں فرماتے ہیں - و ہذا تفسیر
است بذیت و یحسب کہ از بعضی قدائے مفسرین منقول شدہ از اکثر اشکالات مذکور
جاتا ہے بدعا حملش آگے - و کذا اللہ جعلناکم امة وسطا لعلکم توعظون
خطیب گسانے ائمہ قاریوں نے قبلین گذارہ اند معنی مہاجرین اولین و انصار سابقین

انما است ظاہر علی کل شیء

لہذا کہ ہر شیء کو علم و گواہی
ہو جائے کہ ہر شیء کو علم و گواہی
ہو جائے کہ ہر شیء کو علم و گواہی
ہو جائے کہ ہر شیء کو علم و گواہی

لیکن اگر وہ دنیا تمام است را از اول تا آخر علیٰ کفیم فائدہ حکیمت پریم میگردد و نیز اگر بعد
 انصاف کے تمام اوقات بیکس باقی نخواستند کہ قول ایشان برے بخت تواند شد پس ہم خود
 کہ مراد اہل ہر زمانہ اند و چل اہل ہر زمانہ مخلوقی باشند عالم و باطن و صانع و ماسخ و ماسخ و ماسخ
 موجودی شوند بقدر اتنی مقدار معلوم شد کہ اعتبار با گذشتہ علماتے بجهت ان مشہور است نہ غیر
 ایشان ہر حال اجماع ایشان بر خطا ممکن نیست و الا یہ است خیال و عقل نباشد و در بین
 ایشان ہم دیگر فتنے نہ اند و این شرع است تعلیم کہیں است و بدست آید و بدست آید و بدست آید
 چنانچہ حکم غیر معصوم از خطا واجب القبول است بچنان حکم این است باجماع معصوم از خطا و اولاً
 اس عبادت سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ تمام است اول سے آخر تک مراد نہیں بلکہ کبرائے است
 مراد ہیں پس ہم کو تسلیم کر لیتے است کو بھی "وہ ذی بظلال فرماتی بانی کو اور بھی عقیدہ اہل
 سنت کا ہے البتہ معتزلی انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سوائے حضرت مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے کسی نبی کو علم حاصل نہیں اور ثانی شروع ہوا سیدنا نبی علیہ السلام میں جو قال فی طوفان الملقن
 اطلا عن العبد علی غریب من غریب اللہ تعالیٰ بنور وحدہ بدلیٰ خبر اتقوا اولیٰ من
 المؤمنین فانہ یمنظر من نور اللہ لا یتغرب و ہر بھی گنت بصر الذی یبصر المؤمنان
 الحق بصر فاطمہ علیٰ علیہ السلام لا یتغرب و اتقی امر ہے کہ سب معصومین حدیث شریف
 پروردگار ہر مینائی ہو میں کا طیب پر طلع ہونا کیا بعید ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہات
 زبدۃ الاسرار میں حضرت محبوب سبحانی سید علیہ السلام و جلالی و کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ قال
 رضی اللہ عنہما یا اطفال ہلموا وخذوا عن ابی الیوم الذی کلامہ سراحل لہ
 و عن کہ رجبی ان الامم انما ہما امتان یمنسون علی و انما یولونہ عینی فی اللوح
 المصنوع انما خافس فی رجب و عنہ اللہ اب بترہ قبلی و کریم اس عبادت سے ثابت ہو گیا کہ کبرائے
 اور اشعیا و اولیا و شریعت جاتے میں اودان کی آنکھ کہ پٹی ویرا مخطوط میں دیکھی ہے اور وہ
 اللہ تعالیٰ کے علم کے دریا میں غوطہ زن رہتے ہیں مولانا جامی قدس سرہ سہی افغانی نے
 میں حضرت خواجہ میرا و الدین قشہ بندہ اللہ سے نقل فرماتے ہیں۔

حضرت ملا جلال علیہ الرحمۃ و الرضوان میگفتہ انکہ میں در نظر میں طالعہ چوں سفیر است

نہایت ہم را سخا کرد و ان طالع را در حدیثی از امام علیہ السلام بیان فرمائی

وہابی گوئی میں چوں کہ دے تاتھے استیج انظر ایشان لما تہایست یعنی حضرت عزیزان رحمہ اللہ
تھانے یہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیاد کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہو اور حضرت
خواجہ بہاد الدین نقشبند فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ دوسے ناموں کی مثل ہے اور کوئی چیز انجی
نظر سے مناسب نہیں امام امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فقہ اکبر میں اور
درجہ جلال الدین سیوطی نے جامع کیا میں عارف ابن مالک اور عارف ابن فہم انصاری
سے اور طبری اور ابو نعیم نے عارف ابن مالک انصاری سے روایت کی جو قال ابن
یوسفی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال کیف جئت بأحدنا قال جئت موعنا حقاً
فقال انظر أقول فان کل شیء حقیقۃ ومأخوذاً ایمانک قلت قد عرفت المعنی
عن ابن سیرین استمر الدائم ایضاً وانظروا ہجاری وکافی انظر الخ عرش ربی
انظر انظر الخ اهل الجنة یلقوا ورون فیہا وکافی انظر الخ عن ابن سیرین
یتصافون ربی وروایہ یستأذنون فیہا فقال ولما شرعتم فالزموا لہا انکشافاً
رواہ ابن سیرین قال صلی اللہ علیہ وسلم وانت اسرعا فہو اللہ قلبہ عرفت ولازم اور
سی تہذیب جلال الدین سیوطی نے مثنوی معنوی میں

فرمایا ہے جو بطریق انصاف اس مختصر میں نقل کیا جاتا ہے وہ وحی خدا۔

کیف محبت اے رفیق با وفا
 کو نشان از باغ ایدیاں گر شگفت
 شب غم من ز عشق و سوز
 کز سپر بخیزد توک سنان
 حدیث ازل سال و یکساعت یکست
 چهل روزه است الا اوقات
 بست پیدا تو بت پیش شمن
 زنج گندم کن ز سج دور آسما
 پیش من پیدا تو سوز و آهی است
 لب گزینش مصطفی یعنی کریم

گفت پخت به صاحب زید را
گفت همه نوزادان ز روش گفت
گفت لشکر او و هم من روزگار
کار و نوبت چه گشته چنان
که از آن سو جلد وقت بکشد
ز دست دل را و ابد را آقا
چند گفت بهفت و در پیش
یک بیک و می شناسم غسلی
از پیشانی که و بیکارگی
من بگویم با غرضم غسلی

امام صاحب کی روایت کے تحت ہے کہ اگر کسی کو مرنے کی اطلاع ملے تو اسے اپنے گھر یا کسی اور مکان میں لے جانا چاہیے اور وہاں پر نماز پڑھ کر اور دعا مانگ کر مرنا چاہیے۔

[illegible]

اور امام شہرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں۔ قرأ ما شئت من القرآن على الخواص رضى الله
عنه فانهم يسمعونه يقول لا يكمل الرجل عندنا حتى يعلم حركات سرور في
اقبالها في الاصلاب وهو فطنة من يوم الست هو كبر الى استقراره في
الجنة اذ في النار معني بها من شيخ سيد علي خوامس جلالته في قرآنك ما تزدرك توادى
عجبك كل انهم هو جنتك اس كواشع حركي حركتي من كواشع كواشع من معلوم معلوم
يعني جنتك من معلوم كواشع كواشع الست من كواشع كواشع من كواشع من كواشع
حركات كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع كواشع
من حضرت پیران پیر دستگیر حضرت محبوب بھائی شیدائے شیعہ محی الدین علیہ السلام جلیل القدر
فرماتے فرماتے ہیں۔

نقلنا الى بلاد الله جمعا

کے، ان کے معلوم ہوں تو اگر

باب اللہ کے اولیاء کو تو ہم بلا اللہ مثل رانی کے دانی کے معلوم ہوں تو اگر یہ فی الواقعہ قول حقوڑی دہرے کے تسلیم ہی کر سکیں اور لفظ شہادت کے دونوں جگہ ایک ہی معنی لائے جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں اس کو جب کہ لائے امت گو وہ ٹھہرے اور انکو ملائے غیب بعد ائے عالم حقیقی میرے تو اگر شہادت کا لفظ ان حضرات کیلئے ہی ثبوت علم ہوگا تو بیشک حق اور بجا ہے۔ اب یہ مخالف کو اسی طرح کا موقع نہیں تسلیم کریں خاصاً میں اس کے بعد جانب مخالف نے کو یہ دعا موعود علی الغیب یصلیٰ کی طرف توجہ

و چون که از این جهت است که اگر کسی از این علم آگاه شود و آنست که علم اکوستیک است که

Handwritten text: *Handwritten text, possibly a signature or name, written vertically.*

فرمائی ہے اور کہیں اختلاف قرار اور اختلاف مرجع فقیر ہو کو محض بیفائدہ نقل کیا ہے بلکہ
 قطعی مضر نہیں نہ اس کا مدعا ثابت نہ ہوا ہے نہ دعا کو نقصان بلکہ وہ ہمارے موافق ہی اس
 لئے کہ اگر جانب مخالف کی مرضی کے موافق ظہور اللہ سے ان میں تو باہم مخالفت کا نزدیک
 آیت کے معنی ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب کی بات بتانے پر
 متہم نہیں کہ بغیر علم کہیں کہ جسکو یہ علم ہے یہ ثابت کسی کی ان پر نہیں لگ سکتی پس جب
 مخالف کی اس تقریر سے یہ مرگز ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت کو سورہ طہ کے علم اللہ نے
 مرحمت نہ فرمایا تھا بلکہ اس سے یہ ظاہر ہے کہ آپ کو علم تھا اور اسی وجہ سے آپ پر بغیر علم
 کہہ دینے کی تہمت نہیں لگ سکتی اور اگر جانب مخالف کی رائے کے موافق ہو کام میں قرآن
 ہو تو بھی کچھ مضر نہیں بلکہ ہمارا ہی مدعا ثابت ہو اس لئے کہ کلام اللہ میں جس احیاء کا علم ہو
 چنانچہ ارشاد فرمایا و نزول علیہ الذلک اب بلیان انکلی شیور یعنی اے محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو تم پر کبھی نہ صبح ہے اور یہ علم کہ حضرت اس کے
 عالم تو بیشک جس احیاء کے عالم ہونے نہ معلوم کہ اس آیت کے متعلق جانب مخالف کیوں
 بحث کی جبکہ وہ اس سے اپنے مدعا کے موافق ایک حرف ثابت نہ کر سکے البتہ اپنے خلاف
 مدعا کی چٹید کی ہم ان کی اس عنایت کے سنوں میں اسے ہی جانب مخالف نے زیر بحث لیا
 وما کان عندہ من علم علی الغیب لکن اللہ یخفی من رسلہ من یشاء کے
 متعلق ہیں وہ بے فائدہ تقریر کی ہے جس سے ان کے مدعا کو کچھ ربط نہیں بلکہ خلاف
 مدعا ثابت ہوتا ہے کسی مفسر کا یہ کہہ دینا کہ ایسا ہی آید و غیورہ بعض الغیبات
 نقص علم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مرگز وال نہیں اس لئے کہ ہمارے جو کلام
 نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مضبوط ہے مطلع فرمایا جاتا ہوا و جب تمام کلام اللہ
 نازل ہو چکا تو تمام احیاء پر اظہار ہو گئی ہو چنانچہ شیاء مطلقاً تمام کلام اللہ کی صفت
 ہے نہ بعض کی پس جانز ہے کہ یہ نزول قرآن شریف میں بعض بعض میں چلتا چلتا
 کلام اللہ نازل تھا علم ہوتا ہو اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس احیاء کا علم ہو ایک وہ سر سے کہ بغیر میں انہی کا کوئی

وما کان عندہ من علم علی الغیب لکن اللہ یخفی من رسلہ من یشاء

نقل ہے یا جانب مخالف ثبوت کے نفی، خدا ہاتھ میں اہل علم کے نزدیک کسی طرح اس ہاتھ
 سے حضور کے عدم علم یا انفس علم پر استدلال ممکن نہیں مگر جانب مخالف تو حکیم اندریہ و شیش
 بالمشیش تنکے کا سبارا آٹھونڈتے ہیں اور عبارات اثبات کو نفی کی زبان سمجھتے ہیں یہ
 کچھ ایسی ساقی ہے آنکھوں میں آنکی ہر عہد دیکھتے ہیں نفی ہی نفی سے

۱۰۔ چند پید اسی شود از دوردنپدار و نفی است علامہ ہمیں جمیع اشیاء کے بغیر یوں کہ بعض بھی
 تو جس کو حق تعالیٰ جمیع اشیاء کا علم حرکت فرمائے کر سکتے ہیں کہ اس کو بعض غیوب کا علم ہے
 سلیقہ بھی تو درکار ہے مگر یہ سمجھ میں آسکے کہ بعض غیوب کیسے، اشیاء کے منافی نہیں ہے
 ہنوز طفلی و از نوش و لیش بخیری ز علم غیر یہ اچھل خویش بخیری

ہنوز جناب کو یہ غیر نہیں کہ بعض غیوب میں اشیاء سے ایسا ہو سکتے ہیں کیونکہ جمیع اشیاء
 اتنا ہی اور غیوب غیر غنا ہی اور غیر تمام غیب بھی طرح ثابت کرتے ہیں کہ مفسرین کا نبی
 علیہ السلام تعالیٰ علیہ السلام کی نسبت بعض غیب یا اس کی مثل اور کوئی فنڈ لکھتا اس عظمت کے
 منافی نہیں اس لئے کہ وہ نیست علم الہی کے کہتے ہیں اور عیشک تمام آسمانوں اور زمینوں کے
 غیوب جناب ہادی عزا احمد کے علم کا ایک قطرہ ہیں اور تمام مخلوق کا علم اس کے مقابل میں
 قلیل چنانچہ ارشاد ہوا و ما اوتینکم من العلم الا قلیلاً چونکہ ابتداء یہاں جناب اس
 مطلب پر کافی بحث کر چکا ہوں اسلئے یہاں چھوڑتا ہوں یہی صاحب روض البیان جن سے
 اپنے بعض کا لفظ نقل کر کے اپنے مدعا کو جس سے کوسوں دور جو ثابت کرتا چاہتا ہے وہی
 تفسیر روض البیان کی جلد سادس صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں و کفی اصدار علیہ عجیباً معجم
 العلویۃ النبویۃ الذکوۃ کما جاء فی حدیثنا اختصاراً مشککہ اس عبارت کو معجم
 ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم جمیع معلومات جلیبہ لکھو فیہ پر محیط ہے پھر کیا انہی حساب
 روض البیان نے اس علم سے انکار کیا ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں آپ ہی عبارت کے کچھ میں خطا
 ہوئی اب یہ بھی ملحوظ ہے کہ اسی آیت ما کان اللہ کی شان نزول میں ہی اسلئے امام غزالی
 نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر
 میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور

ما کان اللہ کی شان نزول میں ہی اسلئے امام غزالی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور

ما کان اللہ کی شان نزول میں ہی اسلئے امام غزالی نے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر میری امت کی صورتیں پیش کی گئیں جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور

اللہ لیعلم ان خزانہ اللہ دھرم سے لیکھا تھا جو اس وقت وہاں تھا خدا سے لے لیا
 خزانہ حبیب و سلو و کلمہ اللہ اس وقت سے لے لیا اور کلمہ اللہ اس وقت سے لے لیا
 لا اقول انکرم هذا اسم الله قال فی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیہ صلاتا و صلیکون
 یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا فرمایا کہ اسے حبیب مکرم آپ گفتار و مشرکین سے فرما
 دیجئے کہ اسے گفتار بیکار میں تم سے یہ دھرم نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے
 ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا
 کہ سلو ہو جانتے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر
 ان کی عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و اہمیت کا
 علم اس کے بعد اس کا جو اس کا علم اللہ تعالیٰ یعنی میں تم سے یہ دھرم نہیں کرتا
 کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ باوجود کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ میرے پاس
 جو کچھ ہونے والے سب کا علم مجھے عطا ہیں۔ اب ان تفاسیر کی عبارت پر غور فرمایا کہ
 انشاف فرمائیے کہ جانب مخالفانے ان آیات سے حضور کے علم کے احکام پر استدلال
 کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے۔ تو ان کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دھرم کو عدم
 علم پر استدلال کرنا اس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

قولہ علمت ما کان وما سیکون میں جو فقط ان دفعی کا معنی ہے یہ باعث سبب اپنے
 حد فی معنی کے زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہے اس سے گذشتہ زمانہ میں زمانی چیزوں
 کا تحقق ثابت ہوتا ہے۔ اگر مسلم انہی چیزوں کے ساتھ متعلق ہوا ہے جیسا کہ علمت
 ما کان وما سیکون سے ظاہر ہے تو وہ علم ازلی نہیں کیونکہ وہ خود زمانہ ہے۔ نہ
 زمانیات کا ظرف۔

اقول اس موقع پر جانب مخالف کو بھی کرم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کے علم سے جو زمانہ متعلق
 یعنی دور الخلق سے قیامت تک کا زمانہ کہ وہ علم ہے انکار نہیں اور نہ باوجود اس صراحت
 کے انکار ہو سکتا ہے مگر ایسا عالم میں انہی حضرات کی تقاریر سے انکار بھی ہے جو ایک چیز پر انکار
 کرتے ہیں۔ اس میں جو جانب مخالف کا کان کے معنی میں مذکور ہے اس کو صرف فرمایا اس کو بھی لا حظ

وہ کلمہ اللہ اس وقت سے لے لیا۔ لہذا یہ صریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا فرمایا کہ اسے حبیب مکرم آپ گفتار و مشرکین سے فرما دیجئے کہ اسے گفتار بیکار میں تم سے یہ دھرم نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ سلو ہو جانتے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں۔ لیکن حضور لوگوں سے بقدر ان کی عقل و فہم کے کلام فرماتے ہیں اور وہ خزانے تمام چیزوں کی حقیقت و اہمیت کا علم اس کے بعد اس کا جو اس کا علم اللہ تعالیٰ یعنی میں تم سے یہ دھرم نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ باوجود کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ میرے پاس جو کچھ ہونے والے سب کا علم مجھے عطا ہیں۔ اب ان تفاسیر کی عبارت پر غور فرمایا کہ انشاف فرمائیے کہ جانب مخالفانے ان آیات سے حضور کے علم کے احکام پر استدلال کرنے میں کیسا ظلم صریح کیا ہے۔ تو ان کو عدم علم کی دلیل بنانا اور عدم دھرم کو عدم علم پر استدلال کرنا اس درجہ کی انتہائی جہالت ہے۔

[illegible]

ان میں بھی قیام قیامت تک توفیق نصیب ہوگا کہ ان سے دوبارہ بھی نہ بچاؤ نہ ہو۔ اور یہاں
 سے ان لوگوں کے پاس سے یہ چیزیں نہ ہوں کہ ان کے لئے جو ان کے لئے ہیں۔ اور ان کے لئے
 بالکل اموال اللہ کے علیہ ان کے اموال ہوں اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 ہے جبہ جو لوگ قیام قیامت کے لئے توفیق نصیب ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 آگ اور قیامت کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 یعنی اب جو لوگوں کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 قیامت کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 سفر ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 ہے جو لوگوں کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 قرب میں ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 ہونے کے بعد بھی اس میں رہنا قرب میں ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 ایک کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 تھی جو نظر ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔

قولہ علقت ما کان وہاں ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 میں نے جو کچھ دیکھا ہے کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 اقول ذرا تو انصاف فرمائیے جب قیامت کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 و ذرا میں اٹھ ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 اس وقت میں تسلیم فرماتا ہوں کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 سیاہ کے ہیں مسند علیہ السلام کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔
 خیر اب تسلیم فرماتے ہو کہ ان کے لئے ہوں کہ ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔ اور ان کے لئے ہوں۔

وہم بخالف جانب مخالف اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴ پر جو وہم کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ آیہ شریفہ وعلت ما خلقناکم نزل کے نزول کے بعد بھی وحی نازل ہوئی تو اگر اس آیہ شریفہ ہی سے جمیع اشیا کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو تو نزول وحی اس آیہ شریفہ کے نزول کے بعد کیوں ہوا۔ اور اس کا فائدہ کیا ہے؟ اللہ اللہ کیا علم تقریب بھلا ان حضرات کو ابھی تک نہیں سمجھیں کہ کلام اللہ میں احکام کرنا نازل ہوتے ہیں آیتیں مکرر آئیں۔ کئی سورتوں کا نزول علما نے مکرر بتایا ہے۔ پھر کیا شہرہ اور جو شہرہ بیان کر کے علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اٹکا دیا ہے وہی شہرہ ان کہہ نون میں کر کے ان کے کلام اللہ ہو گیا انکار کرنا ممکن ہے خدا محفوظ رکھے ایسے قصے کہ جو حق اور ناحق میں تیز نہ ہوتے۔ ایسی غرائب و کتب اس نازل تھی جس کی طرف تو پھر کبھی نہ مگر صرف اس نظر سے کہ لوگ دھوکہ نہ کھائیں ایک عبارت نکلی جاتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیات کے نزول میں بھی تکرار ہوتی ہے۔ اور کیوں اور کس نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث معراج کجسملہ فاسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوٰۃ الخمس وراعی نواہیہم سورۃ البقرة کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ الباری اپنی کتاب مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں تحریر فرماتے ہیں یسئل ہکذا ایكون سورۃ البقرة مملوۃ وقصۃ المصراع کما تفاق مکینا یعنی معراج میں نواہی سورۃ بقرہ دے جانے پر یہ اشکال آتا ہے کہ سورۃ بقرہ مملی ہے۔ مگر میں نازل ہوئی اور قصہ معراج بالاتفاق مملی ہے تو معراج کے ہوتی تو جب نواہی سورۃ بقرہ معراج میں ملاحظہ ہو چکی تھی تو پھر یہ نہ میں انکا نزول کیوں ہوا اور اس سے کیا فائدہ دے؟ اعتراض بعوضہ جانب مخالف کا سراغ اعتراض کو اس کے جواب میں علامہ علی قاری نے فرماتے ہیں کہ حاصل اللہ ما وقع عند ازالہ الوحی فیہ تعظیلا لہا ما اضافہ فاوحی اللہ الیہ فی ثلاث الفیلۃ بقرہ واسطۃ اجلیہ وعلیہ وھذا اولہم ان جمیع القرآن نزل بواسطۃ جبریل اب ثابت ہوا کہ اول شب معراج میں بلا واسطہ وحی ہوئی پھر بواسطہ جبریل علیہ السلام کے تعظیم اور اہتمام شان حضور

نسخہ خطی جامعہ اسلامیہ
 لاہور

نسخہ خطی جامعہ اسلامیہ
 لاہور

نسخہ خطی جامعہ اسلامیہ
 لاہور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے وحی نازل ہوئی پس صاحب عقل دریافت کر سکتا ہے
 کہ ایسے اعتراض برہانائے تعصب و عناد میں تفسیر مذکورہ التشریح مطبوعہ کے مذاہب میں
 (فالحمد للکتاب العکبرہ وقیل مدانیۃ ولا حرجاً فیما ملکیۃ ومدنیۃ نزولت بمکنت
 حلیۃ قوضت الصلوۃ فمؤذات بالمذاہبۃ احسن حولت القبلة الخ الکلیۃ اب
 جانب مخالف سے استفسار ہے کہ سورۃ فاتحہ دوسری مرتبہ جب مدینہ میں نازل ہوئی
 تو اس کے نزول سے کچھ فائدہ ہوا یا نہیں۔ فاما وجواب کہ وہ جواباً معہذا قرآن
 عظیم وحی دائمی و استمراری ہے یوم القیمہ اس کا ایک ایک لفظ امت مرحومہ کے توحید و
 وسعت و کثرت و حفظ و نظراً و فکر آئینہ ہر کلمات کا شمر اور آئینہ مجتہدین و مفسرین اللہ تعالیٰ
 علیہم جمیع کا استنباط احکام میں پہلا مرجع و مخرج اور جس قدر سے حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو علوم حاصل ہوئے مجتہدین و ادیبان و علماء کو بھی اسی قدر کافی ہوتا تو انہی سے علم
 کے لائق قرآن عظیم سے انہی علوم کے لئے زیادہ کی حاجت نہ پڑتا محض فضل و منور
 علاوہ ہر یہ اس تقدیر پر ہے کہ علم توحیدی تعلیم کو نہ بان نزول آید سے پہلے منقض ہو جاتے
 پر دلالت کرے حالانکہ یہ منور ہے خود قرآن پاک میں ارشاد ہوا انزلنا علیک
 الکتاب بلیغاً و مبکی شیخ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں وقت یہ آیت اتیری تمام کتب
 نازل ہو چکی تھی اس کے بعد کچھ نہ آتا و لکن الفیعل ینافی عدم یجہلون جانب مخالف
 نے یہ بھی اعتراض کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ظہار کے مسئلہ میں بعد
 کفارہ کے عود کا جائز ہونا معلوم نہیں تھا یہ اعتراض جانب مخالف ہی کے قول سے رد
 ہو گا چنانچہ وہ اپنے رسالہ اعلام کلمۃ الحق کے ص ۲۶ میں تفسیر خازن سے عبارت
 نقل کر کے فرماتے ہیں و علیہ السلام لکن تعلیم یعنی من احکام الشیخ و امور
 الذہن) تو علم شرع کے احکام اور دین کے کام مراد ہونے لگتے بلکہ اب نہ ہے
 کہ جب آپ کے نزدیک بھی اس آیت شریفہ سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے
 شرع کے احکام کا علم ثابت ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بعد کفارہ کے
 عود کا جائز ہونا جو ایک شرعی حکم ہے کیوں معلوم نہ تھا۔ جانب مخالف اسی رسالہ کے

اس قول سے اسکا جواب
 ان الفاظ سے متعلق جانب مخالف کا جواب اور اس کے قول سے اسکا جواب

مست میں فرماتے ہیں۔ قلت۔ والذکر تعلیم میں آیت دہی امور فقہاء و مذہبات حکم ہے اور
انکام شرعیہ اور معلوم کیا ہے جو شرعاً مطلقہ کوئی کے شایاں اور تمام رسالت کے مندرجہ اور ہیں
مرا ہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ شرع و تعلیم کے مابین توکل و تعلیم ثابت ہے
کہ انصاف علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی اس لئے کہ کوئی حکم
شرعی ایسا نہیں ہے جو شرعاً مطلقہ کے شریاں ہو پس لامحالہ تمام احکام شرعیہ کا
علم انصاف علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہو چاہے مخالف کو بھی معلوم اور انکے نزدیک اس
آیت شریفہ سے ثابت لیکن تعجب ہے کہ پھر یہ کہہ دیا کہ بعض احکام شرعیہ کا علم انصاف علی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کو اس آیت کے نزول تک نہ تھا اب صاحبان عقل انصاف فرمائیں کہ ایک
جگہ اس آیت سے تمام احکام شرعیہ کا علم ہوا کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تسلیم کر لیا
اور پھر اسی کا انکار کیا کسی دلیل ہر ش کا کلام ہے اور لیجئے جانب مخالف کو یہ وہم ہوا
کہ کوئی عام ایسا نہیں ہے جو خاص نہ کر لیا گیا ہو اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قول دوسرا
من عام ولا یفرض عندہ النص اللہ لہذا میں پیش کیا اس سے معلوم ہوا کہ
مسئلہ صاحب و کتب دینیہ کے لئے کہ کبھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور اگر ہوا بھی تو عقوبت
بجائے سے غور و فکر اس لئے کہ کتب اصول فقہ میں جہاں یہ آیت مذکور ہو وہیں اس کا
رہ بھی ہے اور یہ ضرور ہے کہ خشوں کے نزدیک یہ قاعدہ معتبر نہیں اور نہ شافعیوں
کے نزدیک اس کی کلیتہً صحیح ہے کہ اگر ہر عام خاص ہو جائے تو وہیں کیا معتبر اور
اعت کیا قابل اعتبار ہے جس جہت کو وضع نے عموم کے لئے وضع کیا وہ اگر کبھی عموم کے
لئے استعمال نہ کیا جائے تو وضع کی وضع کس کام آئے نہ ہو صحابہ اور تابعین رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم جمیع عبادت قرآن سے استدلال کرتے آئے ہیں اور انوار اللہ علیہم
اور قولہ قطعاً و علی الشافعی حیث ذهب الی ان العباد علی لایہ خاص
عام ولا یفرض عندہ البعض بل یفرض الی ان یشکون مخصوصاً عندہ البعض
وان تعاقب علیہ لیس وجوب العلم بالعلم کثیراً الواحد والقیاس وقولہ ہذا
وہ کہ جس کی خبر ہے وہ جو نہیں ہے بلکہ ایضاً یہ کہ بعض فقہاء نے اس آیت کے شریاں نہیں۔

یہ آیت شریفہ سے ثابت ہے کہ
تمام احکام شرعیہ کا علم
انصاف علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو ہے اور یہ ضرور ہے کہ
خشوں کے نزدیک یہ قاعدہ
معتبر نہیں اور نہ شافعیوں
کے نزدیک اس کی کلیتہً
صحیح ہے کہ اگر ہر عام
خاص ہو جائے تو وہیں
کیا معتبر اور اعت کیا
قابل اعتبار ہے جس جہت
کو وضع نے عموم کے لئے
وضع کیا وہ اگر کبھی
عموم کے لئے استعمال نہ
کیا جائے تو وضع کی
وضع کس کام آئے نہ ہو
صحابہ اور تابعین رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم جمیع
عبادت قرآن سے استدلال
کرتے آئے ہیں اور انوار
اللہ علیہم اور قولہ قطعاً
و علی الشافعی حیث ذهب
الی ان العباد علی لایہ
خاص عام ولا یفرض
عندہ البعض بل یفرض
الی ان یشکون مخصوصاً
عندہ البعض وان تعاقب
علیہ لیس وجوب العلم
بالعلم کثیراً الواحد
والقیاس وقولہ ہذا

احتمال ثالث بلا دليل وهو لا يعتبر وإذا اخلص عند البعض كانت احتمالات
 ناشيا عن دليل فيكون معتبرا عندنا لعدم قطعي فيكون مساويا للعالم
 وتلك الآثار من منظوركم وتوله وهذا الاحتمال الذي توضحه ان دلالة جميع
 العلوم على العلوم بحسب الوضع فانه قد تواتر ان مصحابة وضوء الله عليهم
 يستدلون بالعلوم ولا يحتاجون الى القرائن فتولدوا كين تلك الالفاظ
 منسوبة للعلوم لا حتى في فهم العلم الى القرائن ودلالة اللفظ على
 المعنى بل في ظهور القرينة السارفة قطعي وما هذا اي احتمال
 لا يخص احد من المعنى الموضوع له فهو ناش بلا دليل فلا يبرر ولا يقوم
 ان لا يقطع مطلوب في جميع العقود والفسوخ وان يرتفع كالحصان
 عن الغرض الخامس فيقال لا يجوز اكل ما في بيتك واحتمال ان يكون
 غير ملكك ولا يحكم على شئ شئ لا محتمل ان يكون هو غير وما يفرج
 محتمل ان يكون غير مبني فاذا هذا الكلام فقد فاحتمال التخصيص في العلم
 كما احتملها المجاز في كل خاص ثم ان لم يضر هذا في قطعة واحدة من كذا
 من لم يضر ذلك في قطعية العام ايم او توضح بطور قطع لو كشور كذا
 من سلو في عندنا هو قطعي مساو للعالم وسيجب ان معنى النطق فلا يجوز
 تخايسه بواحد منهما ما لم يخلص قطعي لان اللفظ متق وضع بعقو كان
 فذلك المعنى لازماله الا ان تدل القرينة على خلافه لو ان اربعة اجزاء
 بلا قونية كما ارتفع الايمان من النقة والشرع بالكتابة بان خذ ايا الشرع
 صامة وهي محتمل الغير الى شئ عن دليل لا يعتبر في احتمال التخصيص
 طرعا كما احتمال المجاز في الخاص فالتأكيد بجعله محكما ومن كذا قوله
 من سلو في هذا الجواب عما قال الواقعية انه لو كان بكل وجميع واجبهما عما
 قال ناشي انه محتمل التخصيص بقول غير كذا في ان العام لا احتمال
 فيه اصلا فاحتمال التخصيص في كذا احتمال المجاز في الخاص فاذا أكد بغير محكم

أي لا يبقى فيه احتمال أصلاً إلا ناش عن دليل ولا غير ناش فالقبول احتمال
 المجاز الذي في الخاص ثابت في العام مع احتمال الآخر وهو احتمال التخصيص
 فيكون الخاص كالنص والعام كالظاهر ذلك المأثور في العام موضوعاً
 لكل كان إرادة البعض دون البعض بطريق المجاز وكثرة احتمالات المجاز
 باعتبارها الخواص وتكون كـ في موضع موجود في قوله لكن عند الشافعي وقد سبق
 أن القائلين بأن العام يوجب الحكم فيما يتناول منه من ذهب إلى أن
 موجبه ظني ومنهم من ذهب إلى أنه قطعي بمعنى أنه لا يحتمل التخصيص
 احتمالاً ناشياً عن الدليل تسمك الفريق الأول بأن كل عام يحتمل
 التخصيص والتخصيص شائع فيه كثيراً بمعنى أن العام لا يخرج عنه إلا قليلاً ^{فقط}
 القرأين كقوله تعالى أن الله بكل شيء عليم والله ما في السموات والأرض
 حتى صار بمنزلة التمثيل أنه ما من عام إلا وقد خص منه البعض وكفى بهذا
 دليلاً على احتمال المجاز وهذا بخلاف احتمال الخاص المجاز فإنه ليس بشائع
 في الخاص شيوخ التخصيص في العام حتى يشاء عند احتمال المجاز في كل
 خاص فإن قيل بل لا معنى لاحتمال المجاز عند عدم القرينة لا وجود القرينة
 المافعة عن إرادة الموضوع له ما خور في تعريف المجاز قلنا احتمال القرينة كما
 في احتمال المجاز وهو قائم إذ لا مبدل للقطع بعدم القرينة إلا نادراً ولا كان
 المختار عند النص أن موجب العام قطعي استدلال على إبقائه أو لا وعلى بطلان
 مذهب الخرافة ثانياً وإجاب عن تسكك ثالثاً أما الأول فقريبه أن
 اللفظ إذا وضع لعني كان ذلك المعنى لازماً ثابتاً بل ذلك اللفظ عند الحلا
 حتى يقوم الدليل على خلافه والعموم ما وضع له اللفظ فكان لازماً قطعاً
 حتى يقوم دليل الخصوص كالخاص يثبت مسماة قطعاً حتى يقوم دليل المجاز
 وأما الثاني فقريبه أنه لو جاز إرادة البعض مسماة العام من غير قرينة
 لا تقع الأمان من اللغة لأن كل ما وقع كلام العرب من الألفاظ

العامة يحتمل الخصوص فلا يستقيم ما يفهمه السامعون من العموم وعن الشرع
 لأن عامة خطابات الشرع عامة فلو جوزنا إرادة البعض من غير
 قرينة لما صح فهم الأحكام بصيغة العموم الخ اور تلویح کے ما شیعہ میں مطور
 ہے کہ قولہ ما من عام الا وقد خص منه البعض قبل هذا المثال لا یمکن ان
 يكون مخصوصا او افعی الاول لا يكون محتمل وحلی الثاني یكون مقتضا واجب
 عند باختيار الشق الاول لانه فخص بعد التخصيص مع انه فخص
 من بین العموم بانه لا فخص بخلاف سائر الفاظ العموم وهو مردود بان
 هذا المثال ایض فخص بالمعنی فخرج مثل قوله تعالى ان الله بكل شیء عليم
 وقوله تعالى والله ما فی السموات والارض عن عیونهم والحق فی الجواب
 ان یقال انه محمول علی الباقية والحاق القلیل بالعدم فیصم مرشد
 الدلیل وان لم یصلح للاستدلال لا لاستدلال اور مسلم الثبوت میں ہے
 قد استظهر ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص بحول الله بكل شیء
 علیما وراسی سلم الثبوت میں قطعیت عام کی بحث میں مطور ہے لہذا انہ صوح
 للعموم قطعا فهو مدلوله وثابت به قطعا كما لخاص الا بدلیل واستدل
 لو جاز إرادة البعض بلا دلیل لا وقع الا ما من عن اللغة والشرع الخ اور
 شرح مسلم الثبوت میں علامہ بحر العلوم عبارت اول کے متعلق یہ فرماتے ہیں قد
 استظهر ما من عام الا وقد خص منه البعض وقد خص هذا العام بحول الله
 والله بكل شیء علیہ حتی صار مقلا فالعموم مغلوب والتخصيص غالب والمغلوب
 هو المجاز فالعموم مجاز وقوله وقد خص دفع لما يتوهم الشك بان هذه
 القضية مبطله لنفسها فانها ایض مشتملة علی العموم ووجه الدافع ان هذا العام
 مخصوص فلا یبطل اور ہی علامہ عبد العلی بحر العلوم عبارت دوم کی شرح میں فرماتے ہیں
 لانه موضوع للعموم قطعا لا یتمثل القطعية التي مررت فلو ای العموم مدلول
 له وثابت به قطعا لان اللفظ لا یحتمل غیر الموضوع له كالحی الخ

صارف عنه وج لا نزاع في الخصوص اعترض عليه ان تم والمحل
 للفظ قطعا طلقا امثله وانما يثبت لو لم يحتمل الا انصرف عنه بعد اللفظ
 قد دل كثرة التخصيص على منادى من عام الى اقل وقد خص منه البعض مثل
 على ان احتمال التخصيص قائم في كل عام عام ان اريد ان الدلالة على
 العموم لازمة قطعاً فلا كلام فيه انما الكلام في الارادة وليست لازمة قطعاً
 لكثرة بلذكورة والجوا عنه ان من ضروريات العربية ان اللفظ المجرد
 عن الحقيقة الصانعة الظاهر يتبادر منه الموضوع له ولا يحتمل بغيره في
 العموم والمحاوطة ومن اراد منه غير الموضوع له ينسب اليه المكروه فاعا كثرة وقوع
 التخصيص بالانواع المختلفة حسب اقتضاء القرائن الضار لا يورث الاحتمال
 في العام الجرح اصلاً والكلام منافي للعام المجرد عن القرائن فلا مجال للاحتمال
 كالحاصل فلا مقلات لكثرة وقوع التخصيص قرينة على احتماله قلنا انما يصح الكثرة قرينة
 لو كانت بحيث يكون كمال استعمال في بعض معين بحيث يفهم مع عدم التمكن من
 صلات الحقيقة معجزة والمجاز متعارفاً وليس الامر بهذا الا ان كان كثرة التخصيص
 في العام ليست كما بان يراد في استعمال بعض بالقرينة وفي بعض بالقرينة
 اخرى فلا يكون هذا الغلبة قرينة ومن هذا الوجه يكون اللفظ خاص مع
 مجازية يستعمل في كل منها مع قرينة ولا يصلح هذه الكثرة قرينة كما يقولون
 لو كان الكثرة قرينة للتخصيص لما صار اشارة العموم اصلاً في عام ما وهذا
 خلاف رايكم ايضاً فاحفظ هذه اقامته بالحفظ حقوق اور بعد ايك اقرب طويل
 كنهه من وثائق ان خليفة الزم منه ان لقام العموم مغلوب من التخصيص
 والغلوب لا يحتمل على الاغلب اذا كان مشكوكاً وليس العام الواقع في هذا تمام
 الجواز من القرينة الصارفة مشكوكاً في عمومها كيف وقد علمت الادلة القاطعة
 على ان موضوع العموم والضرورية العربية شهيرة بان اللفظ المجازي من المقام
 يتبادر منه الموضوع له ولا يحتمل بالبل معناه المجازي البتة فتأمل فانه قوي

لا یقبحا وزالحق صنادیقہ فیما یستحق بشرح صامی کے ملازمین مطوع و مشغولہ العوم
موضوعہ لہ و حقیقتاً فیہ فکلان معنی العموم ثالثاً بیہا قطعاً حتی یقوم الدلیل
علا خلافہ یہ توضیحوں کی تقریریں ہیں جن سے خوبی ثابت ہو گیا کہ عام اپنے عموم پر ہو گیا
جب تک کہ دلیل اس کے خلاف نہ قائم ہو۔ اب شافعیوں سے سنئے کہ وہ بھی اس میں
کو تسلیم نہیں کرتے کہ ہر عام میں تخصیص کا احتمال ہے۔ بلکہ انہوں نے اس
بلکہ میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ قاعدہ احکام فرعیہ کے بارہ میں ہے اور احکام فرعیہ
کے سوا ہر جگہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے
نے القرآن کے ص ۲۲۲ میں فرمایا العام علی ثلثہ اقسام الاول الباقی علی صومۃ
قال اللہ ص ۲۲۲ جلال الدین البلقینی ومثاله عزیرا فاما من صام الا حر متخیل
فیہ التخصیص بقولہ یا ایہا الناس اتقوا ربکم قد یخص منہ غیر المكلف
وحرمت علیکم المیتۃ خص منہ حالۃ الا ضطرا و میتۃ السمک والحیاد
وحرم الربا خص منہ العلیا و ذکر الزرکشی فی البرہان انما
کثیر فی القرآن و اورد منہ واللہ بكل شیء علیم و ان اللہ لا یظلم الناس
شیئاً و لا یظلمہم احد و اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم میتکم ثم
یحییکم اللہ الذی خلقکم من تراب ثم من نطفۃ اللہ الذی جعل لکم اذاناً
قرآن اقلت ہذا الایات کلہا فی غیر الاحکام القراعیۃ فالظاهر ان احرام
البلقینی انہ عزیر فی الاحکام القراعیۃ وقد استخرجت من القرآن بعد
تفکر الہیۃ فیہا وہی قولہ حرمت علیکم امواتکم الا یترا فانما لا یخصون
فیہا البعد و شرع ہو گیا کہ قاعدہ و ما من عام الا قد خص منہ البعض جس سے
جانب مخالف نے کریم و حلیہ ما العتق تعلق کے ما کے عام مخصوص البعض
ہوئے بر تمسک کیا ہے۔ علما سے خفیہ کے نزدیک درست ہے نہ شافعیہ کے نزدیک
حتی کہ یہ قاعدہ احکام فرعیہ میں بھی کلیہ نہیں جیسا کہ اوپر کی عبارت سے ظاہر ہے
پس اس موقع پر کہ یہ آیت شریعہ علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ثبوت ہے اور اس

قاعدہ عامہ و ما من عام الا قد خص منہ البعض

آیت سے وہ مسئلہ دریافت ہوتا ہے جو احکام فرعیہ کا غیر ہے تو یہاں اس میں شافعیوں کے نزدیک بھی احتمال تخصیص کا نہیں ہے بلکہ اوپر کی عبارت سے ثابت ہوا کہ عام افتادہ عموم میں قطعی ہے اس لئے اس آیت شریفہ سے آنحضرت سر اپا رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے جمیع اشیاء کا علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ اب ضرور ہوا کہ بجانب مخالف اس آیت کا تاسخ لانے مگر نہ لاسکے گا اور ہرگز نہ لاسکے گا اس لئے کہ اخبار کا نسخ ناممکن ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ جانب مخالف اپنے اس قاعدہ و مابین عام الخیر کہاں تک جتا ہے جس سے آیت کو خاص کر کے تفتیق علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کرتا تھا۔ ہاں ذرا کوئی بے قوم و میدان۔ قرآن شریف میں ہے۔ **لَا تَقْصِدُ السُّبُوتَ وَمَا فِيهَا كَرُحٌ** یعنی خدا ہی کا ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں تک کیا جانب مخالف کو جرات ہے کہ یہاں بھی ماکو اپنے قاعدہ مابین الخیر سے فاصع کر کے کہہ دے کہ بعض چیزیں اللہ کی ہیں بعض نہیں دفعہ بالذکر والک کیا ہمت ہے کہ ان **لَا تَقْصِدُ السُّبُوتَ وَمَا فِيهَا كَرُحٌ** کو بھی اسی قاعدہ سے خاص کر کے لکھ ڈالے کہ اللہ کو بھی بعض چیزوں کا علم نہیں (مختلفا اللہ پس جب قرآن شریف میں وہی تھا کہ کلام اس قاعدہ سے خاص نہیں کیا جاتا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کیا دشمنی ہے کہ ان کا علم گھٹانے کو وہی کلمہ تھا اسی قرآن شریف میں اسی مردود قاعدہ سے خاص کیا جاتا ہے جو بالکل نامعتبر ہے اور جسکی کھیت کسی طرح ٹھیک نہیں جو خود ٹھسل ہے جس کو قرآن شریف ہی میں جاری نہیں کیا جاتا۔ رہا آیت **وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشُّعْرَ الْيَمِينُ** کو قرنیہ تخصیص بنا مایہ صحیح نہیں اسلئے کہ یہ آیت نافی علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا جواب جانب مخالف کا یہ کہنا کہ آنحضرت علوم ضارہ کے ساتھ کیونکر متصف ہو سکتے ہیں اسکا جواب بھی گزر چکا۔ اور جانب مخالف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۹ پر لکھا ہے۔

قولہ آنحضرت **طوبى لقلوة الاسلام** نے خود زبان فیض ترجمان سے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ سے زیادہ جانتے والے ہو۔

اقول۔ یہ کسی حدیث میں نہیں بلکہ جانب مخالف نے اپنی طبیعت کے زور سے،

جانب مخالف کے لئے مذکور آیت کو بھی قرآن شریف میں لکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کو جس اشیاء کا علم

ایجا ذکر دیا غالباً حدیث تعلق کے ترجمہ میں تصرف بیجا کیا۔ اس میں وضاحت کے لئے
 اس حدیث کو مع شرح لاعلیٰ قاری رحمہ اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ شرح شفا قاضی میں
 کے صفحہ ۱۰۱ میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کے روشن معجزات میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے معجز
 جزیرہ اور علوم کلید اور درکات ظنیہ اور یقینیہ اور اسرار باطنیہ اور انوار ظاہریہ جمع کئے
 اور آپ کو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع دیکر خاص کیا امیرہ اشکال دار بیگنا
 ہے۔ ایک مرتبہ حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ انصار تعلق نفل کر رہے تھے یعنی خیر مال کے نیکی
 نفل کو اللہ کی نفل میں رکھتے تھے تاکہ وہ حامل ہو اور پھیل دیا وہ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا نہ کرتے تو شاید مہتر ہوتا۔ لوگوں نے چھوڑ
 دیا پس پھیل نہ آئے یا کم اور خراب آئے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
 کہ تم اپنے دنیوی کاموں کو خوب جانتے ہو۔ اس اشکال کے جواب میں کہا گیا کہ
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود گمان فرمایا تھا اور کوئی وحی اس بارہ میں نہ آئی
 نہ ہوئی تھی۔ شیخ سنوسی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو خرق و خلع عوام
 پر پراگندہ کرنے اور باب توکل کی طرف ہتھیانے کا ارادہ کیا تھا۔ انہوں نے ماتحت
 نہ کی اور عیسیٰ کی تو حضرت نے فرمادیا کہ تم اپنے دنیا کے کام کو خود ہی چالو۔ اگر وہ
 سال دو سال اطاعت کرتے اور تعلق نہ کرتے اور امر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا امتثال
 کرتے تو انہیں تعلق کی محنت نہ اٹھانی پڑتی چنانچہ وہ عبارت یہ ہو (ومن معجزاتہ الیہ صراحتاً
 ای آیاتہ الظاہرہ) (مجامعہ اللہ لہ من العوارف) ای الخیرۃ والعلوم
 ای الکلیۃ والذکرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار الباطنیۃ والاعوار
 الظاہرہ (وخصہ) من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ای مایتم
 بہ اصلاح الامور الدنیویۃ والاخریۃ واستشکل بامہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم وجہ الانصار بلقحون النحل فقال لو ترکتموه فترکوه فلم یخرج
 شیئاً وخرج شیئاً فقال انما علم بامر دنیا کم واجب بانہ کل غنما ہنہ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ابن تیمیہ رحمہ اللہ

لا وحیا وقال الشیخ مسیح محمد السنوسی اراد ان بحکمہم علی خرق العواثد
 فی ذلك الی باب التوکل واما هناك فلم یتمثلوا فقلنا انتم اعرفون بل انما کم
 ولوا امثلوا ورتحلوا فی سنة او سنتین لکفوا امر هذه المحنة۔ اب علامہ
 سنوئی کی تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جیسا فرمایا تھا
 وہ حق اور کیا تھا اگر اس کے موافق عمل کیا جاتا تو بے شک تمام تکلیفیں رفع ہو جاتیں
 جو تعلق میں اٹھانی پڑتی ہیں چنانچہ علامہ علی قاری رحمہ الباری اسی شرح شفا کی جلد
 ثانی میں صفحہ ۲۶۸ پر تحریر فرماتے ہیں وندی انہ علیہ السلام اصحاب ثقلیہ
 الظن ولو ثبتوا علی کلامہ لفاقوا فی الفتن ولا رفع عنهم کلفة المعالجة
 فانما وقع التغیر بحسب جریان العادة الا ترى ان من تعود بکامل شیئی
 وشوبہ یثقل فی وقته واما المجدد یمتدیر من حالہ فلو صدر واعلیٰ نقصا
 سئلوا سنتین لرجع النخیل الی حالہا الاول وریما کان یزید علی قدر
 المحول و فی القصة اشارۃ الی التوکل و عدم المبالغة فی الاسباب و عقل
 عند ارباب المعالجة من اصحاب واللہ اعلم بالصواب شیخ عبدالحق محدث
 دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس
 طرف التفات نہ تھا یہ فرمایا کہ۔ والا وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانا تراست از ہمہ
 در ہمہ کار ہستہ دنیا و آخرت۔ فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ نہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ
 بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ تم دنیا کا کام خوب جانتے ہو وہ عبارت فصل الخطاب
 کی یہ ہے و ما یغرب عن علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال دروغی الا دخول لا
 فی السماء من حیث یمتد و ان کان یقول انتم اعلم بامور دنیا کم۔ پھر کسی
 راہہ لوح کا یہ کہنا کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے امور میں تم مجھ
 سے زیادہ جانتے والے ہو بالکل نا انصافی ہے بھلا مجھ سے کس نفع کا رعبہ
 ہے جانب مخالف نے اس کو قرینہ تخصیص نہایا جو کوئی پوچھے کہ کتاب کے لغوم کی

تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے اور خبر واحد بھی ایسی جس سے وہ مراد حاصل نہیں جس کے
جوانب مخالف نے اس کو نقل کیا۔

اس محل دیگر شکفت۔ جانب مخالف کو تخصیص عام میں وہ جو ش آیا کہ اگر وہ اسرار
والسارقتہ فاقطعوا ایدیہما اجزاء کسبہا نکالہ من اللہ واللہ عزیز حکیم
میں بھی تھا کہ خاص کر ڈالا اور کسبہا فوق الکل اگر اس عام کو ظاہر سے زحیر میں اور وہاں
کسب سرقہ مراد لیں تو لازم آئے کہ جس سارق کے سرقہ کے ساتھ نہ تھا بھی کسب
اور شرب غم وغیرہ مختلف نہایت شرعیہ کام تکب ہوا۔ سب کی جزا میں قطع قطع یہ
کافی ہو جائے اتنی مختص۔

اقبول۔ کسی اسلام مدرسہ کا ایک چھوٹا سا لڑکا جو اصول شناسی شروع کر چکا ہو
سنتے ہی کہہ دے گا کہ اس آیت میں صاع کو اصولیوں نے عام کہا اور اس کے علوم سے
استدلال کر کے مسائل دینیہ نکالے ہیں مجھے تعجب ہے کہ جانب مخالف کیسے عقل مند ہیں
جنہوں نے ایسی چیر بات کہی اسلو صاحب سارق کے معنی شاید آج کو معلوم نہیں ہیں وہ
اسم فاعل ہوا اور ہم فاعل اس ہم مشتق کا نام ہے کہ جو من تمام فعل کے لئے وضع کیا گیا ہو تو
سارق کا بدلہ مطابقی من تمام بہ سرقہ سے اور اس کو سارق صرف سرقہ کے ایک مرتبہ
قائم ہوئی وجہ سے کہتے ہیں پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب بجز سرقہ یا اسکے متعلق
اور کچھ ہو نہیں سکتا۔ لہذا زانی کا فعل ہے سارق من حیث ہو سارق کا فعل ہذا لفظ
پس سارق من حیث ہو سارق کا کسب جو کچھ بھی ہے وہ سرقہ یا متعلق سرقہ سے اس پر
بیشک حد سرقہ جاری ہوگی اسی واسطے جناب اری تعالیٰ نے الجبل والوانہ انقطع
ایدہما بعد سرقہ اجزاء جمع ما کسبہ السارق اس سے بھی ظاہر کہ سارق من حیث ہو
سارق کا کسب بجز سرقہ اور اسکے متعلقات کے کچھ بھی نہیں اگر اس کا سمجھنا اسوار کی تو
جابل سے ہی دریافت کر لو کہ چور کا کیا کام ہے وہ فوراً کہہ دے گا کہ چوری اتو جانب مخالف
بے قریب ہی عام کے خاص کر ڈالنے میں بڑی مشق جو نہی ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں

من رسول سے ظاہر ہے حق کو بجد اللہ تعالیٰ واضح ہے مگر منکر متعصب کی چشم بصیرت
 و انہیں قوالہ ان اللہ عندہ علم الساعة و یُنزل الغيث و یعلّم ما فی السراہن
 و ما فی الغیب و ما اذا کسب غدا و الذلّ لای نفس بای اخص تکون ان اللہ
 علیم خبیر بیشک اللہ جہت اسی کہ اس سے قیامت کی خبر اور ہر سائنہ
 میں اور جانتا ہے جو کچھ ممکن میں ہے اور کائنات کی پورا ناقص۔ اور ہر حال میں
 کوئی نفس کہ کیا کمائی کرے گا کل اور نہیں جانتا کوئی نفس کہ کس زمین میں ہوگا بیشک
 اللہ ہی مرب جانتا ہے۔ خبر داد۔

اقول یہ آیت شریفہ منکرین کی ہڈی و ستون پر ہے کہ اس کو ہمیشہ جیسے چھوٹا دیا کرتے
 ہیں ان کے خیال میں یہ تو کہ یہ آیت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم
 جمیع اشیا پر ہے نہ پر نفس ہے فقیر جیسا کہ بار بار کہہ چکے ہیں کہ قرآن شریف میں آیت
 و ما فی الغیب میں جہاں کہیں ایسے کلام میں ان سے نفی اس علم کی مقصد یہ کہ خبر پر دلیل
 نہیں اور جو حق سبحانہ تعالیٰ نے غور و تعلیم فرمایا ہے اس کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے کیا
 کوئی عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کو یہ مطلب ہے کہ کسی مخلوق کو غیب کا علم نہ ہو اس کا
 حل شرازہ کرتے ہیں پر بھی نہیں لغو ہوا اللہ یہ کہتی ہرگز نہیں کہہ سکتا ہے کہ اس کے جسکو حکیم
 فرمایا اس کے کہہ سکتے جمیع اشیا مظاہر ہیں ہاں اگر یہ کہتا ہے کہ ان اشارہ سے علم
 پر تعلیم الہی کسی کو نہیں تو مسلم اور اگر یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے
 میں بھی کسی کو معلوم نہیں ہوتا تو یہ سخت بیدینی ہے اور اگر یہ منہ پر ہے کہ اللہ جل
 شانہ نے کسی کو ان اشیا کا علم عطا ہی نہیں فرمایا تو بھی غلط ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی
 کتاب الایمان کی پہلی حدیث میں ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے سرور اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم سے وقت قیامت کی بات فرمائی تو آنحضرت سر ہاتھ مسند اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نے ما یسئول عنہا ادا علیہ من السائل فرمایا کہ یہ آیت شریفہ جو جانب حق تعالیٰ نقل
 کی گئی ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اشعۃ اللمعات میں یہ تحریر
 فرمایا مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بجز اس عقل پر کس الہیہ اور اندازہ انہا الزم توفیق اللہ جل جلالہ

کے آزمائش کرانچو کے حاصلے از نزد خود کے را بوجی و الہام بدائے نام۔ اب ایک
 نادرسی والی ہی سمجھ سکتا ہے کہ جس کو جناب حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ علم تسلیم فرمایا
 اس سے اس آیت میں علم کو انفر نہیں ہے بلکہ صرف اسی شخص سے ہے جو اس کے
 ان علوم کے جاننے کا مدعی ہو۔ علامہ ابراہیم بجزی شرح تفسیر برہ سلف میں فرماتے
 ہیں و لم يخرج صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لایا الہ بعد ان اعلمہ اللہ
 تعالیٰ بھوتہ الہامیہ الخیر الخیر کتاب البریر صفحہ ۵۵ میں ہے قلت للشیخ رضی اللہ
 عنہ ذی علماء الظاہر من المحدثین و غیرہم اختلفوا فی البیت صلے اللہ
 علیہ وسلم هل کان یصلو الخیر المذکور فی قولہ تعالیٰ ان اللہ عندہ
 علوہ العلم الہامیہ فقال کیف یخفی امور الخیر علیہ صلے اللہ علیہ وسلم
 و احوال من اهل التصرف من اهل الشریعہ کلا یمکنہ التصرف الہامیہ
 عند الخیر یعنی میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا
 کہ علماء الظاہر یعنی محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
 علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا کہ جن میں آیت ان اللہ عندہ
 علوہ العلم الہامیہ اور دہوتی توضیح رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ان پانچوں کا علم حضور
 کیے نفسی رہ سکتا ہے جبکہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے
 تصرف ممکن نہیں۔ اس عبارت سے واضح گویا کہ حضور و حضور کے خدام ان
 پانچوں کے عالم میں خصوصاً یہ ہے کہ ہر وہ آدمی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم
 سے تشریف لیجاتے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا چونکہ ان کا مقدر
 برزخ ہے اس لئے اس موقع پر صرف ان تین گواہوں پر کفایت کر کے فرید الطیبات
 کے لئے جدا جدا ثابت کیا جاتا ہے ان پانچوں میں سے ہر ایک کا علم ہر وہ آدمی علی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو حاصل ہے اور سوائے قیامت کے اور چیزوں کی خبریں لوگوں کو
 اکثر حضرت نے سنائی ہیں تفسیر روح البیان جلد ۲ کے صفحہ ۲۸۹ پر آیا یسلوونہن العسا
 و ان یمسرنہن الخیر الخیر بعض الشیخ الخیر الخیر ان اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم کان فیہ وقت الساعة باعلام اللہ تعالیٰ وهو لما فی الحضور
 فی الایۃ کما لا یخفی قنوطات ویشترع اربعین اودیہ کے صفحہ ۶۲ میں ہے۔ فوات
 قبل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فبعت انا والسنة کھا تین بدل صلی اللہ
 عندہا منہا علما و الایات تقضی ان اللہ تعالیٰ قنوط و بعلمہا فالحق لما قال
 الحلای ان معناه انا الشیخ ابو حلیہ فلا یلبس فی ابی احمد و انما تلین فی الفیض و حق
 كما قال جمع ان اللہ سبحانہ و تعالیٰ لم یقبض بمینا علیہ الصلوٰۃ والسلام
 حتی اطلع علی کل ما ابہمہ عنہ الا انہ امر کلکم ببعض و لم یعلم بعض
 ان عبادتوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت تعلیم
 الہی معلوم تھا بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا
 علم دیا جس کا اس عالم سے اٹھایا کہ جن کو آپ سے ہمہ رکھا تھا اور بعض علوم کے پوشیدہ
 کئے اور بعض کے ظاہر کرنے کا حکم دیا اور میرے بارہ میں بھی آیت کے یہ معنی نہیں
 کہ تعلیم الہی بھی کوئی چیز برسنے کا وقت نہیں جان سکتا مشکوٰۃ شریف صفحہ ۶۲ میں
 ایک طویل حدیث ترمذی کی نو اس بن عفان کی روایت سے باب العلامات میں ہے
 الباقی میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں مشہور
 یرسل اللہ مطرا کا کہ ایک منہ بیت مدلل کہ خوب جس سے صاف ظاہر ہوا کہ بعد
 فقہ یا جرج و با جرج کے اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر مینہ بھیجے گا جس سے کسی شہر یا گاؤں
 کا کوئی مکان خالی نہیں رہے گا اور اسی مشکوٰۃ شریف کے باب لا نعیم علی
 الامم شریف اناس میں عبد اللہ بن عمرو کی روایت میں یہ الفاظ مروی ہیں مشہور
 یرسل اللہ مطرا کا کہ اہل اطل قبلت منہ بحسد اناس اس حدیث سے معلوم
 ہوتا ہے کہ جب سب آدمی مر جائیں گے تو اللہ تبارک تعالیٰ مینہ کو بھیجے گا کہ اگر وہ
 شہر ہے پس اس مینہ سے آدمیوں کے جسم اگیں گے۔ اب خوب ثابت ہو گیا کہ رسول
 اکرم نے مینہ برسنے کی خبر قبل از وقت سنائی اور قبل از وقت بھی کیسی سیکڑوں سال
 پہلے اب یہ بھی خیال رکھئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دولت و دولت

آپ کے فادوں کو میسر ہے چنانچہ تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت شریفہ کے تحت
 میں فرمایا ہے ولكن كثيرا ما سمعت من اهل اولياء القول يطمعون السماء عند اول
 قسط كما قال كما سمعت ان يحيى بن معاذ كان على من اقبل على قوله فقام
 وقل لامة من حضروا ان هذا الرجل من اولياء الله الذين الكف حقا
 فانزل علينا المطر قال الراوى فطرت الى السماء واديت بها الرحمة سمعنا
 ففتكنا الله سبحانه بحبابة قتل من فطرت فوجنا بعدتنا من خلاصه
 میں نے اولیاء سے یہ بہت سنا ہے کہ کبھی کوئی نہ برسے یا رات کو پس برسنا ہے
 یعنی اسی روز کہ میں روز کی انہوں نے خبر دی ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کبھی بن سنا
 ایک بلی کے دفن کے وقت قبر پر موجود تھے اور انہوں نے عام حاضرین سے کہا یہ
 شخص یعنی محمد دفن کئے گئے ہیں بلی پر اور بالی اگر میں سنا ہوں تو میں برسنا
 نے کہا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو بادل کی طرح تھا پس اللہ تعالیٰ بادل پیدا کر کے
 دیکھا کہ ہم لوگ کر بیٹھے ہوئے تھے۔

۱۳ اور اسی طرح آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باقی الارحام کی بھی
 خبر دی یعنی قبل پیدا ہونے تک بتا دیا کہ لڑکا ہو گا یا لڑکی چنانچہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی
 خبر جو آنحضرت نے سنائی ہے اور محمد بن حنفیہ میں مذکور اور عام لوگوں کی زبانوں پر
 بہت عارف بتا رہی ہے کہ آپ کو لڑکا پیدا ہونے کی خبر اس وقت سے ہو کہ جب لطف
 بھی آپ کی مجلس میں نہیں بلکہ اس سے قبل ہی پہلے امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو اسی
 علم سے امام حسین علیہ السلام کی خبر دی چنانچہ مشکوٰۃ شریف
 کے مشہور باب مناقب اجمعیت میں یہ روایت ام فضل اور وہ کہ ام فضل نے حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک خواب دیکھا
 یہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا کہ وہ بہت سخت اور فرمایا کیا
 عرض کیا میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک نیک شخص کے جسم کا لٹا گیا اور میری گویا
 دکھایا حضرت نے فرمایا کہ یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ

آپ کے فادوں کو میسر ہے

مہربان کے لڑکا ہوگا اور وہ تیری گود میں ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ الفاظ صحت کے یہ ہیں
 تِلْكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَمْ يَكُونُ فِي حُجْرَاتٍ فَرَأَى تَفْسِيرَ عَوَالِمِ الْبَيَانِ مِثْلَ وَبَعْدُ
 اَلْاَمْرُ اَمْرٌ كَرَامٌ تَحْتَ صَفْحَةِ ۱۲۰ میں ملاحظہ کیجئے فرماتے ہیں دَسَمَعْتُ يَقْضَا مِنْ بَعْضِ اَهْلِ الْاَلَمِ
 لَدُنْهُ اَخْبَرَ مَاتِي الْجَنَّةِ مِنْ ذِكْرِ وَائْتِي وَرَأَيْتُ اَبِي عَنِ صَاحِبِ الْاَخْبَرِ حَاصِلُ يَكُونُ شَيْءٌ بَعْضُ
 اَوَّلِ اَمْرٍ سَرِيعٍ مِثْلِ اَنْ اَنْهَى نَرْوَاهُ اَلْجَنَّةِ كِي خَيْرُ دِي كَرِيسْٹ مِثْلِ اَنْ اَنْهَى يَكُونُ
 اَمْرٌ مِثْلِ اَنْ اَنْهَى وَكَيْفَ لِي اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى وَكَيْفَ لِي اَنْ اَنْهَى وَكَيْفَ لِي اَنْ اَنْهَى
 فَاَبَسْتَانِ الْمَدِينِ حَضْرَتِ مَوْلَانَا شَاهِ عَبْدِ الْعَزِيزِ صَاحِبِ مَعْدَنِ وَهَوِي حَبِ الشَّهْرِ
 كِي مَظْهَرِ اَمْرٍ كَرَامٌ مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى
 كَشِيدِ خَاطِرِ مَحْضُورِ شَيْخِ اَمِيرِ شَيْخِ فَرْوَا اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى
 يَكُونُ شَيْخِ اِنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى
 رَجِيدِ اَمْرٍ كَرَامٌ مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى مِثْلِ اَنْ اَنْهَى
 پیدائش ہوگا کہ جسکے علم سے دنیا بھر جاوے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے۔ اب خدا کا فرمان
 کہ ایک لی کو تو خبر ہے کہ میرا ہوگا اور اس کا عالم ہونا بھی معلوم مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 علیہ وسلم ہی کو خبر ہوئی کہ یہی ہے صاحب اللہ انصاف اور اسی طرح کھ کی بات کا
 جاننا۔ اس کے متعلق بھی تفسیر عوالم البیان صفحہ ۲ میں یوں اسطورہ سے سمجھنا
 واقعہ تھا مگر قبل الجور یعنی میں نے اولیائے اکثر اگے روز کا واقعہ قبل اسد کے
 سنابہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قیامت تک کی خبر یہاں ایسی چنانچہ
 مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۳۵ باب حجرات میں ہر روایت عمرو بن الخطاب انصاری مروی ہو کر انہوں
 نے کہا کہ ہم کو ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہو کر نماز
 فجر پڑھائی پھر منبر پر چڑھ کر ظہر تک خطبہ کیا پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر عصر تک
 خطبہ کیا۔ پھر اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر چڑھ کر غروب تک خطبہ کیا اور جو کچھ قیامت
 تک ہونے والا ہے اس کی خبر دے دی۔ پس ہم میں وہی سب سے زیادہ
 عالم ہے جو سب سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے الف اظہر من الشمس

وہ بھی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام کو صحت علیہم السلام
 حفظہم حتی حضرت العصر ثم منزل فیصلے ثم صعد المنبر حتی غرقت
 الشمس فان خبرنا انہو کا شن الی یوم القیامہ قال فاعلمنا احفظنا وراہم
 وہ چارہ میں ہوں تو گن لیں کہ حضرت نے غلام کی خبر دی جب انہوں نے قیامت تک
 کے احوال بتا دئے تو کہا تک گئے جاویں لیکن مخالفین کی سختی دیکھ کر اس موقع پر ایک
 حدیث جس میں اضافہ غلہ موجود ہے نقل کیجاتی ہے تاکہ پھر کسی ملوہ پر
 انکار کی مجال نہ رہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یوم خیبر
 میں فرمایا کہ میں کل کو ضرور یہ جنت اے شخص کو دوں گا کہ اللہ اس کے ہاتھ پر شیخ
 کرے گا اور وہ شخص اللہ اور اللہ کے رسول کو دوست رکھے ہے اور اللہ اور اس کا
 رسول اس شخص کو دوست رکھتے ہیں چنانچہ الفاظ اس حدیث کے کہ ہر خدا رسول ابن سعد
 سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور مشکوٰۃ شریف کے صفحہ باب ستا علی
 بن ابی طالب میں موجود ہیں یہ میں قال یوم خیبر کما عطین ہذا الیہ الیہ غلہ
 یغفر اللہ علی بدیدہ یحبہ اللہ ورسولہ وحسبہ اللہ ورسولہ۔ انہیں میں مخالفین کے
 اس شبہ کا بھی جواب سن لینا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جنت
 لے اپنے آباد مقولین یوم بقات کا مرتبہ گانے میں وقفہ اپنی یصلہ ما خدا کہہ یا تھا
 یہ فرمایا کہ اس قول کو چھوڑ دے اور جو کچھ کہہ رہی تھی وہی کہے جاوے یہ بھی وہاں کا ایک
 بڑا اعتراض ہے اس کو ان کے مرشد نے تقویہ الایمان میں بھی لکھا ہے۔ اور مولوی
 غلام محمد رائد دہری نے فی رسالہ میں اور مخالفین نے اپنی اپنی تحریروں میں لکھا ہے
 کہ اس کی منقولہ عبارت سے نصف غلہ آوی دیات کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے مالی خد تہا ویا اور آپ کو اس کا علم تھا چہرہ اعتراض قابل جواب نہیں مگر
 و توفیق کے جو مرقاة الفاسق سے اس کی شرح بھی نقل کیجاتی ہے ولاحظ مع القارئ یقطعنا
 بھی الحاکم لہ فی سبۃ علماء الغیب الی اللہ لا یموت الغیب لا اللہ ولا ما علم الغیب

لہ چنانچہ یہاں بھی حدیث میں موجود ہے۔

حضرت کا کل کی کتاب میں مولیٰ انہوں نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے

حضرت کا کل کی کتاب میں مولیٰ انہوں نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے

حضرت کا کل کی کتاب میں مولیٰ انہوں نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے

من الغیب ما اعلیٰ او لکراہۃ النبی کریم اللہ علیہ وسلم والذات والذات والذات
 لعلو متبہ من ذلک اس سے ثابت ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان
 کو لکھ لکھ کر دیکھا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی طرف کر دی تھی ورنہ کیا آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام جلیل الہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ
 آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو مکرر دہرایا کہ وہ جانی نہیں آجکا ذکر کیا جانے
 یا متوہین کا مرتبہ کا نہیں آپ کی تائید کیجات اس لئے کہ یہ آپ کے علوئے منصب کے خلاف
 رہتا ہے بات کہ کہی نہیں جانتا کہ کہاں مر گیا اس کے متعلق میں تفسیر عرائس الیقین میں ملے
 جیسے ویدیا قالوا لای ادریت موضع کذا وینہض ابو غریبہ لا صفحا فی قدس اللہ
 لکھتہ مرہن فی شہر ادری قریب ان شہم الی عبد اللہ بن حنیف قدس
 روحہ وقالہ قامت فہمہ لہ فلا تدعونہ الا حق مقابلیہ و قد افسلت
 اللہ ان امور فی علمہ من فیہ و معنی لہ طرطوس و مالت بہا
 رحمۃ اللہ علیہ ظل یکد ر لہ اللہ لکھتہ کہ ہے کہ میں ظاہر جگہ کو نہ دیکھتا تھا
 ابو غریبہ یہ تھا فی اللہ تھا میں کہ وہ بھی شہر از میں ابو عبد اللہ بن حنیف جگہ کے
 زمانہ میں مرے ہو کر گئے تھے کہ اگر میں شہر از میں مروں تو مجھ کو مقرر ہو دیں تو نہ کرنا
 میں اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اپنے ہونے اور طرطوس میں کہ
 وقایلی کیا اب میں کسی سلطان کو ترک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ
 علم بطلان میں حاصل نہ تھا ابو بکر کے امتیونے نے بھی ثابت ہو گیا خود ہوا کہ حضرت نے
 اپنی وفات کی ملکہ بنا دی چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میں کی طرف بھیجے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم خود اسے ساتھ و معیت فرماتے ہیں تشریف لائے اور جب صیت فرما کے تو فرمایا
 اسے معاویہ قریبہ کہ اس سال کے بعد ہمارے تیار ہی ملاقات ہو جائے شاید کہ عمر میری اس مسجد
 اور قبر پر گزردہ کلمہ جائیگا اس کے خلاف فوس اللہ تعالیٰ عنہ فراق سال کہ میں اللہ علیہ وسلم کو خیر

یہ کہیں لکھ لکھ کر دیکھا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی ورنہ کیا آنحضرت علی الصلوٰۃ والسلام جلیل الہی جانتے ہیں یا اس واسطے کہ

اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو مکرر دہرایا کہ وہ جانی نہیں آجکا ذکر کیا جانے یا متوہین کا مرتبہ کا نہیں آپ کی تائید کیجات اس لئے کہ یہ آپ کے علوئے منصب کے خلاف رہتا ہے بات کہ کہی نہیں جانتا کہ کہاں مر گیا اس کے متعلق میں تفسیر عرائس الیقین میں ملے جیسے ویدیا قالوا لای ادریت موضع کذا وینہض ابو غریبہ لا صفحا فی قدس اللہ لکھتہ مرہن فی شہر ادری قریب ان شہم الی عبد اللہ بن حنیف قدس روحہ وقالہ قامت فہمہ لہ فلا تدعونہ الا حق مقابلیہ و قد افسلت اللہ ان امور فی علمہ من فیہ و معنی لہ طرطوس و مالت بہا رحمۃ اللہ علیہ ظل یکد ر لہ اللہ لکھتہ کہ ہے کہ میں ظاہر جگہ کو نہ دیکھتا تھا ابو غریبہ یہ تھا فی اللہ تھا میں کہ وہ بھی شہر از میں ابو عبد اللہ بن حنیف جگہ کے زمانہ میں مرے ہو کر گئے تھے کہ اگر میں شہر از میں مروں تو مجھ کو مقرر ہو دیں تو نہ کرنا میں اللہ سے سوال کیا ہے کہ میں طرطوس میں مروں پس وہ اپنے ہونے اور طرطوس میں کہ وقایلی کیا اب میں کسی سلطان کو ترک ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ علم بطلان میں حاصل نہ تھا ابو بکر کے امتیونے نے بھی ثابت ہو گیا خود ہوا کہ حضرت نے اپنی وفات کی ملکہ بنا دی چنانچہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو میں کی طرف بھیجے وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اسے ساتھ و معیت فرماتے ہیں تشریف لائے اور جب صیت فرما کے تو فرمایا اسے معاویہ قریبہ کہ اس سال کے بعد ہمارے تیار ہی ملاقات ہو جائے شاید کہ عمر میری اس مسجد اور قبر پر گزردہ کلمہ جائیگا اس کے خلاف فوس اللہ تعالیٰ عنہ فراق سال کہ میں اللہ علیہ وسلم کو خیر

ذالک قبل ان یطلعہ اللہ عزوجل علی علم الغیب اس مختار کا اصل مضمون یہ ہے
 کہ حضور اقدس میں بعد از صلوة والسلام نے بکثرت معجزات کی خبریں دیں اور یہ صریح امارت نہیں
 ہے اور غیب کا علم حضور کے عظمیٰ معجزات میں سے ہے میرا یہ دعو کہ کنت احد الغیب الخ بعد کے
 کیا معنی ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے اپنی ذات جلت کا اسے علم کی نفی تو خاصاً
 فرمائی اور مئی آیت کے یہ ہیں کہ میں غیب نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرماتے ہیں
 اس کے بعد ذکر کرنے سے دو ہر جواب یہ کہ علم غیب عطا ہوئے پہلے لو کنت
 الایہ فرمایا ہوا اور علم اس کے بعد عطا ہوا غرض کہ یہ آیات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وعلیٰ آلہ وسلم کے غیب جاننے پر دلیل نہیں یا آیات مذکورہ کا یہ مطلب ہے کہ بالذات اللہ
 بالاستقلال غیب کا علم کسی کو نہیں ہوا۔ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے تو تعلیم الہی ہے
 چنانچہ تفسیر شفاء الی میں ہے اسی قول کا علم الغیب فی کون فیہ دلالت علی ان الغیب لا یستقل
 الا علی اللہ جل جلالہ فلا ضرر ہے کہ یہ آیت اس امر کی دلیل ہو کہ بالاستقلال کوئی غیب کا علم نہیں
 سوا اللہ تعالیٰ کے غرض کہ یہاں بھی تفسیر شفاء الی میں فرماتے ہیں
 وقوله لکنت احد الغیب لا یتکثر من الخیر فان المنفی علمہ من غیر واسطہ
 بعلم الاطلاع علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامحقوق قال لکنت احد الغیب فلا
 یظهر علی غیبہ احد الا من اتفق من رسول یعنی آیت لو کنت میں اس علم کی نفی
 ہے جو بواسطہ ہو لیکن بواسطہ تعلیم الہی کے پس بیشک ہمارے حضرت کیسے ثابت ہو جیسا
 کہ باری تعالیٰ نے فرمایا عالم الغیب فلا یظهر الا فیہ یہ بات بھی قابل محاسبہ ہے کہ آیت
 شریف میں فقط لو کنت احد الغیب اور لا یتکثر من الخیر منسبت باشی کے ہیں جو
 نہایت گزشتہ پر دلالت کرتے ہیں آیت شریف کا یہ مطلب یہ ہے کہ اگر میں زمانہ گزشتہ
 میں غیب کو جانتا تو بہت سی چیز جمع کر لیتا اور مجھ کو برائی پہنچتی اگر بعد از امارت مسطورہ بالا
 قطع نظر کر کے حسب دعا فی ان فیہ فرض کر لیا ہوتا کہ اس آیت شریف سے انکار غیب معلوم
 ہوتا تو میں جس کچھ غیب میں اسلئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہو تو زمانہ گزشتہ میں سوال کیا
 انکار ہے کہ اگر میں پہلے غیب جانتا تو بہت سی چیز جمع کر لیتا اور برائی مجھے پہنچتی اس آیت میں

اما کوہا فاجرتہ فیہ المنقولات والجواب عن الثاني ان علیہ السلام کثیرا ما کان یضیق
 قلبہ من اقوال الکفار مع علیہ ہذا طاعت الہیہ بقول قال اللہ تعالیٰ واولئک اندلسہم افانک
 یضیق صدرک انما یقولون فکل من هذا من هذا الباب رسول اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کافروں کے مفسدہ اقوال سے تنگ ہوتے تھے جسکو خود حق سبحا تعالیٰ فرما
 ہے واولئک اندلسہم یضیق قلبہ، مگر مفسدہ کے اقوال کے نسا کو جانتے تھے اسی طرح
 اس موقع پر بھی کفار کی جھوٹی تہمت سے غموم تھے اور یہ جانتے تھے کہ کافر جھوٹے ہیں
 صاحب غیب کی یہ تقریر نہایت محول ہے ہر شخص جسکو زنا وغیرہ کی تہمت سے متهم کریں اللہ
 جگہ اسی کا جرح اسی کا ذکر ہو تو وہ شخص اور نیز اس کے اقارب و بدو و اسکی یاکی کے اعتقاد کے
 بھی تحت غموم و پریشان ہو سکتے ہیں وجہ تھی کہ حضرت کو غم ہوا اگر مخالف عید یا بدعت پلید
 نہیں کیا جسک دو الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگائے ایک عدم علم کا علیہ
 یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً
 ناجائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تقویٰ اور شہین کے منافق ہونے کی طرف کچھ تو
 نہ فرمائی چاہئے تو تھا گمان نیک اور بدگمانی مطلقہ نفس پر کیا اور جلد میں ہے
 وانشاء ان العباد من حال عائشہ قبل تلک الواقعة انما هو الصون والبعث
 عن مقتدرہات الجور ووضوح ان کذلک کان اللاتون احساناً للظلمۃ وبقا الشیطان
 ان العادۃ قوی کا کہ ام المؤمنین فائدہ اچھو وقد یصل ان کلام العبد المقتدر ضرب
 من العذیبتین فلجمیع هذه القرائن کان ذلک القول معلوم اللہ اقبل تو دل الوفی
 اگرچہ تفسیر کبیر کی عبارتوں سے یہ بات یقینی ہو چکی ہو کہ اس قصہ کا حکم علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم پر استدلال کرنا سنت نبویانی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی المہم تھا کہ یہ پاک ہیں
 حضرت کا ظہر نہ ہر طرف ہر محل عقل کے موافق نہ کوئی اپنے قصیدہ صا لکا خود فیصلہ نہیں کر لیتا
 مگر فی حدیث مذکورہ میں اشارہ ہے کہ واقعہ سے چند کے حالات سے ظاہر تھا کہ عائشہ قدس سرہ
 بہت دھما دھما ہوا جس سے کیا تھا کہ گویا کہ اسے سوا کہ تہمت لگا کر دے تو اس اور کے
 انہما کہ تھوڑے دن پہلے کہ تھی کہ اس کی بات ایک بیان ہے پس بنا لیا کہ قرآن کے بقول جہنم والوں
 میں سے اقوال کے حدیثی سے انہما کہ وہی سے جس امور العباد فقار جہنم

حدیث مرفوعہ ذکر کی بلکہ صحابہ کرام نے حضرت محمد بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خلاف فتوح
 روایت کا اثبات کیا اور جیسے ہو مگر اسلام اس کو ماننے سے اسے میں چونکہ بحث سے خارج
 ہے اس نے اسکی بحث نہیں کی مائی ووم یک آپسے کسی علم کو نہیں چھپایا اس سے یہاں پر
 کہ جی تبلیغ کا حکم تھا ان میں سے کچھ نہیں چھپایا اور جسکے چھپانے کا حکم تھا وہ بیشک چھپانے
 الوار التشریح میں ہے قوله تعالیٰ یبلغ ما انزل الیک المراجیع ما یتعلق بہ من الیاء
 وقصد بانزالہ لطلایعہم علیہ فان من اکابرہم ارجح الحقیقۃ علیہم افتاتہ
روح البیان جلد میں روح البیان میں ہے فی الحدیث ما انزل الی الیۃ العزیز فلو لم یبلغ
 ان احییدہ فوضعیہ وہ بین کتفی بلا تکلیف لا یجدید اسی بل قدرکہ کائنات
 سبحانہ منزہ عن الجوارح فوجدت برودھا فاورقنی علم الاولین والآخرین
 وحفی علومہ اشقی فعملوا حدیث عہد اعلیٰ کتمہ اذہو علم لا یقدر علی حملہ غیرہ
 وعلم خیر فی کتبہ وعلم اہل علیہ فی الخیر العلم من امتی وہی الا انہ
 والجن واللائک کملی انسان العیون خلل صلاہ کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے میرے سب سے شب معراج میں کچھ بولجھا میں جواب
 دے سکایں اس نے اپنا دست رحمت و قدرت بے تکلیف و تحدید میرے دونوں شانوں
 کے درمیان رکھا میں نے اس کی سر دہی پائی پس مجھے علم اولین و آخرین کے دئے اور کئی قسم
 کے علوم تعلیم فرمائے بلکہ علم تو ایسا ہر جسکے چھپانے پر مجھ سے عہد لے لیا کہ میں کسی سے نہ بول
 اور یہ سوا کسی کو اس کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہر ادا ایک ایسا علم جس کے
 پچھلے اور کھائیکلا مجھے اختیار دیا اور ایسا علم جسکے سکھانے کا ہر خاص عام امتی کی نسبت حکم فرمایا
 اور انسان اور جن اور فرشتے یہ سب حضرت کے امتی میں تھیں انہی میں کلا مروج البیوتاب
 حدیث و تفسیر ثابت ہو کہ امر محقق ہی ہے کہ اسرار الہی کا علم جو حضرت کو مرحمت ہوا اور اس کا
 امتزاج عام ہے موم یہ کہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ویرزق العت ویمانی الا وح
 وما یدر نفس ما فی انکسب الا وہا یدری نفس ما فی ارض تمویس جن پدیع چیز و کلا
 ذکر جو انہیں حضرت نہیں جانتے اس سے ہی مراد ذکر و کونو نہیں جانتے مگر تسلیم الہی جانتے ہیں

اس حدیث میں حضرت محمد بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے
 ہمارے انداز پر اس کے علم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے ہمارے انداز پر اس کے علم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے

اس حدیث میں حضرت محمد بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے اور اس سے ہمارے انداز پر اس کے علم کی عظمت کی طرف اشارہ ہے

چنانچہ اس کا بیان گریحاً گریہاں بھی کچھ ذکر کرتے ہیں تفسیر عن انشال لیبیا میں
 وقوله ولا يعلم الا هو ای لا یعلم الا اولون والاخرین قبل ان یلهوا بها ذالک
 لهم ولم یعلم احد الا الله تعالیٰ عرف قدر بالحقیقة لا غیر وایضا
 لا یخبر احد عن جداتها والوسيلة الیه الا هو بل الله تعالیٰ عرف قدرها لایعلم الا قال
 تعالیٰ انکم الغیب لا یظهر علی غیبہ لحد الامن او یضی من سؤل اس کا ترجمہ
 کہ غایت غیب کو نہ جانتا قبل اظہار اللہ علی شانہ کے ہے پس روشن ہو گیا کہ نفی علم ذاتی کہہ
 علم قیامت شرح مقاصد جلد ثانی ان الغیب غیبہ علی الامن وجعل
 مطلق او معین ہو وقت وقوع القیامة بقریۃ السیاق ولا یبعد ان یطالع علیہ
 بعض الموصول من الملائکة والبشر اس سے ظاہر کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں
 آیت میں ای فلیسم کا انکار یکہ علم ذاتی کا انکار ہے لکن فی التفسیر الکبیر
 الامام الرازی تحت قوله تعالیٰ عالم الغیب لا یظهر علی غیبہ لحد الامن یضی
 من دخولہ فیہ رستہ کا علم کہ کب ہر میگاہ اس کا ذکر یا تفصیل اسبق میں گورہ اور
 کتاب الا بریر میں اس شمس کے جواب میں لکھتے ہیں کوکبت یضی علیہ ذالک
 والا قطاب السعدین الله الشرف یعلو ما هم دون الغوث فکیف الغوث
 فکیف بید الاولون والاخرین الذی هو سبب کل شیء ومنہ کل شیء تعالیٰ
 یعنی علم قیامت سرور کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کیونکر ضعیف ہو سکتا ہے جبکہ اس کی امت
 شریفہ کے ساتوں قطب اس کے عالم میں اور غوثوں کا مرتبہ قطب سے بھی بالاتر ہے
 پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہونگے اور سینا والا دین و آخرین محمد صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم آکر وصحابہ جمیع کے توفیق اللہ ہی اس کے عالم میں توجہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
 کیے غنی نہ ہو سکتا ہے بخلاف اسے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی
 ہر شے کا وجود جس ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہی علم مافی الارحام اگر یعنی ہیں کہ
 یہ تعلیم کی کسی کو معلوم نہیں کہ پٹ میں کیا ہے ورنہ ہاں کی جب تو کچھ کلام ہی نہیں اور
 ذاتی آخرت کا اور غایت مقدر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہی مطلب لیکن اگر حسب تمہرین علم نبی صلی اللہ

سید
 (۱)

جو سید

بہت سید

علم ہاوت

انکار ہاوت

جو سید

علم ہاوت
 سید ہاوت
 سید ہاوت

یہ مراد ہو کہ تعلیم الہی بھی کسی کو علم نہیں یا اللہ جل شانہ کسی کو سب پر اطلاع نہیں دیتا تو قطعاً غلط
 کثرت سے عبادت میں آپس کے ہر شخص کا مانہ پیدا نہیں اس کی ماں کے پیٹ میں بقدر لطف
 جمع ہوتا ہے پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ ہو جاتا ہے پھر مضغ یعنی یادہ گوشت کی شکل میں
 رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اہل جلال فرشتہ کو بھیجتا ہے وہ فرشتہ لکھتا ہے کہ کیا عمل کر گیا اور اسکی
 کتنی عمر ہے اور شقی ہے یا سعید چنانچہ الفاظ حدیث کے جو شکوہ شریفین باب ایمان بالقدر
 میں بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے پر موجود ہیں یہ ہیں شعوبت اللہ ملک کا
 بارع کلمات خیر کتب علم و اجلہ و برزقہ و شقی (وسعد) اس سے ثابت کہ فرشتہ کو
 معلوم ہوتا ہے کہ کب تک زندہ رہے گا اور غسل کیا کرے گا کل تو وہ کتب تمام عمر کے احوال
 سے خبردار ہوتا ہے طر فہ تر یہ کہ خود حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشیاء وفات کے وقت انہیں بتا دیا کہ بہت
 خارجہ عامل ہیں اور میں انکے پیٹ میں لڑکی دیکھتا ہوں چنانچہ تاریخ الخلفاء کے ص ۱۰
 میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں - و اخرجہ ماله من ماله
 ان ابی بکر یخلفہ احد و عشرین و سقا من ماله بالعبادۃ فلما حضر الموت قال
 یا بقیۃ و اللہ ما من اناس احب الی غنی منک و لا افر علی فقیر لعلک
 منک و الی کنت یخلفک جداد عشورین و سقا فلو کنت جدتہ احقرت
 کانت لک و انما اھو الیوم مال و ارب و انما ہوا اخوات و الخاک فاقمتمو علی کتب
 اللہ فقالت یا ابنت لو کان کذا او کذا لفرکت ما انما ہی امماء فمن اکابرہ قال
 و یطعن ابنتہ خارجۃ و اھا جارحۃ و اخرجہ ابن سعد و قال فی الآخر قال
 لہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے ان کو ایک درخت گھور کاٹنے والا تھا جس سے
 بیس و ستر گھورہ مال ہوتی تھیں جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرت صدیق رضی اللہ
 عنہ سے عرض کیا کہ میں نے اس کا اسم پوچھا ہے تو حضرت نے فرمایا ہے اور غریب چاہت ہے کہ اس کا
 ایک گھورہ قلم کے بیج بنایا ہے وہ خیراں ہے لیکن میرے بعد مال و دولت کے بدلے صرف
 وہ ان کا مال اور ان کے بیٹے ہیں اس کے کہ کو سوائی تم خیر کے تقسیم کرنا چاہتے ہو ورنہ وہی مال و دولت
 میرا ہو نہ کہ تمہارے بیٹوں پر ہی تصرف کیا جائے گا اسکا نام ایسا ہے کہ کسی بتاوی صرف صدیق اکبر کے ایک قلم سے
 ہیں اسکا نام ایسا ہے کہ اس کے پیٹ میں کوئی مال نہ ہو کہ وہ لڑکی ہے جس کا نام پیدا ہو نہیں

خلاصہ یہ کہ بدر میں حضرت نے دست مبارک بٹھا دیا کہ کل کو یہاں فلاں شخص مر رہا ہوگا اور یہاں
 فلاں شخص اس سے دو باتیں معلوم ہونیں ایک تو یہ کہ حضرت کو معلوم تھا کہ کل کو کیا ہونگا دوسرے کہ
 حضور کو یہ بھی معلوم تھا کہ کون کہاں مر گیا میں مافیٰ خدا اور ہاکی ارض تموت کا علم
 اللہ جل شانہ نے مرحمت فرمایا تھا یہ شبہ کہ ان جواری کو جو وقف پر گمانے میں یہ کہتی تھیں کہ ہم
 میں ایسے بنی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرمادیا اور کہا کہ اپنے جو کہتی تھیں
 کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح
 ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافیٰ خدا کا علم نہ تھا یا حسب مرسوم مخالف عقیدہ رسول اکرم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے لئے علم مافیٰ خدا ثابت کرنا شرک ہو گیا ہوگا اگر ایسا ہوتا تو حضور و سرورہ اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم ان جواری سے تو یہ بلکہ تجدید اسلام کرتے ہیں حضرت نے تجدید اسلام مذکور کی تو اس
 خود ظاہر ہے کہ یہ عقائد مرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ہستی میں بوضاحت گزر چکا۔
 زرقانی جلد ۲۲۹ حضرت حسان کا ارشاد موجود ہے

بنی موی ملک جوئی لڑا جنگ ۱۰ ویکوکت اب اللہ فی الکرم شہد
 فان قال فی یوم مقالۃ فاشب ۱۱ فتصد بقہا فی صفوۃ الیقوت خند

اس کو حضرت حسان سے سترہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار فرمایا اور جبریل علیہ السلام کو
 منع فرمایا تھا منع نہ فرمایا صحت مضمون پر ال تو علم مافیٰ خدا تو اس میں بھی انبات ہو گیا کہ جواری
 کے کلام میں تھا کہ تم فرمائیے میں فان قال فی یوم مقالۃ فاشب ۱۱ دو اگر کوئی غیب کی بات فرمائیے
 تو اس کی تصدیق کل ہو جائیگی یعنی حضور آج اللہ کے آسوائے واقعات قبل از وقت
 بتا دیتے ہیں پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کا
 منع نہ فرمایا اگر یہ مضمون صحیح ہوتا یا حسب مرسوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں ستے اور منع
 نہ فرماتے اس کا علم کہ کہاں مر گیا اور کب مر گیا یا بشت بالنسب میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساتھیوں سال قتل کئے جائیں گے۔ حسن
 و حمیر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل حسین
 علی و اثنی عشر من امواتی و اثنی عشر من امواتی فی الکبدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ

میں ایسا بنی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرمادیا اور کہا کہ اپنے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافیٰ خدا کا علم نہ تھا یا حسب مرسوم مخالف عقیدہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم مافیٰ خدا ثابت کرنا شرک ہو گیا ہوگا اگر ایسا ہوتا تو حضور و سرورہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان جواری سے تو یہ بلکہ تجدید اسلام کرتے ہیں حضرت نے تجدید اسلام مذکور کی تو اس خود ظاہر ہے کہ یہ عقائد مرگز شرک نہیں اور اس کا جواب ہستی میں بوضاحت گزر چکا۔

میں ایسا بنی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں حضرت نے منع فرمادیا اور کہا کہ اپنے جو کہتی تھیں کہے جاؤ چنانچہ صاحب تقویۃ الایمان نے اس سے استدلال کیا ہے مگر اس سے یہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت کو مافیٰ خدا کا علم نہ تھا یا حسب مرسوم مخالف شرک ہوتا تو حضور کیوں ستے اور منع نہ فرماتے اس کا علم کہ کہاں مر گیا اور کب مر گیا یا بشت بالنسب میں ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین میری ہجرت کے ساتھیوں سال قتل کئے جائیں گے۔ حسن و حمیر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل حسین علی و اثنی عشر من امواتی و اثنی عشر من امواتی فی الکبدین رسول اکرم صلی اللہ علیہ

حکم سے خواب سن کر صدیق اکبر نے عرض کیا کہ میں حضور کے بعد روحانی ہرگز زندہ ہو سکا ورنہ
 ابن سعد عن ابن شہاب قال روى رسول الله صلى الله عليه وسلم رؤيا اقصها على
 ابى بكر فقال رأيت كائنا استبقت انما لى درجته فاستبقت بعراقاين ونسفت
 قال يا رسول الله يقبضك الله الى مقبرة ورحمة واعيش بعدك مشيت نصف
 از تارخ الخلفاء حضرت نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام تری گے زمین پر پھر کھڑے کریں گے
 اولاد ہو گی پنیالیس برس ٹھہر کر انتقال کریں گے اور میرے ساتھ قبر میں دفن کئے جائیں گے
 پس میں ان وہ ایک قبرے انھیں گے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان میں پانچ مشکوۃ
 شریف میں رو عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل عيسى
 بن مريم لا يرض خنزير ولا يولد له ويملك تحت الاربعين سنة ثم يوفى في حق
 قبري فاقوم انا وطلحة بن عترم في قبري ولحددين ابى بكر وعمر حضرت عائشہ رضی اللہ
 عنہا نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند گرہ سے ہیں یہ خواب حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ عنہ سے بیان کیا فرمایا کہ آپ کے گھر میں ایسے تین شخص دفن ہو گئے جو تمام زمین
 والوں سے بہتر ہیں جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو کہا کہ اسے عائشہ تیرے
 سب چاند خاص بہتر ہیں یہ حدیث تارخ الخلفاء میں روایحج سعید بن مسعود عن
 سعيد بن السائب قال رأيت عائشة رضي الله عنها كأنه وقع في بئر من البئر فاقول
 اقصها على ابى بكر وكلى عن ابي الحسن فقال ان قصد رؤياك ليدفن في بيتك
 خير اهل البعوض ثلاثا فداق من ابي حتى صلى الله عليه وسلم قال يا عائشة هذا اخير
 لقالت ابى جعفر باتى فمضى اورد يدي بونى كذا من غير ذكره آيت ان الله عند علم الغيا
 التبين كالمعلم الى انبياء اورد جوابا اوليا كوجاهل وقوله كنه والاك حضرت كوتعليم الى بى
 انو كنه كالمعلم تھا یا کسی کو مخلوق میں سے ان کو نہ علم نہیں یا جانا جاہل اور محسوس کو اس کو
 دین سے بہتر وہ اور بد نصیب ہے کہ انبی میں گھڑت کے آگے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 فرمان کو جوں گیا ہیں اس آیت سے یہ راوی نے والاک اور غسہ کا علم کسی کو جاہل نہ دانایا ہو علم
 تعلیم الی آیت کی تفسیر جانتے کے خلاف کتابے اور یہ ضلال ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی نے تفسیر

ہوتی تو ان کی کوئی چیز نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اس کے خلاف ہو سکتی تھی
 فخر الدین رازی نے فرمایا کہ ان کو کوئی چیز نہ ہو سکتی تھی کہ وہ اس کے خلاف ہو سکتی تھی

جلد ۱ مطبوعہ مصر (میرزا غلام احمد) نے ہے وہ کہان کن اللہ مشعلہ المحسوسا قال قول
 بات القرآن تدل علی خلافہ علی الطعن الحی القرآن وکلمات باطل پس یہ کہہ دینا
 کہ خدا کے سوا کوئی غیب کی بات نہیں جانتا نہ خود بخود تعلیم الہی سے اور اس کو قرآن سے
 ثابت کرنا کفر ہے جیسا کہ امام غزالی دین رازی کے کلام سے ثابت ہوا پھر حضرت دائرہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے قول سے باوجود ٹھیک معنی بخنے کے یہ دلیلین کو باطلی جو مکر مولوی
 رشید احمد گنگوہی نے پیدا کر رکھا کہ خدا یا کہ علم غیب ہر حق تعالیٰ جو اس لفظ کو کسی تاویل سے
 دوسرے پر اطلاق کرنا ایہ ہم شرک سے غالی نہیں لفظ اسلام موصوفہ رضی اللہ عنہما

از فتاویٰ رشیدیہ جلد اول

صفحہ ۱۳۳

رشیدیہ
 ۱۳۰۱

اور مولوی اسماعیل دہلوی نے فتوۃ الایمان صفت میں لکھا ہے پھر خواہ وہ کہے کہ یہ بات
 ان کو اپنی فات سے ہو خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک کا بت ہوتا
 ہے قطع نظر اس سے کہ ان صاحبوں کے اس حکم شرک سے اسلام کا کوئی بزرگ اصرامت کیا کوئی
 عالم نہیں سمجھتا اور تمام دنیا سے اسلام اسماعیلی و رشیدی شرک میں مبتلا نظر آتی تو لطف کی
 بات یہ ہے کہ اس شرک کے پڑے اپنوں کی گردنیں بھی نہ بچ سکیں مولوی اختر علی تھانی
 اور قاضی حسن چاند پوری بھی پھنس گئے کیونکہ وہ علم مذہب کو بھی کیلئے لازم بتاتے ہیں چنانچہ توضیح
 مشنوں میں کہ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
 علم غیب باعطائے الہی حاصل ہے چنانچہ اس عبارت سے کہ نبوت کے لئے جو علوم لازم اور
 ضروری ہیں وہ آپ کو بجا مہیا حاصل ہو گئے تھے الخ اب مولوی مرتضیٰ حسن اور مولوی اختر علی
 خانوی دونوں مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اسماعیل دہلوی کے فتوے سے شرک
 ثابت ہوئے اور ممکن نہیں کہ وہ اس شرک کو اٹھا سکیں الخ اصل اگر ان فیوب ثمر کے باب
 میں بحث کیا جاتا تو غالباً اس کی راہ جزو کا ایک اور رسالہ خاص اسی بحث میں مسدود ہوتا
 اسی لئے تظہیر سے اعراض کیا اللہ جل شانہ اسی مختصر کو باعث ہدایت مخلصین فرما دے
 شہرہ مشہور مغرب حضرت مخدوم علی بن علی دہلوی کے ساتھ حالت رضی اللہ عنہما تھیں

۱۔ مولوی اسماعیل دہلوی نے مولوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۳۳ پر لکھا ہے کہ خدا یا کہ علم غیب ہر حق تعالیٰ جو اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہ ہم شرک سے غالی نہیں لفظ اسلام موصوفہ رضی اللہ عنہما

ان کا ہارگم ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ٹھہر گئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ہار ڈھونڈا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتے؟
 جواب۔ مخالفین کے مخالف کا دار و مدار ہل و غلطی اسوں پر رہ گیا کسی آیت حدیث سے وہ پناہ دعوے کسی طرح ثابت نہیں کر سکتے تو مجبوری و ناچار ہی اپنی غلطیوں کو بچانے
 دلیل کے پیش کر دیتے ہیں نہ معلوم انھوں نے اپنی رائے کو دلائل شرعیہ میں سے کوئی
 دلیل قرار دے رکھا ہے دینی مسائل اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام و
 احوال پر ماؤں کے منتشر خیالات پر موقوف نہیں ہیں جب آیات و احادیث اور کتب معتبرہ
 سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عالم جمع نہیں ہوتا تو مخالفین کا وہم کس شمار و قطار میں
 اپنے خیالات و اہیہ کو آیات و احادیث کے مقابلہ میں انکار و کرکے پہلے پیش کرنا مخالفین
 ہی کی جرات ہے اس سوال کا دار و مدار صرف اس بات پر ہے کہ حضرت نے نہ بتایا اقل تو
 اس میں کلام ہے مخالف کو اس پر دلیل لانا تھی، کوئی عبارت پیش کرنا تھی مگر وہاں اسکی
 ضرورت ہی نہیں جو بات مذہب میں آئی کہدی حضور کی جس فضیلت کا چاہا بعض بزرگوار انکار
 کر دیا بخلاف مسلم کی حدیث جو۔ نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا فوجدہا
 اہم نودی فرماتے ہیں یحتمل ان یکون فاحل وجہا اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور خود اسکے واجد ہیں وہ ہار خود حضور نے پایا پھر بتایا کہ
 کیا منی اور فرض کیجئے کہ نہ بتایا تو نہ بتانا کسی عالم کا نہ جاننے کو کب تکرم۔ یہ کہاں کی منطق
 ہے اگر یہی قیاس ہے تو خدا خیر کرے کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی تہ اس انکار نہ کر بیٹھیں کہ
 کفار نے وقت قیامت کا بہتر سوال کیا اور ایمان یوم البقیہ کہنے مگر اللہ جل جلالہ نے نہ بتا
 معلوم ہوتا تو کیوں نہ بتاتا معاذ اللہ نہ بتانا کسی حکمت سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے لئے قدم علم ضروری
 ہو اس نہ بتانے میں جو حکمتیں ہیں وہ آپ کو کیا نظر آئیں گی، لکھ والوں سے پوچھتے فیض الشیخ
 قاضی القضاۃ ابو الفحاطہ الزواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری
 شرح صحیح بخاری جلد اول ۲۱۵ میں فرماتے ہیں واحتدل بذات علی جازا الا فاما فی الکتاب
 الذی لا حاء فیہا یعنی اس اقامت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس جگہ پانی نہ ہو وہاں

ہر نے کا جواز معلوم ہوا اگر حضورؐ فوراً ہی بتا دیتے تو یہ مسائل کیونکر معلوم ہو سکتے تھے یا یہ بھی
 معلوم ہوا کہ امام گو سفر میں ہو مگر اس کو مسلمانوں کے حفظ حقوق کا خیال کرنا چاہئے فتح الہی
 میں ہے و فیہ اعتناء کا تمام لحاظ حقوق المسلمین دان قلت اس سے علماء نے کتنے
 مسائل نکالے کہ دفن میت کے لئے اور اس کے مثل رعیت کی ضرورتوں اور مصلحتوں کے
 لحاظ سے امام کو قیام کرنا چاہئے فتح الباری میں ہے و نتیجہ تحصیل الضائع الاقلیۃ
 للفق الملتقط و دفن المیت و نحو ذلک من مصالح الرعیۃ اس میں یہ بھی اشارہ فرمایا
 کہ مال کو ضائع کرنا نہ چاہئے و فیہ انشاء و الی ترک اضاۃ الممال دفعہ باب فی اور یہ کہ
 (یہ) بات معلوم ہوئی کہ اس اقامت کی وجہ جب پانی نہ ملا اور صحابہ کو نماز کی فکر ہوئی کہ
 کہاں سے وضو کیا جائیگا کس طرح وضو کیا جائیگا تو وہ یحییٰ بن یونس نے لامی الہ انکو سوال
 کرنا پڑا تو حضرت صدیق اکبرؓ سے سوال کیا اور حضور اقدسؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کو ایسے ضروری سوال کے لئے بھی بیدار کرنے کی کسی کو جرات نہ ہوئی اور کسی گوارا نہ کیا
 اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو خواب سے بیدار کرنا کسی کو حق نہیں ہے انشاء اللہ الی ابی
 بکر لکون البقی علی اللہ علیہ وسلم کان نائماً و کانوا لا یوقظونہ دفعہ باب حضرت صدیق
 اکبرؓ نے اسی فکر میں کہ نماز کس طرح پڑھیں گے حضرت صدیق رضی اللہ عنہما کی کوکھ میں دگر مر
 انگلیاں ماریں یہ ضرب ایسی کہ انسان بے اختیار چھل پڑتا ہے مگر حضورؐ ان کے زانو پر
 آرام فرما رہے تھے اسوجہ سے انھیں خبیث نہ ہونے پائی اس سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کا
 اس درجہ ہونا چاہئے کہ ایسی طبی حرکات بھی نہ ہونے پائیں جن سے خواب ناز میں فرق
 آئیگا اندیشہ ہو فیہ استعجاب فی التصبر لمن قال ما یوجب الحاکمہ و یحییٰ تشویش الناس
 دفعہ ابی) فضیلت حضرت صدیقؓ کا اظہار و فیہ دلیل علی فضل عائشہؓ و ایہا و مکراد
 لہ کہ منہا حضرت صدیقؓ کی کسی فضیلت و برکت ظاہر ہوئی عمر بن حارث کی روایت میں
 وارد ہوا نقل وادار اللہ اللہ من فیکہ ابن ابی ملیکہ کی روایت میں خود جت سید عالم
 علیہ السلام نے فرمایا ما کان اعظم برکۃ فلا تمک کہ لے صدیقؓ تھا ہے ہار کی کسی عظیم نشان
 برکت و قیامت تک کے مسلمان ان کے مقبرہ میں سفر اور بیاری اور بیوی کی حالتوں میں تم سے ملنا

موصول کرتے ہیں گئے بخاری میں بروایت عروہ وار ہے تو اللہ ما قبلہ بکلت من امر منکر
 لا جعل اللہ ذلک لک واللسلم فیہ خیر لا اسید ابن جعفر نے فرمایا کہ اسے
 صدیق بجز آپ پر کوئی امر میں آتا ہے اور آپ پر گراں گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں
 آپ کے اور مسلمانوں کے لئے بہتری فرماتا ہے اور عبد الرحمن ابن قاسم دالی روایت میں جو
 بادل پر کلمہ ال ال ابی بکرا کہ لے آل ابو بکر یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے حضرت صدیق
 اکبر نے آیت تیم نازل ہوئی کے بعد عین مرتبہ فرمایا انک لمبارکۃ اے صدیق تم یقیناً
 بیشک بڑی برکت والی ہو اہل ایمان کو تو نظر آتا ہے کہ حضرت صدیق کے بار کی وہ
 سے شکر اسلام کو اقامت کرنا پڑے اہل ایمانی نہ ملے تو ان کی برکت سے اللہ تبارک
 تعالیٰ تیم کو جائز فرمائے اور مٹی کو مطہر کرے یہ سن جہاں آنکھیں بند ہوں اور
 بصیرت کا فائدہ چاہتا ہوں وہاں سوائے اس کے کچھ نہ معلوم ہو کہ حضرت کو علم نہ تھا
 چشم بداندیش کہ پر کسندہ باد عیب نماید ہنر شس در نظر
 خلاصہ یہ کہ منافقین کا یہ قیاس فاسد باطل مضی اور سراپا نفوس اور ان کے دعائے
 جہل کو اس سے کوئی تا یہ نہیں پہنچ سکتی۔

شہرہ شہرہ تم دینی غلام میں ہے رجل تزوج امرأۃ فشاہو و ققال الرجل والمرأۃ
 خدا نے سزا وغیرہ یا گواہ کریم قالوا ینکون کفر کا لہ اعتقد ان رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم یعلم الغیب وهو ما کان یعلم الغیب حدیث کا ان فی الہیاء فکیف
 بعد الموت تو چھ ایک مرد نے ایک عورت سے زانیہ کیا ہوں کے نکاح کیا پس مرد
 اور عورت نے کہا خدا اور رسول دے اللہ علیہ وسلم کو ہم نے گواہ کیا کہتے ہیں کہ
 یہ کفر ہو گا اس لئے کہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب کو جانتے ہیں
 اور حال یہ کہ وہ زندگی میں بھی غیب کو نہیں جانتے تھے پس بعد وفات کے کیونکر جانتے ہیں
 جواب یہ مقرر کا نتیجہ یہ ہے کہ متفقہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر فقہ سے ثابت
 کہ ہے مگر ایسا اس کو یہ خبر نہیں کہ اس نے یہ کفر اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ قاضی ثمان کی
 عبارت سے فرشتہ ہوتا ہے تو متفقہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فراہ تمام منافی ہیں دہالی

قاضی ثمان کی عبارت تکلفی رنگ پر ہے شہادت صلی اللہ علیہ وسلم کا انقضائے حیات کا

بھی کیونکہ وہ قال میں کہ اللہ جل شانہ کے حضرت کو بعض غیب کہ علم و طاقت پر ابھوس چھڑا
 عباد قاضی خان کے ایسے کفر میں انکی فہم کے بموجب شبہ نہیں آپ یکجہیں گے وہابیوں
 نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض غیب کے علم کا بھی کب اقرار کیا تو ملاحظہ فرمائیے
 اعلیٰ رکعت الحق مثلاً وہ بہت چیزیں اور امور غیب کے حق تعالیٰ نے آپ کو تعلیم فرما کر انکی
 مقدار حق تعالیٰ ہی کو معلوم ہے اور فیصلہ علم غیب وہ میں مولوی ابو الفاضل خانہ اللہ تعالیٰ سے
 کے یہ لفظ مسطور میں۔ بھلا کوئی مسلمان کہہ کر اس بات کا قائل ہو سکتا ہے کہ حضرت ابیہ
 علیہم السلام کو امور غیب پر اطلال نہیں ہوتی ہے مسلمان کہہ کر اس بات کا قائل ہو سکتا ہے
 یہ خدا اور فرشتوں اور انبیاء اور شیخوں بلکہ تمام مخلوق کی نعمت ہو۔ اور منکرین کے اقرار
 ابتداء میں مذکور ہو چکے ہیں۔ الحاصل ہمارے مخالفین بھی بعض غیب کا اقرار کر رہے ہیں
 اور ہم بھی بعض غیب ہی کا انتہا کر رہے ہیں (کیونکہ جس شیا بھی بعض نہیں ہیں) تو اگر
 معاذ اللہ قاضی خان کی عبارت سے عجب الزام آئے گا تو ہمارے مخالفین ضرور کا فر فرما دیں گے
 دیدی کہ خون ناحق پر واداشت۔ + چنداں مال نہ دادرشہ اسم کند

اور اگر وہ کا فر فرما دیں تو کیا تجھے ہی خطا کی ہے اب عبارت قاضی خان پر غور فرمائیے
 کہ ہمیں لفظ قالوا موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس مسئلہ اختلاف ہو اور
 قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت ہے کہ وہ لفظ قالوا اس مسئلہ پر لگاتے ہیں جو خود ان کے نزدیک
 غیر متعین ہو اور انہ سے مروی ہو چنانچہ شامی رحمہ اللہ میں ہے لفظ قالوا قد کرہوا فیہ حولا
 کہ صرح جواب غیثۃ المستملی شرح غیثۃ القنوت میں ہے۔ وکلام قاضی خان
 یشیر الی عدم اختیارہ فی حیث قال واداصل علی البغی علیہ الصلوٰۃ والسلام
 فی القنوت قالوا لا یصل علیہ فی العقد الا بخیرۃ فی قولہ قالوا لا یصل الی
 عدم استحصانہ لہ والی اللہ غیر مرئی یعنی کسی شے کا قائل ہونا کہ ان ذلک من التبعات
 فی عبادانہم لہم سئل ما عاد اللہ تعالیٰ علم اب معلوم ہو گیا کہ قاضی خانکی عبارت خروج قاضی خانکے
 لہ فرق آتا ہے کہ ہم ان میں کو اتنا کہیں جانتے ہیں کہ ہم نے ان کے علم میں اصل میں مخالفین کسی کے کیا
 حق کی کچھ نہیں کہ حضور کو روکا کر کے یہ کہ ہوا اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ سے تو شکلیں انہی میں کہ انہی میں معلوم ہیں حضور

نزدیک غیر متعین اور غیر مروی اور ضعیف امر جو ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھ حکم کرنا سخت منور
اور جہل پر اور الخیار میں ہے ان الحکوم والفتیاء بقول المروج جہل و حقوق للاجماع والحق
میں بھی یہی قاضی شان والا مسند پر وہاں بھی نفاذ قیل و نہی کی دلیل موجود ہے و الخیار کی دلیل
میں جو ترویج بشہادۃ اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم لہیجی بل قیل بکین شامی
میں ہے (قوله بکین) لہیجہ اعتقاد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب
قل فی التنازع خافیہ و فی باب ذکر فی المتعاطات لا یکفر لکن کہ شیاء قد مضی علی روح
الغیب صلی اللہ علیہ وسلم و ان الرسل یعرفون بعض الغیب قال اللہ تعالیٰ عالم
الغیب فلا یطہر علی غیبہ احد الا من الرضی من رسول خلاصہ یہ کہ جس نے کفر
بتایا ہے اس کے نزدیک اعتقاد علم غیب بسبب تائید غائیہ اور حجۃ میں تسقط سے نقل کیا ہے کہ
اس اعتقاد سے آدمی کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ روح پاک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر
اشیاء پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب کو جانتے ہیں فرمایا اللہ جل شانہ عالم الغیب فلا
یظہر لمعدن الخالق شرح کثر الدقائق اور خزائن الروایا میں جو روایا مضیہ و الصحیح

اللہ لا یمکفر لکن الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یعلمون الغیب و یعرض علیہم الاحادیث
فلا یمکن کفر یعنی مضرت میں جو کہ صحیح یہ ہے کہ کافر نہیں ہوتا اس لئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام
غیب کے عالم میں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں پس کفر ہو گا شامی باب المرتد میں مسئلہ بارزہ
و ذکر کے فرماتے ہیں حاصلہ ان دعویٰ الغیب معارضۃ لنص القرآن و یکفر بہا الکفر
اذ لا سند ذلک صحیحاً و دلالتہ علی سبب من اللہ کو حجتی و الہام یعنی غیب کے دعویٰ
نص قرآن کے معارضہ سے ہیں امر کا مدعی کافر ہو جائیگا لیکن اگر اس نے نص نہ کیا یا دلالتہ کی
سبب کی طرف نسبت کر لی ہے جہاں اللہ کی جانب ہوش و حجتی و الہام وغیرہ کے تو کافر نہیں
و الخیار میں وہی کمال انسان غیر انبیاء لا یعلم و اراد اللہ تعالیٰ لہ و لہما لکن ارادۃ
تعالیٰ غیب لا یفہم فافہم علما اہل دقتہ تعالیٰ بحکم حدیث الشافعی المصدق
من بیرون اللہ بہ خیر افہم فی الذلک غایۃ الاوطار میں اس عبارت کے تحت مطلوب ہے
اور اشباہ صحیح کہ ہر آدمی سوائے انبیاء علیہم السلام کے جانتا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کیا ارادہ

اس کے ساتھ دالین میں اس واسطے کہ حق تعالیٰ کا ارادہ غیب سے مگر نقیہ اس کو جانے ہیں
 اس واسطے کہ وہ جان گئے ہیں حقتعالیٰ کے ارادہ کو جو ان کے ساتھ ہے رسول صادق مصدق
 کی اس حد کی دلیل سے کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں فیکرہ ہے
 یعنی مرد بین فہم سلیم عطا کرتا ہے۔ اب خوب ظاہر ہو گیا کہ نقد میں بھی جہاں انکار ہوا اس کے ہی معنی
 ہیں کہ بے تعلیم الہی کے کسی کو عالم غیب بتانا کہ ہے اور تعلیم الہی سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے لئے ثابت شہدہ ہم جمع اشیاء غیر متناہی ہیں پھر حضرت کو غیر متناہی کا علم کیونکر ہو سکتا ہے
 جواب یہ اعتراض سخت جہالت کا نشی ہے اس لئے کہ جمیع اشیاء کو غیر متناہی ذکر کیا مگر
 وہابی امام محمد بن رازی تفسیر کبیر میں تحت آیہ والحاظ بما لا یحکم واحصی کل شیئ
 عدادا کے فرماتے ہیں قلنا لا شک ان احصاء العدد اذا ما لیکون فی القناهی فما
 حفظہ کل شیئ فانہما لا یتدل علی کونہما غیر متناہ کما ان الشئی عندنا ما هو للوجود
 والموجودات اعتدائیة فی العدد اس عبارت سے موجودات کا متناہی ہونا روشن ہے
 خواہ مخواہ اپنی طرف سے ہے وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تفتیس کیلئے موجودات کو غیر متناہی
 کہنا کونسی عقلندی جواب بعض خبریات عقلیہ کا رد کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
 مولوی اشرف علی تھانوی کی تقریظ ہی نقل کیجائے۔

مولوی اشرف علی صاحب کی تقریظ کا رد

قولہ بعد الحمد و مقصودہ احقر الذی اشرف علی تھانوی نے مضمون رسالہ اعلیٰ رکزت الحق عشرین
 کتاب ہے کہ علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں جو آیات و احادیث واد میں دو تین قسم کی ہیں
 ایک وہ جو یقیناً ایجاب جزئی کو مفید ہیں دوسری وہ جو یقیناً سلب جزئی کو مفید ہیں اور ان دونوں
 قسموں میں کسی کو کوئی کلام نہیں اقوال سبحان اللہ یہ فقرہ کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کوئی
 کلام نہیں کسی جرات ہے مثبتین کا دعویٰ کل شیئ معلوم لیسنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ
 یہ موجب کلیہ ہے اسکی تفتیس سالہ خبر یہ ہے و مثالیہ بعض اشیاء معلوم لیسنا جو شخص ایجاب
 کلی کا دعویٰ ہے اس کو کس طرت سلب جزئی میں کلام نہ ہو گا کیا مولوی صاحب کے نزدیک دعویٰ
 کو اپنے دعویٰ کی تفتیس مسلم ہوتی ہے۔ اس کوئی کلام نہیں ہوتا یہ بھی خوش نہیں ہے

عصر قدس
 مولوی اشرف علی
 تھانوی صاحب کی تقریظ

مولوی اشرف علی
 تھانوی صاحب کی تقریظ

ایک دوسرے کے ساتھ کہ بھلا کوئی ایک آیت یا حدیث تو ایسی بنا کر جس کا یہ معنوں میں کلام
چیز کا علم سرور اکرم کو دینی نہیں کیا چنانچہ ثبوتہ المحققین اہم الماظرین جناب الحاج حضرت
مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دہلی نے انشاء المصطفیٰ کے صفحہ ۱۲۰ پر فرمایا
ہاں ہاں تمام نجد یہ دعویٰ گنگوڑی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجماعاً و اشراً و کمر
چھوٹے بڑے سب کہتے ہو کہ ایک آیت قطعی الدلالة یا یہ حدیث متواتر یقینی الاقارہ
جہانگ لاہیں جس سے نص صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزل قرآن عظیم کے بعد بھی
اشیاء مذکورہ مآکان و مایکون سے نکلاں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر معنی رہا
جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ کیا فان لم تفعلوا فاعلموا ان اللہ لا یمنی کی دلائل ثابتین اب
یہ کہہ بیٹا کہ ان دونوں قسموں میں کسی کو کلام نہیں کس درجہ کی دیانت اور کیسا سچ ہے۔
قول اول تیسری وہ جو محتمل ایجاب کلی اور ایجاب جزئی دونوں کو ہر قول مناسب تھا
کہ ان اقسام کی مثالیں بھی جاتیں معلوم کس مصلحت سے کہیں گئیں یہ جہر جہا لوی حسانے
تین قسموں میں کیا جو غلط ہے اسلئے کہ جو عقیدہ ایجاب کلی پر در مقابلہ فتویٰ کی کل شئی بالمحدیث
وہ ایک جو معنی قسم ہے تو ان آیات و احادیث کا حصر تین قسموں میں اہل شہر قول اور اسی قسم
میں کلام ہے اقول چہ خوش جو مدعی ایجاب کلی کا ہے وہ جو معنی قسم سے کیوں استدلال
کر گیا قول کہ جو لوگ جناب مول قبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جمیع منیبات غیر متناہیہ کے
علم کا اثبات کرتے ہیں اقول جی ہاں ضرور بتائے کہ وہ کون لوگ ہیں جو حضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کیلئے جمیع منیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات کرتے ہیں متبعین علم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
حضرت کے لئے ہرگز جمیع منیبات غیر متناہیہ کے علم کا اثبات نہیں کرتے یہ زبردستی آپ نے اپنے پیچھے کیا
وہ تو جمیع اشیاء کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور جمیع اشیاء متناہی ہیں جیسا کہ جواب شہنشاہ میں مذکور
ہوا قولہ وہ اس قسم ثالث کو ایجاب کلی پر محمول کرتے ہیں اور اسی ایجاب کلی کو اپنا متمسک
شہر اس میں اقول غلط الخیر ضروری کیا کہ قسم ثالث کو اپنا متمسک شہر اس میں جبکہ قسم رابع
سورجہ بود و چیز دیگر قولہ انشاء و دعوت عظیم آپ کے العلم لائق ہوئیے اس علم محیط کی نفی کرتے ہیں
وہ ایجاب جزئی پر محمول کرتے ہیں اقول برا کرتے ہیں اگر بے قرینہ ایجاب جزئی پر محمول

کرتے ہیں اور جو باریک جود تسلیم آپ کے اہم خلق ہوینگے ایسا کرتے ہیں تو بہت بڑا کرتے ہیں
 حق لہذا اب توفیق تعالیٰ یہ احقر کو ملے کہ کتاب کے کتبے کے جواب بھی پورا ہوا اہل تہذیب
 ہوینگے تسلی الدلائل نہیں ہے تو مقام اثبات عقائد میں جو کہ رسیل نفسی الثبوت
 منطقی الدلائل پر موقوف ہے اس سے کہ استدلال صحیح ہو کہ اقوال کیا خوب
 بنا۔ فاسد علی القاسد حضرت آپ کی قسم ثالث سے مثبتین کو احتجاج کر مکی درود
 ہی کیا ہے جو ایجاب مکی احد تہذیبیں شہرے مثبتین قسم راہ سے استدلال کرتے ہیں
 جس میں محال احتمال مخالف سلا میں۔ اب آپ کی یہ سب کار و پود کتبج انشکوبت
 ٹوٹ گئی لہذا اس قسم ثالث کو قطعاً نسیا ایجاب مکی پر حمل کریں یا ایجاب جزئی
 پر مثبت سے خارج ہے کہ خصم کا احتجاج اس سے نہیں سالت اگر بے قراری حمل کریں
 گے تو یقیناً علمی کی راہ میں گئے قول بعض روایات مفیدہ سلب جزئی کہ اس
 میں احتمال عقلی بھی نہیں ہو سکتا کہ زمانہ حکم ایجاب مکی کو اس سے تاخیر ہو مثلاً یہ چند سہا
 کہ قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے مگر
 عرض کریں گے انت لانت الذی اعدا لک العذاب انت اعدا لک اس میں جملہ لاتدری الخ
 مفید ہو رہا ہے سلب جزئی کو اور چونکہ یہ واقعہ قیامت کا ہے اس میں احتمال عقلی
 بھی نہیں کہ زمانہ دور دور روایات محکم ایجاب مکی کو اس سلب جزئی سے تاخیر ہو۔
 اقوال۔ تقدم تاخر کیا سلب جزئی ہی کہاں ہے جب فخر علم علیہ الصلوٰۃ و السلام میں
 خود ہی خبر دے رہے ہیں کہ ہم بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلا دیں گے اور بلا لگو یہ
 عرض کریں گے انت لانت الذی اعدا لک العذاب انت اعدا لک اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر۔ واقعہ
 تو قیامت کو پیش آئے گا اور خبر آج دیدی بیسکن تھانوی صاحب کے نزدیک علم ہی نہیں
 بغیر علم ہی کے اخبار ہو گیا۔ اللہ عقل سلیم عنایت فرمائے تو انسان کو یہ سمجھتا کہ دشوار ہے
 کہ علم نہ ہوتا تو خبر دنیا کیونکر ممکن تھا پھر حضور کو دنیا ہی میں معلوم ہونا اور اس واقعہ کا
 نظر اللہ سے گزرا تا بخاری شریف کی حدیث میں بھی مروی ہے التامہ فاذا انقضت حتی اذا
 عن تہذیب رحیل من مینی ومنہم فقال لم فعلت میں قال الی النار واللہ قلت
 اللہ عظام مقام ہے یا بحث فضائل تھانوی صاحب کو ایسا ہی معلوم ہیں جو دلیل منطقی پر موقوف کرتے ہیں

یہاں تاخیر ہو گیا ہے جو تھانوی صاحب کا قاضی اور اس کا حق

وما شائعه قال اغضوا رءسہ والبدن علی ادبارہم الفہم فہم۔ حضور فرماتے ہیں اس
 اشار میں کہ میں خواب میں تھا اچانک ایک جماعت گزری حتیٰ کہ جب میں نے آنکھ کھلی تو
 تو ایک شخص نے میرے اُن کے درمیان سے نکل کر کہا آؤ میں نے کہا کہاں؟
 اس نے عرض کیا بخدا دوزخ کی طرف میں نے کہا ان کا کیا حال ہے اس نے عرض کیا کہ یہ
 حضور کے بعد اٹھے پاؤں ایچھے پٹ گئے یہ بخاری شریف کی حدیث ہے مولوی اشرف علی صاحب
 کو اتہ مطوم ہوا ہوگا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان لوگوں کو دنیا میں پہچانتے امدان کا
 مال جانتے تھے پھر سلب کہاں علاوہ بریں جانتے تھے کہ انکے کاندھوں میں ہجرہ اتفقہام
 مقدر ہو گیا کہ وذلک لعمۃ تمہا الایہ اور ہذا دخی میں مقدر ہوا اور اس تقدیر پر پتہ صحیح مسلم
 شریف کی حدیث جو اسی مضمون میں ہیں الفاظ وارد ہے قرینہ قویہ ہے فاقول یا ادب
 منی ومن امنی فقال اما شہرات ما عملوا بعد ذلک یعنی پس میں کہوں گا اسے پروردگار
 میرے میرے ہیں اور میرے اتنی پس فرمایا جاتے گا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے
 بعد کیا کیا اب تعالویٰ متا فرمائیں کہ وہ سلب کیا ہوا کیا تھا ثوی صاحب اتنا بھی نہیں
 جانتے تھے کہ متحد و احادیث سے حضور پر اعمال امت کا پیش ہونا ثابت ہے صحیح مسلم
 واہن اب میں ہے عرضت علی امتی باعمالہا حسنہا و قبحہا یعنی مجھ پر میری امت سے
 اپنے نیک و اعمال کے پیش کی گئی۔ دوسری حدیث ابو داؤد و ترمذی میں ہے۔
 عرضت علی اجود امتی حتیٰ لذلک اتی بخیرہا الرجل من المسجد و عرضت علی
 ذلک لولیت امتی فلما رءتہا اعظم من سورۃ القرآن وایۃ او قبحہا الرجل و شہ۔
 قبیحہا یعنی مجھ پر میری امت کی نیکیاں پیش کی گئیں یہاں تک کہ تنکا جسکو آدمی مسجد
 دور کرے اور مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے پس میں نے اس سے ہٹ کر کوئی
 گناہ نہ دیکھا کہ آدمی کو قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیت دیکھی پھر وہ اسکو بھول گیا جب
 حضور اقدس پر امت کے تمام نیک و خیر کبر اعمال پیش کئے گئے اور میں ہوتے ہیں کچھ طرح
 حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہیں تعالویٰ صاحب کس طرح سلب فرمائی بجا۔
 ہمیں انکی حق بھی ہے اسی قدر تو تن فرماتے کس کس چیز سے آئیں بند کر کے انکا پرہیز

رہیں گے بخاری و مسلم کی حدیث شریف ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ان امتی یدعون یوم القيمة غرا محجلین من اثار الوضوء فمن
 استطاع منکر ان یطیل شرتہ فلیفعل یعنی حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ میری
 امت روز قیامت غر و محجل یعنی اس شان سے بلائی جائیگی کہ ان کا سر اس باتہ پاؤں
 آثار وضو سے چمکتے ہوئے پس تم میں سے جس سے ہو سکے اپنی چمک زیادہ کرے مسلم شریف
 کی دوسری حدیث میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ حضور کے جو امتی ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے
 ہیں انہیں حضور روز قیامت کس علامت سے پہچانیں گے فرمایا کہ اگر کسی کے پنج کلیان گھوڑ
 سیاہ گھوڑوں میں ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو پہچان لیں گے عرض کیا بیشک ہیں لیکن ان کا
 کوئی سہ آتی اس شان سے عشر میں آئیں گے کہ ان کے پانچوں اعضا چمکتے ہوئے ہوں گے
 اور میں عرض پورا کیا کہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں قال کیف تعلم من لم یأت ببصحة
 امتک یا رسول اللہ فقال ما یأت لولن رجلا لم یخل غر محجلة بین ظہری خیلہم
 یحمر لہم العرف خیلہ قالوا بلی یا رسول اللہ قال فانهم یأتون غرا محجلین من
 الوضوء وانا فرطہ علی السور کیا مولوی شرف علی صاحب کے خیال میں ان مرتدین
 کے پنج اعضا بھی چمکیں گے جس سے حضور کو ان کے مومن ہونے کا خیال ہونے کے لا حول و لا
 قوۃ الا باللہ کس بنیاد پر یہ تھا مولوی صاحب سلب ثبوت کرنے بیٹھے ہیں؟ بالفرض اگر حضور کو
 پہلے سے علم نہ ہوتا تو پھر اس علامت سے حضور پہچان سکتے تھے وہ جاننے پہلے سے معلوم
 ہو معرفت ہو چکی ہو جیسا کہ مسلم شریف میں روایت سے معلوم ہو چکا مگر تعاقبی صاحب اس سبب کا
 لفظ سیکر لیا ہے کتنی ہی حدیثوں کے خلاف ہو انہیں کسی کی پرواہ نہیں ایک محدث اور
 شیعہ پہلے حضور سید عالم علیہ الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا روز قیامت پہلے مجھی کو مسجد کی
 اجانت ملیگی اور پہلے سرٹھاٹیکا بھی مجھی کو اون دیا جائیگا پھر میں اپنے سامنے تمام امتوں کے
 در بیان اپنی امت کو پہچان لوں گا اور اسی طرح اپنے پس پشت اور داہنے بائیں بھی آ
 ستھن نے عرض کیا نوح علیہ السلام کی امت سے حضور کی امت تک بہت میں ہوں گی ان سب
 میں حضور اپنی امت کو کس طرح پہچان لیں گے فرمایا ان کے ہاتھ پاؤں چہرے آثار وضو سے چمکتے

اور دشمن ہونگے اور کوئی دوسرا اس شان پر نہ ہوگا اور کیوں تھا تو ہی حسب پیر میں آپ کے
 توحید حضور کو ان مرتدین کا بیچنا نہ ممکن ہی رہیگا اب فرمائیے آپ کے سب کب فراموش ہوا
 اللہ میں نہیں یوں بیچاؤں گا کہ ان کے ہر اعمال ان کے ہاتھ نہیں ہونگے اور ان کی نوبت ان کے
 ہاتھ سے دور قی ہوگی اور کیوں تھا تو ہی حسب کیا مرتدین کے اعمال سے بھی کیا ان کے دہشتہ ہی تھا
 میں ہونگے؟ ذرا اپنے سلب کی نبض تو دکھائیے آپس کو فی حق باقی تو نہیں رہی، حدیث
 کے الفاظ ملاحظہ ہوں انا اول من یؤمن باللہ بالعبودۃ یوم القیامۃ ھا الذل من الذل
 لہ من یفرج واسۃ فانظر الی علی بن ابی طالب و اعرضا النبی من بین الہامہ و من یضقی
 مثل غلک و عن عینی مثل غلک و عن شمالی مثل ذالک فقال کل یا رسول
 اللہ کیف تعرف امتک من بین الہامہ صرفہا بین فوج الی امتک قال ہر غر عجبت
 من انہم یفرجوا لیس احد کذلک غلک و اعرفہم انہم یفرجوا کتہم ہا انہم
 یفرجہم تسعی من ایدیکم و ذہبہم من ذہابہ احد الہامہ قرانیہ استفہام مقد
 ہستے گایا نہیں اتنی حدیث آپ کی حکیم کے لئے کافی ہیں یا وہی کہے جائیگا۔ کاش نہ ہوں ہی
 پر حمل کیا ہوتا مگر مجھ ہی تو یہ تھی کہ آپ کو شوق تھا سلب نہایت کرنے کا ہر حال رہا تو آپ کا
 سلب سلب ہوا و الحمد للہ فرمائیے تھا تو صاحب اب سہاجرہ کس کے گھر سے
 آجیگا؟ قول دوسرا مثل یعنی ایجاب جزئی متعین اور حق ٹھہرا اور یہی مذہب ہے نفاۃ کا۔
 اقول یہ لیاقت ملی سے بیجا تھی اور نہ نفاۃ کی با تھی ہے کہ نفاۃ کا مذہب ایجاب جزئی
 تھا جانے کیا سوچ کر کہا ہے جسکا مذہب ایجاب ہے وہ کیونکر نفاۃ میں شمار کیا گیا؟ ایک
 عنایت فرما کا شبہ جب نفیر کو تحریر کیا اسے فراغت ملی تو ایک عنایت فرمائے ایک
 شبہ اور کہیں کر کے لرایا کہ یہ شبہ اور اس کا جواب جو تیرے خیال میں آئے اس
 رسالہ میں مثال کر چنانچہ وہ شبہ میں جواب حوالہ فلم جوتا ہے شبہ بعد و حراج
 کے جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کافروں نے بیت المقدس کا حال
 دریافت کیا تو حضور مردود ہوئے جب اللہ صلی اللہ تعالیٰ شاذ نے بیت المقدس حضور کے سامنے کیا
 تب حضور کے کافروں کا حال تھا یا اگر حضور کو پہلے سے معلوم ہوا تو آپ تردید کر کے اور
 فرمایا دیتے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہر چیز کا علم نہیں جواب سلطان کو ہر

یہ کہ ان کے ذہن میں تھا کہ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حال میں کیا تھا
 تو وہ جو اس کا جواب

اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ حدیث صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے جن اشیاء کا علم قرآن و حدیث سے
 ثابت ہو جیسا کہ ابتدائے رسالہ مذکور میں مفصل گزرا، تو پھر اپنی طرف سے شبہ نکالنا اور ہر
 اس شخص میں رہنا کہ کوئی اعتراض علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہیں کرے گویا اس چیز کا انکار ہے
 جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو اور یہ سخت مذہب و قبح ہے پس مذہب ہم رسول اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم جس اشیاء پر ثابت کر چکے تو اب کسی کو اعتراض نہیں رہتا اور جو کوئی
 اعتراض کرے وہ آیت یا حدیث کا مقابلہ کرتا ہے اس سے میری مراد ہے کہ ہم شخص
 جاہل ہو یا عالم قرآنی شریف و حدیث سے جو چیز ثابت ہو اس پر اپنی عقل ناقص ہے، قرآن
 کی اسکی مخالفت دیکرے بلکہ ہر حشیم تسلیم کرے۔ اب مسئلہ شہ کے دن کی طرف
 توجہ فرمائیے ہر ذی عقل اگر علم بھی نہ رکھتا تو تمام آثار و روایات کے کفار سے جو باتیں
 بیت المقدس کے متعلق حضور سرایا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کی تھیں وہ نہ وہ
 حضور کو معلوم تھیں مسئلہ کہ اگر کفار ایسے امر کا سوال کرتے جس کے جاننے کا قرار حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا ہوتا تو حضور پرگز متروک و غلطی نہ ہوتے بلکہ یہ صاف ارشاد
 فرما دیتے کہ ہم نے اس کے جاننے کا دعویٰ نہیں کیا پھر تم ہم سے کیوں اس کو دریافت کرتے ہو
 مگر حسب بیان سائل حضور نے یہ نہ فرمایا بلکہ متروک ہونے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور نے
 امر احتیاطاً اشارہ ان باتوں کے جاننے کا اقرار فرمایا تھا جو کافروں نے دریافت کیں اور حضور
 کا فرمان سر اس طرح تھا تو حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا
 جو کفار نے دریافت کی تھیں پھر ان کا نہ بتانا یا متروک ہونا کسی حکمت پر مبنی یا اس طرف التفات
 نہ ہونے سے ناشی دوم یہ کہ وہ حدیث شریف میں موجود ہے حضور بیت المقدس تشریف لے گئے
 اور یوں نہیں کہ سوار چلے جاتے تھے راستے میں بیت المقدس پر گزرے اس کو ایسے طور پر
 دیکھا بھی نہیں بلکہ وہاں سواری یعنی براق سے اتر کر مسجد کے اندر تشریف لائے پھر وہاں وہ
 کہیں حجة المسجد پر تھیں پھر باہر تشریف لائے پھر جبرئیل علیہ السلام ایک برتن شراب کا
 ایک دودھ کا لائے حضور نے دودھ پسند فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے لطف کو امتیاز
 فرمایا الفاظ اس حدیث کے جو روایت مشکوٰۃ شریف میں مروی ہیں یہ ہیں حدیث ثابت
 (البتانی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وهو دابة

ابیض بلویل فوق الجمار و دون البغل یقع حاقوق عتق منتهی طرفاً فرکت
 حتی اقبلت بیت المقدس فوطنته بالحنقة التي ترتبط بها الاقبیاء قال ثم دخلت
 المسجد فصليت فيه ركعتین ثم خرجت فجللت فی حبرئیل بانوار
 خمر ولباء من لبن فاحتوت باللبان فقال حبرئیل اختوت الفطرية اقبلت
 بقدر الحاجة ابك حضرت کی سہراور بیت المقدس کا دیکھنا وہاں شہرنا سواری سے
 آرا سواری یعنی ہراتی کو ہانڈہ دینا بیت المقدس میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا فرماتا
 پھر تہاب چھوٹا دھوا تھا مگر نہ صاف بتا رہا ہے کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 کو کدوہائے حالات پر آگاہی تھی پھر اگر حضور مقرر ہوئے ہوں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ
 اس وقت اسطوف الحقات نہ تھا چنانچہ الفاظ حدیث کے اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جو
 حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لقد رايتني في سبطي وقرشي فسلني عن مسراتي فسا لفتني عن اشیاء من بعیت
 المقدس ثم اقبلت فقلت کویا الحیث از مشکوة اور اس حدیث کے حاشیہ پر ہے
 لم اقبلت علی لم اقبلت ولم اقبلت۔ ہر لغات بلکہ ایک روایت میں الحید و ارد ہے کہ حضرت
 رسول قبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے اوصاف حضرت صدیق اکبر
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کئے اور حضرت نے سب بتا دیئے اس حدیث میں تروہ
 و لکھ کا نام تک نہیں۔ چنانچہ دارالرحمۃ البیضاء میں ہے۔ یعنی آمد الہی بکرمی اللہ و
 اور حضرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گفت یا رسول اللہ وصف کنی آنرا میں کہ
 من رقتہ ام استجا و دیکھام آنرا پس وصف کرد آنرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس گفت
 ابوہریرہ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا و قلنا ما ادرنا ما ناول اللہ ما یفعل بی و لا یکون منی خدا کی قسم میں نہیں
 جانتا خدا آٹھا ایک کہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا جائیگا اور نہ یہ کہ تمہارے ساتھ
 کیا کیا جائیگا اور یہ منوں آیت میں بھی ہے فلا ما کنت من الرسل و ما ادرای
 ما یفعل بی و لا یکون جواب آیت و حدیث دونوں میں آدر ہے جو روایت ہے

مشتق ہے اور درایت اکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں رواحتار
 میں زور والراجح الذی لایہ بالرفع صلفاً عن الاشبہ اسی ہواجج من جہتی
 الذی لایہ اسی اور اک العقل بالقیاس علی غیرہ توصات یعنی ہوتے کہ میں اپنی عقل
 سے نہیں جانتا اور تعلیم الہی جاننے کا انکار کسی لفظ سے آیت و حدیث کے نہیں ٹھکتا
 مگر تعجب ہے کہ مترض نے شبہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت کو نہیں معلوم تھا کہ اللہ جل جلالہ
 کے ساتھ کیا کرے گا اور اس سا وہ لوح نے اتنا نہ سمجھ لیا کہ اللہ جل جلالہ خود فرماتا ہے ولا یخفی
 عنک من الامر الا ما فی ذلک و سوف یعطیک ربک قدر ضلی جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کو آخرت کی بہتری اور اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی دنیا میں ہی معلوم ہوتا آیت
 قرآنی سے ثابت اور حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس پر یقین، فرما کر یہ نہا، لہذا
 هذه الایة قال انما الاصلی و واحد من اصنی فی النار ان تعسی کبر جلد ۵۵۰ کہ میری
 لغت کا ایک شخص بھی دوزخ میں ہوگا تو میں راضی نہ ہوں گا۔ صحت ہمارا ہے کہ
 حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب معلوم تھا کہ کچے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ الغرض
 مترض کا شبہ یا تعصب کی بنا پر ہے یا جہالت سے اس بیچارہ کو اب تک یہ خبر نہیں کہ یہ
 آیت جس سے وہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم نہ ہونا اس معاملہ کی نسبت جو آپ کے اور
 آپ کی امت کے ساتھ کیا جائیگا ثابت کرتا ہے وہ آیت فسوخ ہے ملا عبد الرحمن بن محمد و سخی
 رحمہ اللہ رسالہ ناسخ و فسوخ میں لکھتے ہیں قوله تعالیٰ ما ادری ما یفعل فی ولا یفعل فی
 بقوله تعالیٰ اما ففعلناک فتعاصیانا یغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر
 اور اسی صفحہ میں اس سے کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں سورة الفتح وهو انما یفعل فی ولا یفعل فی
 منسوخ قال فی قوله تعالیٰ یغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر والمنسوخ
 قولہ تعالیٰ وما ادری ما یفعل فی ولا یفعل فی و دون عبار توں سے ثابت ہو گیا کہ یہ
 کو یہ ما ادری ما یفعل فی ولا یفعل فی ہے اور اس کا ناسخ اما ففعلناک فتعاصیانا الایہ
 جس میں دنیا میں فتح میں ان کا اور آخرت میں مغفرت کا مژدہ دیا گیا اور یہ بتایا گیا ہے کہ سید عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا اب حل و علا دنیا و آخرت میں کجا کرے گا اب معلوم ہے عبد العزیز

وہاں کو یہ اسی اس صفحہ پر ہے کہ آیت نہا کہ صحت ہمارا ہے کہ

کہیہ قول پہ کل چسل ہو گیا کہ اس آیت کے اگر بینی نے جا دیں کہ ہے نہ تمہ اور عاقبت کی
 آیکو خبر نہ تھی تو یہ مسوخ ہے اور موانہ اللہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں اور دوسرے معنی کہ
 یعنی آپ ان واقعات اور معاملات سے جو دنیا میں آپ کو پیش آئے اسے نہ خبر ہے
 کسی کے نزدیک مسوخ نہیں (یعنی سارا سب) ثانیاً دوسرے معنی جو تعرض نے نکالے بہت
 ضعیف ہیں صحیح معنی وہی ہیں خبر وہ خدایت کو مسوخ مانا ہے بخاری میں ہے عن عائشة
 بن زید بن حشام ان ام العلاء اعلت من کبر مقتادہ کہ انت با یعت اسیر علی اللہ علیہ
 وسلم خبرتہ انہ اقصوا المہاجرین قرعۃ قللت قطارہا عثمان بن
 عفان فانزلناہ فی آیاتہ فوج وجہ الذی قوی قبہ فلما توفی وغسل وکفن
 فی الثوبہ دخل علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ
 علیک بابا القمار فی مشہاد فی حدیث لکونک اللہ فقال البنی صلی اللہ
 علیہ وسلم وعاہد ریات ان اللہ اکوید فقلت بالی است یا رسول اللہ فمیکرم
 اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ہو فقل جامعہ الیقین واللہ الی
 لا رجول الخیر واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل فی قالت فواللہ ما ادری
 بعدہ احدی یا رسول اللہ کہ کما یلین ما شہ تفسیر جلالین مطبوعہ مطبعہ ناسد فی صلا
 میں اسی کریمہ و ما ادری الایہ کی تفسیر کے متعلق لکھتے ہیں قال ابن الجوزی انہ صحیح
 فی معنی الا بقیہ قول الحسن وعن ابن عباس وانش وعکرمة وقادۃ معنالا
 لا ادری احالی ولا احاکم فی ہذا خبرہ ثم قول بعد فی فضل اللہ ما تقدم من
 ذہبک وما تاخر فقالوا ہذا فی علی علیہ السلام فعل اللہ تعالیٰ بک ثم قول لیدی خیل
 المومنین والمومنات جات، جو معلوم ہو گیا کہ ابن حمزہ (غیر مقلدوں کے مسلم محدث)
 کے نزدیک بھی آیت کے وہی معنی صحیح نکلے چکے اور ہونے پر مولوی عبدالعزیز صاحب نے
 بھی آیت کے مسوخ ہونے کا اقرار کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں
 اب کیا مجال گفتگوری ثالثاً اگر مولوی عبدالعزیز صاحب کے وہ ثانی معنی فرض ہی کر لے
 جا دیں تو ان کا یہ کہن سر اسر چسل ہو گیا کہ کسی کے نزدیک بھی مسوخ نہیں۔ کیونکہ
 اولاً تو اس آیت کو چھ سات مسوخ لکھا ہے نہیں لکھا کہ اس معنی کے لئے تو مسوخ ہو

اگر دوسرے معنی کے لئے مسوخ نہیں دوسرے جو آیت اس کی تائید ہے وہ خود بتا رہی ہے
 کہ دوسرے معنی میں بھی آیت مسوخ ہے اس لئے کہ اسمیں اس کی صاف بشارت
 ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کیا جاوے گا اور اس کی بھی کہ آخرت میں کیا
 تفسیر لیا جائے گی (خازن جلد رابع ص ۱۸۸) ملاحظہ کیجئے اس میں تاہم وقیل لا ادری الا
 ماذا یصیر امری وامرکم فی الدنیا اما انافلا ادری الا خرج کما اخرجت الانبیاء
 من قبل ام اقل کما قتل بعض الانبیاء من قبل واما اعتبرا کما المصد قوت
 فلا ادری الا خرجت معی ام تفرکون ام صاذا یفعل بکم ولا ادری ما یفعل بکم
 اجماع المکن یون اترسون بالمجادرة من السماء اجماع بکم ام ای شیئی یفعل
 بکم جماع فعل بلام المکن بفتح خاء خبر انہ یتھربون علی
 الانبیاء کلہما فقال تعالیٰ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودرین الحق لیتظہروا
 علی الذین کذبوا وقال فی امتہ وما کان اللہ لیعذبہم وامت فہم وما کان اللہ
 معنہم وھم یتعصون فاعلم ما یصنع بہ وبامتہ قبل معاذ لا ادری
 الا ماذا یصیر امری وامرکم ومن الغالب والمقلوب ثم اخبر وانه یظہر
 علی الاحادیث وامت علی سائر الاحادیث کہوں صاحب کہو اب بھی سمجھے کہ حضور علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کو حق سچ تعالیٰ نے اس کی بھی خبر دیدی تھی کہ دنیا میں آپ کے دورہ آپ کی
 امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جاوے گا اور اس معنی میں بھی یہ آیت مسوخ ہی ہے مع جو کہ
 نہ سمجھے نہ تو اس بت کو خدا سمجھے والبعثناہم شرم کی بات تو یہ کہ ہمارے مخالفین ہاں جو
 دھمکے اسلام کے آج اس آیت سے خوشی خوشی ایسا ہی اعتراض نکال رہے ہیں
 جیسا کہ عرب کے مشرکوں نے نکالا تھا اور اس کے جواب میں میں وہی آیت پیش کر لی ہوئی ہے
 جو ان کفار ویکاکے جواب میں نازل ہوئی۔ اے اسلام کا دھوے اور یہ حرکتیں لما نزلت ہذا
 لا یخرج المشرکون وقالوا لا ادری الا ما یرئوا واما عند اللہ الا واحد وما
 لہ علیہا من مزیة وفضل ولولا انہ انزل ما یقولون من
 حوات نفسہ لا یخبرہ الذی یرئہ ما یفعل بہ فانشزل انفسہ

عن قول ليفضل لك الله ما تقدم من ذمتك وما تأخره قالت الصخره هنيئاً لك
 نبى الله قد علمت ما يفعل بك فماذا يفعل بنا فانزل الله عز وجل ليدخل المؤمنون و
 المؤمنات جنات تجرى من تحتها الانهار والآية وانزل وسبق المؤمنون بان نعم من الله
 فضلاً كبيراً فيمن الله ما يفعل به ويجعل رجاؤنا ص ۱۲۳ مطبوعه مصر شهر ربيع الثانى
 پاک میں وارد ہے یوم یجمع الله الرسل فيقول ما اذابكم قالوا لا اعلم لنا انك انت
 علام الغیوب یعنی جس دن جمع کریگا اللہ رسولوں کو پھر فرمایگا کہ تم کیا جواب دیے گئے یعنی
 تمہاری امتوں نے تبلیغ اسلام پر کیا جواب دیا وہ کہیں گے کہ ہمیں علم نہیں تو ہی علم الغیوب
 ہے تو اگر رسولوں کو ہر چیز کا علم ہوتا تو وہ ایسا کیوں کہہ دیتے؟ جواب ایسے شبہات
 مخالفین کی کوہ اندیشی اور نادانی سے ناشی ہیں کیونکہ صرف آیت ہی سے اتنا تو ظاہر ہے
 کہ انبیاء علیہم السلام کو اس چیز کا علم ضروری ہو چکی نسبت وہ لاعلم بنا فرمادینگے کیونکہ سوال یہ
 کہ تمہاری امتوں نے تمہیں تبلیغ کے بعد کیا جواب دیا تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو وہی مانا
 اور جواب دینا چاہئے جو انکی امت نے دیا تھا بچائے اسکے یہ کہہ دینا کہ ہم نہیں جانتے تو خود علم الغیوب
 ہے صنادید اسکی ہر کہ بقاء علم حق سجاد تعالیٰ کے اپنے علم کی نفی کر رہے ہیں اور یہی مقتضایا
 بھی ہے و تحقیقت میں تمام مخلوقات کا علم غائی حل شان کے علم کے سامنے مثل لاشے کی ہے
 تفسیر فزان ص ۱۲۰ جلد اول میں تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے ان الرسل علیہم السلام لما صلوا
 ان الله تعالى عالم لا يحول وليم لا يصفه وعادل لا يظلم علموا ان قولهم لا يقين خيلا
 ولا بدح شول فوا في الادب في السكوت وتقويض الاصل الى الله تعالى وعلما
 صا ولا يعلموننا جهوز فمیرین اسکے تو مقر ہیں کہ انبیاء و صلوٰۃ اللہ علیہم وسلم کو یہ علم تو
 ضرور ہے کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا ہے پس اس مخالفین کے شبہ کا تو قلع
 و قلع ہو گیا اور دم مارنے کی جگہ نہ رہی مگر ہمیں یہاں سے ایک نکتہ حاصل ہوا وہ کہ انبیاء
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ مانا کہ ہمیں علم نہیں اسکے عدم علم کی دلیل نہیں بلکہ یہ کہ انکا مقتضایا
 ادب کہ حضرت حق سبح تعالیٰ کے استغناء وہ اپنے علم کو کچھ شمار نہیں کرتے جسے لائق شکر و
 مدح اللہ اسادو کے سامنے۔ تو اب اگر ہمارے مخالفین صاحبان کو کچھ شرم و حیا سے متعلق ہو تو

آئندہ ایسی عبادات سے ہرگز استلال نہ کیا کریں کہ ایسے اہلکار کو ادب پر محمول ہوتے ہیں یہ
 ابو داؤد و ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پاؤں مبارک قدم سے
 آثار دی چکے مگر صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم) نے بھی اپنی اپنی پاؤں میں آثار دیں سرور عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد فراغ نماز صحابہ سے فرمایا کہ تم نے کس سبب اپنی اپنی
 پاؤں کو آثار دیا عرض کیا کہ حضور نے قدم مبارک پاؤں مبارک آثار دی تھے لہذا ہم بھی
 ایسا ہی کیا فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسے جبریل علیہ السلام نے خبر دی تھی
 کہ ان میں نجاست ہے تو ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نجاست نہیں پڑے تو کیوں نجاست
 والی چیزیں نماز پڑھتے ہو جواب میں عرض کیا کہ نجاست واسطے جوتے تھے پڑھتے تھے
 ادب اور اسکی نجاست پر دال جو پاؤں مبارک میں کوئی ایسی نجاست نہ لگی تھی جس سے نجاست
 جائز نہ ہوتی نہ نجاست عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پاؤں مبارک آثار کے پر کھانا فرماتے
 بلکہ نماز ہی اور سر فوٹ پڑھتے مگر جب ایسا نہ کیا تو معلوم ہوا کہ کچھ ایسی نجاست ہی نہ تھی جس سے
 نماز درست نہ ہوتی بلکہ جبریل علیہ السلام کا خبر دینا اظہار عظمت و رفعت تھان حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تھے جو کہ کمال تنطیف و تطہیر حضور کے حال شریف کے لائق ہے
 اس سے عدم علم ان سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر استلال ایک خام خیال ہے شیخ
 عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ الیقین شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں کہ وقدر
 فتح قاف و ذوال محمد و ذوال آنحضرت وہ پیدا و آنرا طبع و ظاہر انجاست سے نبوہ کہ نماز باں درست
 نباشد بلکہ چیز سے بود مستفاد کہ طبع آنرا ناخوش و ارد و الا نماز از سر سگشت کہ بعضے نماز
 باں گزاردہ بود و پیر و ادن جبرئیل و برآوردن از پا جہت کمال تنطیف و تطہیر بود کہ لائق
 بحال شریف و سے بود شہدہ و اقدیر معوز جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ چند لوگ آپ سے کہتے ہیں جو میری قوم کو دین کا
 تبلیغ کریں اگر وہ مسلمان ہو جائیں گے تو میں بھی ہر جہاد لگا آپ نے شتر منا جلیل القدر و اسی قرآن
 سنا اگر وہ دست خالی ہیں تو میں کر نماز پڑھنے کا ذکر آپ سے مگر یہ صحابہ کہنے لگے اس وجہ سے درست تھا کہ
 ان کے ہاتھ نہ تھے یا اس وقت تک مسجد میں فرشتے نہ تھا تھا اگر اب عام طور سے جوتے
 پہن کر نماز پڑھا سکر وہ ہے کیونکہ اس میں سجدہ کی عورت جو اللہ تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا کہ نہ لڑائی و نہ

نماز میں پاؤں مبارک کے لیے نجاست کی وجہ سے

نماز میں پاؤں مبارک کے لیے نجاست کی وجہ سے

اسکے ہمراہ کروٹے راست میں وہ سب کے سب غدار اور یونانی کے ساتھ شہید کر ڈالے گئے جو
 آپ کو کمال حزن و ملال ہوا اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے
 تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے جو اب اس تمام لشکر کے نقل کر رہے معترض حساب کا جو دعائے
 ہے وہ یہی پچھلا فقرہ ہے کہ اگر آپ کو پہلے سے معلوم ہوتا کہ یوں شہید کر ڈالے جائیں گے
 تو آپ انہیں کیوں روانہ فرماتے۔ ہائے افسوس اسے غریب تم کیا سمجھ گئے حضور اقدس
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باوجود علم کے کیوں انہیں روانہ فرماتے آخر روانہ فرمایا کیا باعث
 کیا، صرف صحابہ کی حفاظت جان یا اور کچھ بھی۔ اب خود راہوش سے سنئے حضور اقدس صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حوصلے اور جنس سلفا
 آپ کی طرح نہ تھیں کہ محض تن پروری منصوص ہوتی، جان کے لالچ میں دینی خدمت سے باز
 رہ سکتے اور اس خیال سے کہ یہاں جان عزیز خدا شاعت اسلام ہوتی ہے وہ گدگد جا
 جے کار پا کا نر قیاس از خود نگیرد، اسے حضرت وہ تو ہر دم جان فدا کر نیب کو تیار رہتے تھے
 جے جاننا برائے دوست میداریم دوست۔ ہر چہ کہ تیر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صحابہ
 کرام کے پیش آنیوالے جملہ واقعات ظاہر ہوں مگر یہ موقع درگزر نہیں کہ ایک شخص اشاعت
 اسلام کے لئے عرض کرتا ہے کہ حضور اپنے نیاز مندوں کو اس ملک قوم کی ہدایت کے واسطے
 بھیجیں اور اسے یہ جواب دیں کہ ہمیں اشاعت اسلام، در ہدایت خلق سے جان زیادہ
 محبوب ہے وہاں جے جائیں گے وہ اسے جائیں گے اس لئے خوف جان اس موقع پر اعلا
 کلمۃ اللہ میں ہی کوشش نہیں کی جاتی و لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ سب
 خرافات ہیں وہاں بقا بقا اعلا کلمۃ اللہ کے جان کی کچھ پرواہ نہ تھی اور خود صحابہ کرام کو
 شوق شہادت گدگدایا تھا اور ہوش میں بھرے ہوئے تھے شہادت ایک بڑا تیرہ پر خیا
 ل واقعہ بیرونہ میں تھا کہ کہنے والے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جب شہید ہو گئے
 اور جن میں حضرت منہجین عمروہ گئے تو کفار نے ان سے کہا کہ آپ چاہیں تو ہم آپ کو
 امن دیں مگر آپ کے آرزو شدہ شہادت دل نے سرگزشت انداز اور آپ نے بقا بقا شہادت کے
 امن کو قبول نہ فرمایا کذافی حارق منوۃ جلد ۱ ص ۱۱۱ یہ تو عرض کیا گیا علیہ وسلم نے

صحابہ کرام کو دین پر جان تصرف کرنے ہی گئے روز فرمایا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم
تھا کہ یہ سب شہید ہو جائیں گے مگر جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے لئے قبل واقعہ علم شہادت صحابہ
تسلیم کر لینے سے حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف قتل عمد کی نسبت کرنا چاہی تو کیا وہ
منذر ابن عمرو کا بی رخصی اللہ تعالیٰ عنہ پر خود کشی کا الزام لگا دیکر انھوں نے باوجود اس پانچویں
شہادت ہی کو اختیار فرمایا اور سبط بن حضرت عمر بن ابی سلمہ اور عمار بن یاسر کی یہ حضرات اذنیوں
چراگاہ میں لے گئے تھے جب اس آئے اور شکرگاہ کی طرف متوجہ ہوئے پرندوں کو گروہت کیا دیکھا
اور گروہت غبار اٹھا معلوم ہوا اور کافر دستے سوار و نحو بلند پر کھڑا اور صحابہ رضی اللہ عنہم
کو شہید کیا تو آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اب سلطنت کیا جو عمر بن ابی سلمہ کی بیٹے ہوئی کہ سید کا نشان
کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اجازت بیان کیا جائے گا حارث نے اسے انکار کیا اور کہا کہ اب ہم پہنچے ہوئی
شہادت و بہت غلبت اور چنانچہ انھوں نے تقار سے مقابلہ کیا اور ان میں چار آدمیوں کو قتل کیے
حارث خود بھی شہید ہو گئے کئی اسی صحیحہ المسلمین و صحیح النبوة اب یہاں سے
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا شوق شہادت ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امن و مالیت کو چھوڑ کر
شہادت حاصل کرنے میں سعی کی اور کامیاب ہوئے اب ہر طرح کوئی مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ صحابہ
کرام رضوان اللہ علیہم نے قصداً و یداً و دانستہ اپنی جان ہلاکت میں ڈالی اور خود کشی کی کہا
طرح یہ کہنا بھی کسی ایمان والے کا کام نہیں ہو کہ نجر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یدہ و دانستہ صحابہ کو
روز فرما کر قتل عمد کے مرتکب ہوئے والعیاذ باللہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ
کرام کی جانیں راہ فضل میں زندہ کیں اور ان جالونکے اس شہدہ طود پر کام آئیکہ کوئی موقع نہ تھا
جان کی بڑی قیمت ہی تھی کہ راہ خدا میں شہید ہو گئی یہ کہنا کہ اس حادثہ کا اگر حضرت کو علم ہو سکتا
کو نہ سمجھتے اور صحابہ کو علم ہوتا تو وہ نہ جاتے حضرت نجر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام پر
الزہم لگانا ہے کہ جب جان تصدق کر لیا کہ موت آتا اور نہ سمجھتے کہ جان جاتی ہو تو روز گندہ کر دیتے اور ہم
کو کوئی طرح خیال کرتے کہ کون مفت خطرہ میں جان ڈالے و لا حول و لا قوة الا باللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ کہتے
صحابہ اور ید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ نشان نہیں کہ دین پر جان نثار کرنے میں وسیع کر جائیں جانا
جاتی دیکھیں تو اسلام کی اشاعت کے پاس تکش آئیں بلکہ یہ حضرات جب سمجھ لیں کہ اب جان نذر

کرنے کا موقع ہے تو پوری خوشی اور شوق سے جان نذر کر دیں جیسا کہ میں اور پر صحابہ کے
واقعات سے ثابت کر چکا ہوں ہے

میں پوری سرشوق سے قتل میں گویا یہ لے جان اگر خیر نولا دتہا سارا
تو اس صورت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معاملہ سے واقف ہونا کس طرح مانع ہو گا
صحابہ پر ہوا اب یحییٰ بن مضر کا اعتراض باطل ہو گیا اور حضور کا صحابہ کرام کو باوجود
پیشانیوں کے مطلع ہونے کے روانہ فرما دینا قابل اعتراض نہ رہا پھر حضور کا یہ روانہ
فرما دینا اگر کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو گا اللہ عجل اور ایمان نصیب ہے تو معلوم ہو کہ حضور کی
ایں بہت ہی مصلحتیں اور حکمتیں تھیں کہ ان سب کا علم بھی خاصانِ خدا ہی کو ہے اور جس علم میں
عنایت ہو بقدر اسکے لکھ دینا بھی اس مختصر رسالہ میں دشوار ہو لہذا کچھ بطور نمونہ پیش کیا جاوے
اسی واقعہ پر سوسہ میں صحابہ کا دیری اور جو انہوں نے کیا تھہ حکم پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعمیل میں
پروانہ و ارکان تبارک و تعالیٰ دینے میں خوش ہونا عجیب قابل یادگار اور دل پر اثر کر دینا بات
ہے جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قوت ایمانی اور محبت رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کا اندازہ ہوتا ہے اور خلق اللہ کو ایسے پر اثر واقعات سے ہدایت ہوتی ہے
بخاری شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیرونہ پر پہنچے اور انہوں نے حضور
سراپہ نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب مرغوب حرام بن عثمان کو دیا کہ عامر بن نفیل کے
پاس ایجابی حرام و مخصوص کو ہمراہ دیکر روانہ ہونے چاہیے قوم کے نزدیک پہنچے ان دونوں شخصوں
کہا کہ تم یسریس رو میں جانا ہوں اگر ان لوگوں نے مجھ کو میں دی تو تم بھی چلے آنا اور اگر مجھے مار ڈالا
تو تم اصحاب کیساتھ ہانا پھر حرام بن عثمان نے ان لوگوں سے کہا میں دو تو میں نہیں خدا
کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پیام پہنچاؤں حرام بن عثمان گفتگو ہی کر رہے تھے کہ ایک
نفس نے جو انکے پیچھے تھا ان لوگوں کے اشارہ سے ایڑھوں کیا اور نیزہ مارا کہ وہ حرام کے
ہنا کے دوسری طرف نکل گیا اس حالت میں حرام بن عثمان کی زبان سے جو کلمے نکلے ہیں
رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیساتھ محبت رکھنے والوں کو اس کا کچھ لطف آئے گا حالتِ نوب کی نیزہ سینہ
پر مارا ہو گیا اب خون چہرہ و تمام بدن کو رنگین کر دیا اور زبان پر کیا مبارک کلمہ کہ اللہ اکبر

قنوت و دریا کھتا رہا کہ جب کہ تم میری آواز دہرائی ہو گئی اور مطلب حاصل ہو گیا اور میں نے اس کی
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی اس سے بعد پرمو گئی و تہ شہادت ملا سبحان اللہ
 ایک توبہ دل تھے جو ہوں دلیر نہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں جان فدا کرتی
 تھے اور ایک یہ زمانہ کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں اوصافِ قدس کی صفت
 کمال کے انکار میں رات دن سرگرم رہے فلما تلوہا قال بعضهم لبعض ایک مبلغ رہا رسول اللہ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اهل هذا الماء فقال حرام بن الحجاب انما خرج بکتاہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم الی عامر بن الطفیل کما علی غلات الماء فلما انا ہر حرام بن
 مطلق لعمریہ عامر بن الطفیل فی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال حرام بن
 صلی اللہ علیہ وسلم انی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کو دانی شہد ان لا الہ الا
 وان محمد عبدہ و رسولہ فاصنوا با اللہ و رسولہ فاج الیہ رجل من کسریٰ لبیت بکرم فخر بنہ فی
 جہنہ حتی خرج من الشقی الآخر فقال اللہ اکبر فزت و رب الکعبہ و کتانی لک ان تشرع و تدرج البتہ
 صحابہ کی اس طرح جاس شہادیاں تو یہاں دلیلیں و دلائل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 تمکاری کیسے سنو کہ یہیں ملا و میریں حضور کی خبر نہ دیتے اور نکل فرماتے میں اور بہت سی مجلسیں ہیں
 چنانچہ اسی واقعہ پر موزوں ہے جب حادثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے شوق سے مقرر کیا کہ شہید
 ہو گئے اور عمرو بن عبیدہ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے اور عامر بن طفیل نے ان کو شہید نہ کیا بلکہ مشائی کہہاں
 پکڑ کے چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوئی و حضرت اسی اور یہ قادیان کیا کہ ان شہدائے آپ واقف
 میں فرمایا کہ ہاں واقف ہیں تب وہ اتھک شہدائے قتل میں آیا اور ہر ایک کا کام و سبب و سبب
 کرنے لگا اور یہ کہنے لگا کہ کوئی ایسے تم میں تھے جنکی نفس یہاں نہیں ہو عروس فرمایا کہ ہاں
 عامر بن قیس جو صدیق کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بندہ آزاد کردہ شہد تھے وہ انہیں نہیں ہیں
 کہا کہ وہ کیسے آدمی تھے فرمایا کہ وہ بڑے فاضل اور پرانے مسلمان تھے عامر بن طفیل کا فرماتے
 کہا کہ ان کی شہادت کے وقت میں نے پچھم خود دیکھا کہ وہ آسمان کی جانب اٹھاتے
 گئے وہاں عامر بن طفیل کا ایسا عجیب و غریب واقعہ دیکھنا اور خود اس کو
 بیان کرنا اور پھر اس جماعت کے قتل سے پیشمان نہ ہونا اور ایمان سے محروم نہ ہونا

اہل نجد

شہرہ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے پیغمبر کے ہاتھ
 پر چھوڑنے کو سنا آپ نے باہر تشریف لے کر فرمایا کہ سوائے اسکے نہیں کہ میں آدمی ہوں میرے
 پاس نعم یعنی جبرائیل نے والے آئے ہیں شاید بعض تمہارا بعض سے خوش بیان ہوا کسی خوش مالی
 سے ہیں اس کو بچا جانوں اور اس کے حق میں فیصلہ کروں پس جس کو میں حق مسلمان
 کا ولادت وہ سمجھے کہ خیم کا ایک ٹکڑا ہیں ولادت ہوں اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ رسول خدا
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب داس نہ تھے اگر غیب جانتے تو ظلمات فیصلہ کا آپ کو کیوں خوف ہوتا
 جو اسے ظہر یا انصاف کو مخفی نہیں کے شے دیکھنے دیکھتے تو خوب ظاہر ہو گیا ہو گا کہ یہ
 حضرات اپنے دھاکے ثابت کرنے سے عاجز ہو کر اب محض زبان درازی پر آگئے ہیں۔ اور
 صرف اپنے قیاسات فاسدہ سے استدلال کرنے لگے ہیں۔ حدیث جو مسترفی نے چھین کی ہر
 اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء
 کے لکھ رکھے اور بھی مدد۔ اسایب کلام کی معرفت سے تو یہ حضرات بالکل پاک ہیں نہ کہ وہ پھر
 کسی طرح بھی الزام نہیں سکتا۔ فہم مبارک نے اس حدیث سے کیا سمجھا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کو اسود غیب کا علم تعلیم نہیں ہوا۔ بیان اللہ یم قلم قابل عین و آفرین ہر سر و کار صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم کا مقصود اس تمام کلام سے تہدید ہے کہ لوگ ایسا ادا نہ کریں کہ دوسرے کا
 مال لینے کے لیے نسیانی تو تم خرچ کریں حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں (وَرَوَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)
 قضیت کا حد تک کو بھی من حق الخیر فانما اقطع له قطعة من النار یعنی اگر میں تم میں سے
 کسی کو دوسرے کی چیز ولادت تو وہ اسکے لے آگ کا ٹکڑا ہے مراد تو یہ ہے کہ تم جو باتیں بیان
 تو اس سے صحت کیا بغرض محال اگر میں تمہاری تیر تیری اور شہریں بیانی من کہ تمہیں دوسری کا
 حق ولادت تو ہی غلطہ کیا وہ تمہارے کام کا نہیں بلکہ تمہارے ہی لئے وہ دوزخ کی آگ کا
 ٹکڑا ہے تو تم دوسرے کا حق لینے میں کوشش نہ کرنا مقصود تو یہ تھا مسترفی صاحب نے اس کا علم ہی
 کہ ہم پر اصفیاء تسلیم پر استدلال کیا اگر حضرت کسی حق (معاذ اللہ) کسی دوسرے کو دلاتے تو بھی کچھ بڑے قدر مہولی
 کہ جو کچھ شہرہ کا موعی کہ حضرت نے کسی کا حق تھا کسی کو دلا دیا مگر یہاں شہرہ کو کچھ بھی علاقہ نہیں کہ حضور

نے ایک کا حق دوسرے کو دلا دیا بلکہ جو غلط فرماے وہ بھی ایسے شریطہ جو صدق مقدم کو مستثنیٰ نہیں
ایک فرض محال جو معنی ایک ناممکن بات کو محض تہدید کی غرض سے فرض کر لیا ہو اگر باوجود اس
تو بھی نہیں کچھ نائدہ نہیں مقرر حصہ اور امر مافیٰ کتبہ اور اپنے اجتہاد کو زیادہ نہ صرف فرضیے وہ
ایسا ہی شریطہ قرآن شریف میں بھی وارد ہے قل ان کان المؤمنون ولدا فانا اول العابدین یعنی فرما دیجئے
سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ اگر جن کے ولد ہو تو میں پہلا عبادت کرے والا ہوں کہیں اس اجتہاد کی بنا پر یہ کہنا
حضرت کو خدا تعالیٰ کے مٹا ہونیکا بھی خطرہ تھا رعاذ اللہ ایسے شریطہ جو اور شریطہ مقدم کے صدق کو مستثنیٰ
نہیں ہوتے بلکہ فرض محال تک بھی ہوتے چنانچہ اس آیت میں ایک محال فرض کیا گیا جو اور علیٰ ہذا اس
مقدم میں بھی حرج آپ اپنے مدعا پر بلند لانا چاہتے ہیں مقدم میں فرض محال جو یہ ناممکن کہ سرور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے کسی کا حق کسی دوسرے کو پہنچ جائے اس بارہ اور رسول کا ترجمہ
سموہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اب در آخر شرح شارح کا ملاحظہ کرو فان قوله عليه السلام فمن
قضيت له الحق مسلم ان شريطيني وهي لا تقتضيه صدق المقدم فيكون من باب فرض المحال
نظرا الى عدم جواز قيل ولو على الخطاء ويجوز ذلك اذا تعلق به غرض كما في قوله
تعلق قل ان كان المؤمنون ولدا فانا اول العابدین والنحن غما نحن فيه التهديدين
والنفر مع على الحسن والاقلام على تخليص الحجة في اخذ اموال الناس بشبهة حضرت کو
شہادت پسند تھا اور آپ حضرت زینب کے پاس تشریف فرما ہو کر شہد نوش فرمائی تھے حضرت
عائشہ اور حضرت حفصہ نے رشود کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس اول حضرت تشریف لائیں وہ آپ
پر کہے کہ آپ کے منہ سے مفاہیر کی بواقی ہے آپ فرمائیں گے کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو جواب دے
کہ شہد کی بھی منافیر چڑھتی ہوگی پس چونکہ آپ کو بدعت سے نفرت ہے آپ شہد پیا ترک فرما دیجئے
اور حضرت زینب کے پاس نشست کم بوجہ تکی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سر خدا نام نے قسم کھائی
کہ اب کبھی شہد نہ دیوں گا اس پر یہ آیت اتری یا معا الحجة لو تخم معا الحل الله ان - اگر
حضرت زینب وہاں ہوتے تو کیوں ایک بنائی ہوئی بات پر شہد مجھ سے کی قسم کھا لیتے؟

شافی اول فرض محال کا شریطہ عام کا جواب

بشرطیکہ سالارہ و بیانیہ

جواب جزا کر رہی ہیں اور بیچارے کی عین گتے گتے پریشان ہو گئے مگر آج تک اتنا ثابت ہو گیا
کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نکال جبر کا حضرت حق سبحانہ نے جنت ہی نہیں فرمایا اس

شمعوں کی کوئی آیت پیش کرنے کی جرأت ہوئی نہ حدیث و کما کی بہت ہاں قیاس فاسد کر دیا
 ایک اور ٹکڑے کو ایسے فاسد قیاس کیا عقلا کے نزدیک قابل التفات میں؛ یوں تو شیطانی
 قیاس و دلیل کو کھام الہی پر پیش ہو جس کے امداد یہ کہہ سکیں گے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر دوسرے چیز کا
 علم حاصل نہیں ہو جب کہ ہوتا ہے کسی ترکیب کے کسی چیز کا علم حاصل کر لینا ہر جہت سے
 خارج تھا کہ یہ نہ ہی نہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون ابتداء کر چکا اور کون نہ کر چکا
 جب تو اس نے نہ نہ میں قبلہ بدل دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پرستے میں بھی گئے اس
 معلوم ہو گیا کہ جنہوں نے اس میں حضرت کی موافقت کی اندک چوں وجہ نہ کیا نہ کوئی بحث کی تو وہ
 ابتداء کر دیوے میں باقی نہیں رہا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا**
مِنَ الدِّينِ **الْمُتَّبِعَ** **الْمُسَوِّدَ** **مِنَ الدِّينِ** **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا**
مِنَ الدِّينِ **الْمُتَّبِعَ** **الْمُسَوِّدَ** **مِنَ الدِّينِ** **وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا**
 ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شہسہ کہ کیا قابل التفات ہوا ایسے قرآن عدم علم کے ہرگز نہیں
 ہوتے اللہ جل شانہ عظیم و خیر ہو۔ ہاں آپ علم حاصل نہیں کیا ہے مگر ایسے لفظوں سے یہ
 منہ سمجھ لینا اور انکا علم میں استدلال اور باقی اور تا مینائی ہے ورنہ قرآن پاک میں ایسے ایسے
 ہزاروں شہسہ کے طبع لوگوں کی طبیعتیں پر اگر نیکی اور وسوسہ سب ان کی کوئی بھی کوشش ہو گا جو
 ایک جہد صبر کی بڑیا بن دیاں سے زیادہ وقعت اور میں رکھنا اس طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے علم عظیم کے انکار میں مخالفین ان کا خون جیل و محو رہتے رہتے ہیں اور شہسہ تلاش کرتے ہیں اور
 ان کو اپنے اس حکاکی استدہانے میں مگر اس سے کیا نتیجہ یہ سب کوششیں سوچیں ہی نہیں ہو گی
 والا جو ہمارے مخالفین نے پیش کیا ہی ایسا لچر ہے جس سے کوئی نامہ عدم علم نہیں نکال سکیگا
 حضور نے اگر شہد چھوڑ دیا تو اس کو علم سے کیا علامتہ ان اک کے مبارک لفظ ہیں قہقہ
 حرط ازواج جس سے ظاہر ہے کہ پاس خاطر ازواج مطہرات کا منظور خاطر اقدس تھا اس لئے
 شہد چھوڑ دیا اس کو علم سے کیا واسطہ حضور خوب جانتے تھے کہ میں بد نہیں ہوتی مگر ازواج کے طبع
 شریف میں کمال غل کر رہا رہی تھی اور حضور کے اخلاق کریم ایسے تھے کہ کسی کو ناراض اور خسر نہ کرنا
 نہ فراتے تعبیر علیہ اس قہقہ ازواج سے اس میں کس نے لغو فرمائی اور ان کا رضا مندی کے لئے نہیں
 غم چھوڑنے کا اطمینان دلایا پھر اس پر یہی منع فرما دیا اگر اس کا کہیں کرنا کیا جائے تو ہر تہا کہ حضرت

زینب علیہ السلام منہا جنکے پاس شہد پیا تھا انہیں شہد چھوڑنے کی اطلاع نہ دیا کیونکہ اس
 ان کو لال ہوگا اللہ شہد ہی نہیں کر کسی کی بھی لشکر کی ہوجانا چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ ہوا
 بخاری و مسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہیں میں نے لال علی احد اھما فقلت لہ
 قلت فقال لای من بہ قربت عسلا عند زینب بنت جحش فلن اعود لہا وقد حلفت
 لا استجوبی بہ قلت احدا یتغی من شہا اذ وجہہ یعنی حضرت عائشہ و حضرت رضی اللہ تعالیٰ
 عنہا میں سے کسی کے پاس جب سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے اور انھوں
 نے اپنا منسوبہ کہا کہ ہم حضور کے مزے سے مغایر کی ہوتے ہیں تو حضور نے فرمایا کچھ رضا نقد
 نہیں کیونکہ ہم نے تو زینب بنت جحش کے یہاں شہد پیا ہے ان تقریروں سے صاف
 ظاہر ہے کہ حضور کو خوب معلوم تھا کہ جیسے مزے سے لائے مغایر کو کوئی ملاقات نہیں مگر یہ بھی
 معلوم تھا کہ ان کا منشا یہ ہے کہ حضور شہد پینا ترک فرمادیں اس واسطے انکی رضامندی کیلئے ارشاد
 فرمایا کہ ہم لو کی طرف پھر عود نہ کریں گے یعنی قسم کھاتے ہیں پھر شہد نہ پئیں گے اور ہم کسی کو
 اس شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو انکی خبر پہنچے گی تو انکی دشمنی
 ہوگی چنانچہ علامہ علی نقاری رحمہ اللہ ہمارے مرقاة المفاتیح میں اسی لاتخیری کے متعلق فرماتے ہیں لکھا
 اللہ ویکسرونہ لعل زینب من امتناعہ من عسلہا غرض کہ اس منشا شریف سے انکار علم مصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کچھ دو نہیں پہنچ سکتی نہیں معلوم کہ معرض کس نشہ میں ہے اور اس
 نے کیا کھنگرا حرام کیا شہد میں ایک لفظ ہی تو ایسا نہیں جس کو کسی طرح یہ ثابت ہو سکے کہ
 حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لال امر کا علم نہیں ملا شہد بہ بخاری شریف میں ہے
 حضرت جابر کہتے ہیں میں ہی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ہاتھ کے قرصہ کے
 بائیں میں گیا اور دروازہ پر کھٹکا کہ حضور نے فرمایا کون ہو میں نے عرض کیا کہ میں حضور نے فرمایا کہ
 میں تو میں ہی ہوں گویا یہ مگر حضور کو آپسند ہوا اگر حضرت جابر نے ان ہوتے تو کیوں دیا کرتی
 کہ تم کون ہو حضور کو خود ہی معلوم ہو جاتا جواب پر شہد بھی ایسا ہی عاری ہے جیسے ادا دہر گریز
 کے کلام کی مادہ پورین کی سنی مترس کو مہار کا صحیح ترجمہ کن نہیں آتا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 میں غافرا نہ پتہ کون ہے حضور کے علم پہنچنے کی دلیل نہیں صدقہ حضرت حق سبحا تعالیٰ نے

شہد چھوڑنے کی خبر نہ دینا یہ اس لئے فرمایا کہ اگر حضرت زینب کو انکی خبر پہنچے گی تو انکی دشمنی ہوگی

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیف تھی الموفق کے جواب میں فرمایا اودھ لو من کسب ثم یصلی
 نہیں لائے تو معترض یہاں بھی کہہ دیا کہ (معاذ اللہ) اگر اللہ جل شانہ عالم الغیب ہوتا تو یہ کیوں فرما
 کہ کیا تم ایمان نہیں لائے ہر حکم سوال کی علت ہے طبعی نہیں ہوتی مگر جو حکمتیں نہ سمجھتے ہوں اور کلام
 کی مراد سے ناواقف ہوں وہ ایسے ہی وہابی شیعہ بیان کر سکتے ہیں وہ نہ کسی مسلمان کو توہمت ہو
 نہیں سکتی علی ذلک الحدیث میں جا بجا مذکور ہے کہ حدیث حق سبحانہ تعالیٰ فرشتوں سے لیتا فرمایا اور
 کہ میرے بے کیا کرتے ہیں تو میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے ہمارے معترض حسب سابق جو
 قبل جنگ کسی نے ایسے سوالات کو عدم علم کی دلیل سمجھا مگر عجیب العجب منقرض تھا ہیں کہ عجیب یہ بیان ہے
 ۵۔ قتل عاشق کسی مشوق کو کچھ دور تھا پندیر سے عہد کے آگے تو یہ دستور تھا

یہاں تو حضور کے دستا فرما نے ہیں جو حکمت ہو ایمان والوں کی آنکھیں اس پر بند نہیں صاف
 معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو ب تعلیم فرمایا مقصود تھا کہ تم کسی کے مکان پر
 اودھ دریا کرے کہ تم کون ہو تو درمیان نہ کہہ دیا کہ وہ نام بتلایا کرو اور ایک لفظ میں کہہ دینا
 جس سے تمیز ہو سکے کہ کون تھا ہیں ان پند ہے آپ کو بھی ہمیں ہی شیعہ جو کہ مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو یحییٰ تھا کہ دروازہ پر کون ہے استغفر اللہ اسے حضرت ان کے صاحب کو ان کے آل
 اطہار کو ان کے اولیاء اہل بیت کو ان کے ملازمان بارگاہ کو یہ سب معلوم روشن ہیں مگر عاری آنکھیں
 کھلی ہوں تو ہمیں کچھ خبر ہو سکتی ہے جب حضرت مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے کوئی شکر
 طلب فرمایا اور بہت سی قبل قال کے بعد وہاں شکر بھیجا گیا شکر کے آئے سے فہم
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خبر دی کہ کوئی بارہ ہزار مرآتے ہیں آپ کے ہر میوے پر ایک
 صاحب شکر کی گزر گاہ پر ان بیٹے جب شکر آیا ایک ایک آدمی کو گنا شکر دیا گیا ایک ہی نو
 کم و بیش نہ تھا اور شواہد النبوة مولانا عبد الرحمن الجامی قدس سرہ الشامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت علی کرم اللہ
 تعالیٰ وجہہ بعض مغروں میں جب کر بلا ہو کر گزرتے اور وہاں کچھ دیر ٹھہرتے داجنہ انہیں دیکھا
 اور واقعہ کہ بلا کی خبر دی دشواہد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسجد کو فرس غافل فرستے
 فارغ ہو کر ایک شخص سے فرمایا کہ ملاں مقام پر ایک مرد اور ایک عورت باہم لپٹتے ہیں
 ان کو بلاؤ وہ بلا لایا جب وہ حاضر ہوئے فرمایا کہ آج رات تم میں بہت نزاع رہا جو ان سے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ان کے مکان پر نہ جانا

نہ جانا

عرض کیا کہ میں نے اس صورت سے نکاح کیا اور جب میں اس کے سامنے گیا مجھے اس نے نفرت
 آئے لگی اور اس عورت نے مجھ کو طلاق شرعیہ دیا کیا جب حضور نے طلب فرمایا تھا سو وقت تک
 تھرا اور باتھا حضرت مولانا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وہمہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ بہت
 باتیں یہی ہیں جسکا سنا غیر کے سامنے ناپسند ہوتا ہے سب چاہئے گئے صرف وہ جوان اور عورت
 رہ گئے آپ نے اس عورت کو فرمایا کہ تو اس جوان کو جانتی بھی ہے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ
 میں تجھے اس کی معرفت کرتا ہوں مگر تو نہ کہہ دے جانا عرض کرنے لگی میں ہرگز اس واقعہ سے انکار
 نہ کروں گی فرمایا کیا تو فلاں شخص کی بیٹی نہیں؟ عرض کیا ہوں فرمایا کیا کوئی تیرے بچا کا بیٹا تھا
 جس کو تجھ کو محبت تھی اور تجھے اس سے عرض کیا بیشک ایسا ہی تھا فرمایا کہ تو ایک بھڑکھڑا کیڑا
 بہر گئی تھی اس نے تجھے بچر لیا اور تیرے ساتھ مشغول ہوا تو عالم ہو گئی تو نے ماں کو لکھی خبر لیا پتہ
 پتہ پایا جب دفعہ محل کا وقت آیا تیری ماں تجھے گھر سے باہر لے گئی جب لڑکا پیدا ہوا تو تو نے کچھ
 کپڑے میں پیٹ کر گھوسے پر ڈال دیا پھر ایک کتاب اس کو سونگھنے لگا تو نے کہنے کے بغیر بار بار وہ
 بچے کے سر پر لگا اس کا سر پھٹ گیا تیری ماں نے ایک کپڑا پھاڑ کر اس کے سر پر باندھا اور پھر تم
 دونوں ہی گئیں اور تمہیں اس بچے کا حال معلوم ہوا اس عورت نے کہا بیشک ایسا ہی واقعہ
 ہوا اور میرا اور میری ماں کے سوا اس کی کسی کو خبر ہی نہ تھی پھر فرمایا جب صبح ہوئی فلاں قبیلہ
 اس بچے کو لیکر اسکی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بڑا ہو گیا اور اس قبیلہ کے ساتھ کوفہ میں آیا اور
 تیرے ساتھ نکاح کیا یہی جہان بوجہ جوان کا حکم دیا کہ سر کھولے اس نے سر کھولا سر پھٹے کا نقصان
 موجب تھا فرمایا کہ لیجایا تیرا بیٹا جو اللہ نے حفاظت فرمائی اور اسے حرام سے بچا پایا (شواہد النبوة)
 امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے برابر ارادہ کیا کہ مکہ کو پیادہ روانہ ہوئے ماہ میں چلتے چلتے
 چائے مبارک دم کرتے ایک غلام نے عرض کیا کہ حضور و حضور اس سفر میں ارہی پر طوفانوں
 کیونکہ آپ کے ہاتے مبارک پر دم آگیا جو فرمایا کہ نہیں منزل پر پہنچا ایک حدیثی بیگ کا اسے پاس
 روغن ہے اسے خرید لینا غلام نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو کسی کسی منزل میں نہیں دیکھا کہ
 کسی کے پاس ایسا دھاوا اس منزل میں کہا ہے ایسی منزل پر پہنچا ایک حدیثی نظر آیا فرمایا کہ یہی
 ہے جسکو ہم نے کہا تھا جا کر اس سے روغن خرید اور قیمت دے غلام نے جا کر اس سے روغن

روغن مانگا اس نے دیانت کیا کہ کہہ لیتے وہ کار نکہ کیا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیلئے
 اس نے کہا کہ مجھے انکی خدمت میں چل میں انکا نیاز مندوں چپائی مدتیں پہنچا عرض کر
 لگا کہ آپ میرے آقا ہیں میں کیا آپ سے قیمت لے سکتا ہوں لیکن میری قانون کے درود
 ہے وہاں فرمائیے کہ خدا استعا۔ لے صبح و ساءم لڑ کا عنایت فرماتے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے
 دیسا ہی بچہ دیا ایسا تو چاہتا ہے اور یہ بچہ ہمارا نیا منہ ہو گیا جب وہ اپنی فرو و گاہ پہنچا تو جب
 ارشاد لڑکا پایا رشید ابو النہود مشاہد سلف میں سے ایک حاکم نے فرمایا کہ میں کو کرم میں تھا مجھے کھڑ
 امام باقر رضی اللہ عنہ کی ریاست کا شوق ہوا چنانچہ میں ان ہی کی قدم پرسی کے دروازے سے مدینہ
 منورہ حاضر ہوا جس شب میں مدینہ منورہ پہنچا ابو طلحہ چلایا ہوا تھا اندر میں زور سے برس رہا تھا
 سردی سخت تھی آدمی رات کا وقت تھا جب میں دروازہ پر پہنچا اس وقت مجھے پتہ چل گیا کہ
 تمنا امکا اپنی اطلاع کر دیں یا صبح جب امام رضی اللہ عنہ خود باہر تشریف لادیں اس وقت تک
 صبر کروں میں اسی فکر میں تھا کہ امام کی آمد میرے کان میں آئی کہ ہادی کو فرمانے میں نکلا
 شخص بھیگا ہوا آیا ہے اس سے سردی معلوم ہوتی ہے دروازہ پر ٹھکر ٹھکرا کر دروازہ کھولنے
 چنانچہ اس نے دروازہ کھول دیا اور میں مکان میں چلا گیا رشید ابو النہود مشاہد یہاں تو امام علی
 و علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ دروازہ پر کون کون کرے ایک اور شخص سے منقول ہوا کہ انہوں نے کہا کہ میں
 امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر کھٹکا گیا ایک کینز باہر آتی میں نے اکی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر
 کہا کہ اپنے آقا سے جا کر عرض کر کہ فلاں شخص دروازہ پر حاضر ہے امام باقر رضی اللہ عنہ نے
 مکان میں سے آواز دی کہ یہاں آتیری مال مرے میں نے اندھا کر عرض کیا کہ حضرت میری
 نیت میں بدی نہ تھی فرمایا سچ ہے لیکن تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ دیواریں ہماری نظروں کے تو
 بھی پر وہ و حجاب میں بطرح قہاری نظروں کے لئے اگر ایسا ہو تو پھر ہم میں تم میں کیا فرق باختر
 اسی حرکت نکر لا شعلہ علیہ السلام ایک شخص نے کہا کہ ایک وزیر امام باقر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اس کے
 ساتھ میں بھی سوار ہوا راہ میں اوٹھنے لگا امام باقر نے فرمایا کہ ان دونوں کو باندھ لو پھر میں
 غلاموں باندھ لیا پھر امام نے اپنے منہ میں سے ایک شخص سے فرمایا کہ اس پر پیر پیر و یہاں ایک ثا
 کہ آئیں جو کچھ ہے وہ لے آؤ وہ گئے وہاں وہاں ملے وہ لے آئے اور ایک عمارت والے ایک آدمی

امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پیدائش

امام باقر رضی اللہ عنہ کی پیدائش

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی پیدائش

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی پیدائش

جسکے علاوہ بھی لیا امام نے فرمایا ان جگہوں کے مالکوں میں تو ایک موجود ہے اور ایک
 غائب ہے جب پیش میں بیٹھے اس جگہ والے نے ایک درجاعت پر نعمت لگائی تھی اور وہ
 ماخوذ سے حاکم کے انہیں گرفتار کیا تھا امام باقر نے فرمایا کہ انکو شرافت دودہ دونوں عابدین
 اس کے مالک کو نہ چھو دل کے ہاتھ کنو اسے ان میں سے ایک نے کہا کہ احمد اللہ میری توبہ
 اور قطع دست رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند کے ہاتھ پر ہوا امام باقر رضی اللہ عنہ نے
 فرمایا کہ تیرا ہاتھ مجھے میں سال قبل جنت میں گیا وہ شخص شش مہینے سال زندہ رہا تین روز کے بعد
 دوسرے جگہ والے کا مالک بھی امام باقر نے فرمایا کہ تیرے جاکاں میں ہنر و دینار تو تیرے ہیں
 اور ہنر و دینار اور شخص کے اور اس طرح کے کپڑے ہیں وہ عرض کرنے لگا کہ اے حضور اس
 ہنر و دینار والے کا نام بھی بتائیں تو درست فرمایا کہ اس کا نام محمد ہے اور اس کے باپ کا نام عبد اللہ
 ہے وہ ایک سنگ مرمر بہت بہت دیتا ہے تار بہت چمکتا ہے اور اب باہر تیرے انتظار
 میں ہے جسے ہی اس شخص نے امام کی تصدیق کی اور وہ نصرانی تھا فوراً اٹھ کھڑا لا الہ الا اللہ و
 اشہد ان محمد عبداً و رسولہ پر حکم سلطان ہو گیا (شواہد النبوۃ ص ۱۸۱) کہ کوئیوں میں سے ایک شخص نے
 کہا کہ میں کوئٹہ سے بارہ روز خراسان پہنچا میرے لڑکے نے طرے دیا کہ اہل کو فروخت کر کے
 یہ سے فیروزہ خریدے لایا جب میں مرو کے مقام پر پہنچا تو حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے غلام نے اسے کہنے لگے کہ ایک غلام قوت ہو گیا ہے جو طرہ تمہارے پاس ہے یہ ہے
 ہاتھ فروخت کر دیا کہ ہم اس کا کفن بنادیں میں نے کہا کہ میرے پاس کوئی مٹا نہیں جو وہ چلے گئے
 اور پھر اگر کہنے لگے کہ ہمارے ہوانے ہمیں سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ تمہارے پاس حلہ ہے
 جو تمہارے لڑکے نے ہمیں فروخت کر دیا ہے دیا ہے اور غیر فتنہ خیمہ کے کو کہا کہ لو یہ اسکی قیمت
 ہے پھر میں وہ حلہ انہیں دیدیا اللہ اپنے دل میں کہا کہ ان سے چند سئے دیانت کر دیکھوں کہ
 کیا جواب دیتے ہیں اوسلے میں نے کہہ دیا اور صبح کو دیا فت کر کے قیمت سے ان کے دوسرے
 گناہوں کا اثر مٹا دیا یہ بھی پیشہ بردار کہ میں انکی زیارت کر لیتا چاہتا کہ مسافر قضا کرنا تیرے
 کھڑ تھا کہ ان کا ایک غلام یہ نام رکھ کر لے گیا اور تھوڑی دیر میں ایک آٹھ بجے دیکھا اسیں تھوڑے
 تھا کہ اے فلاں شخص تیرے سوالوں کے جواب دینا جب میں نے انکا اتنی حقیقت یہ تمام

زکریا کے وقت میں

بزرگ و غریب حالات کی خبر

امام رضا رضی اللہ عنہ کا بغیر بیان سائل کے امام سوا کے جواب دینا

فهرست مضامین کتاب استنباط الکیلیات علامه المصطفیٰ صاحب السیف علیہ السلام

[illegible]

صفحہ	مضمون	پہلو	مضمون
۳۹	کمال اشیا کا علم ہم انہی کے حضور قلیل ہے	۵۳	علم غیبی کہ جس سے آئینہ و معیشتوں کے احکام
۴۰	حضور کا علم ملکوت سموات و ارض و قیامت	۵۴	آیہ و علمات مالاہل تکلیف تسلیم و تحقیق انہی کا
۴۱	برائین قاطعہ کا اتہام کہ حضرت کو دیوار کے		اعتراف اور اس کا جواب
۴۲	بچنے کا بھی علم نہیں اور اس کا رد		آیہ و علم الانسان مالاہل علم میں انسان سے
۴۳	حضور علیہ السلام کے علم بچھڑا ہوا اطلاق و رکت		حضور مراد ہیں۔
۴۴	حضور علیہ السلام کا علم کا حاد و غیرہ کے مشا و غیبی بچھڑا	۵۵	آیہ و علمات مالاہل تکلیف تسلیم و تحقیق انہی کا
۴۵	آیہ لا یحیطون بشیء سے جانب مخالف کی تفسیر		تحقیق انہی کا شبہ اور اس کا جواب
۴۶	نہی اور اس کا جواب	۵۶	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم تمام معلومات
۴۷	آسمان و زمین کے تمام غیبی علم انہی کے حضور		غیبی حکمت پر محیط ہے۔
۴۸	تحقیق انہی کا علم ہر شے کی بھی تحقیق ہی سمجھ لیا ہے	۵۷	تحقیق انہی کا یہ عذر کہ آیت کے مندرجہ ذیل میں
۴۹	علم ہر شے کی تالیف کے سامنے تمام مخلوق کے علم قلیل ہے	۵۸	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا و آخرت کے
۵۰	علم شریکی نہیں بحث		جہد اعمال کی ایک مجلس میں جہد دنیا۔
۵۱	علم ہی کے علوم میں شائع و فاش ہے قرآن		علم بالغیب حضور کا معجزہ ہے۔
۵۲	حدیث و کتب موسومہ سے اس کے شواہد و ثبوت کے پر		تمام معلومات کا علم علم انہی کے حضور قلیل ہے۔
۵۳	ہر شے کی کمال حضور علیہ السلام کے علم کے تحت ہیں	۶۱	جہد اشیا کے علوم آسمان و زمین کے غیب
۵۴	حضور کا شریک جبریل و جبرائیل و غیرہ مخلوق		بحور علم انہی کا ایک قطرہ ہیں۔
۵۵	میں اختیار فرماتا۔		تمام مخلوق کے علم کا مقابلہ انہی کا اور جہد اشیا کے علم
۵۶	شعر کے معنی عرفی و منطقی		کا مقابلہ سید الانبیاء علیہم السلام اور جس کے عالم کا جہد با علم
۵۷	قرآن پاک میں شعر کے معنی عرفی مراد نہیں ہو سکتے		انہی قلیل ہونا۔
۵۸	منطقی شعر تسلیم قرآن ہے۔	۶۲	حضور کا علم اگرچہ علم انہی کے سامنے قلیل ہو گا
۵۹	بحث شعر میں حضرت شیخ اکبر کی لغت و معنی تفسیر		ماکان و یا یکر الی الیم الغیر کو مدعی ہے۔
۶۰	علم شریکی بحث اور تحقیق انہی کا رد	۶۳	تفسیر و علمات سے حضور علیہ السلام کیلئے
۶۱	کوئی علم فی نفسہ مذہم نہیں۔		علم بالانسان یا یحون کا ثبوت
۶۲	شواہد و ثبوت کی تفسیر و ثبوت ہی کو انبیاء	۶۴	آیہ و یحون الرسول علیہم السلام شہیدان پر
۶۳	علیہ السلام یا انبیاء و غیرہ علوم فلسفہ کو بھی		دعا ہے کہ اعتراف اور اس کا جواب
۶۴	جانتے ہیں۔		

صفحہ	صفحہ	صفحہ
۱	۱	۱
۲	۲	۲
۳	۳	۳
۴	۴	۴
۵	۵	۵
۶	۶	۶
۷	۷	۷
۸	۸	۸
۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲
۶۳	۶۳	۶۳
۶۴	۶۴	۶۴
۶۵	۶۵	۶۵
۶۶	۶۶	۶۶
۶۷	۶۷	۶۷
۶۸	۶۸	۶۸
۶۹	۶۹	۶۹
۷۰	۷۰	۷۰
۷۱	۷۱	۷۱
۷۲	۷۲	۷۲
۷۳	۷۳	۷۳
۷۴	۷۴	۷۴
۷۵	۷۵	۷۵
۷۶	۷۶	۷۶
۷۷	۷۷	۷۷
۷۸	۷۸	۷۸
۷۹	۷۹	۷۹
۸۰	۸۰	۸۰
۸۱	۸۱	۸۱
۸۲	۸۲	۸۲
۸۳	۸۳	۸۳
۸۴	۸۴	۸۴
۸۵	۸۵	۸۵
۸۶	۸۶	۸۶
۸۷	۸۷	۸۷
۸۸	۸۸	۸۸
۸۹	۸۹	۸۹
۹۰	۹۰	۹۰
۹۱	۹۱	۹۱
۹۲	۹۲	۹۲
۹۳	۹۳	۹۳
۹۴	۹۴	۹۴
۹۵	۹۵	۹۵
۹۶	۹۶	۹۶
۹۷	۹۷	۹۷
۹۸	۹۸	۹۸
۹۹	۹۹	۹۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۲	قرآن شریف پارہ سب کے بعد مجھوتا	۱۳۲	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کر بلا کی خبر دینا
	گناہ و گنہگار	۱۳۲	حضرت علی مرتضیٰ کا ایک عجیب و غریب
۱۳۳	گنہگار کے اعمال بیت المقدس دینا		عقیدہ اور غلطی و انحراف کی اصلاح
	کرسے پر دایہ کا اعتراض اور اس کا جواب		تعلیم و تادیب و تہذیب و ترقی و ترقی و ترقی
۱۳۴	آیت نکلتے بعد عاصم بن الرسل اور عدیث	۱۳۴	تقریر امام حسن علیؑ کا واقعہ کر بلا کی خبر دینا
	اعتقاد اور دین پر دایہ کا اعتراض کو سنا دینا		عقیدہ امام حسن علیؑ کا واقعہ کر بلا کی خبر دینا
	حضور کو اپنے خاندان کی بی خبری اور		حضرت امام باقر کا جدوں کی خبر دینا
	اس کا جواب		حضرت امام باقر کا ایک جگہ کے دست
۱۳۵	آیت یوم تکمیل اللہ پر دایہ کا اعتراض		نور کی خبر دینا اور عجیب و غریب حالات
	اور اس کا جواب		بیان فرمان
۱۳۶	نماز حین پاؤں مبارک لکھنے پر دایہ کا		امام رضا رضی اللہ عنہ کا سفیر بیان کے ساقی
	کا اعتراض اور اس کا جواب		کے تمام سوالوں کے جواب دینا
	واقعیہ صورت پر دایہ کا اعتراض اور اس کا جواب		حضرت بانیر یا سجائی کا حضرت شیخ ابو موسیٰ
	مدینہ الحکیمہ پر دایہ کا اعتراض اور اس کا جواب		کی ولادت و دیگر حالات کی خبر دینا
	امام حسن علیؑ کا جواب		آثار و خصوصیت حضرت علیؑ کے اہل بیت کو پہنچانے
	شہداء قتل و سجدہ و توبہ پر دایہ کا		پر دایہ کا اعتراض اور اس کا جواب
	اعتراض اور اس کا جواب		سجدہ و سلام پیش کئے جانے پر دایہ
۱۳۸	حضرت جابر کا واقعہ دینا اور اس کے جواب		کا اعتراض اور اس کا جواب
	دایہ کا اعتراض اور اس کا جواب		
۱۳۹	حضرت علی مرتضیٰ کا واقعہ کر بلا کی خبر دینا		
	تہذیب کی خبر دینا		